کنز الصلوٰۃ

چند خصوصیات

- استبراء سے غسل تک طہارت کے اہم مسائل
- نماز کی شرائط، فرائض، واجبات، مکروہات
- ٹخنوں سے کپڑا لٹکانے کی مزمت پر چالیس احادیث
- مسئلہ وجد فی الصلوٰت
- غلط قرأۃ کرنے سے متعلق اہم مسائل
- تکبیر تحریمہ سے سلام تک سجدہ سہو کے اہم مسائل

بحسب ارشاد

غوث زماں، طبیب روحاں، شیخ المشائخ، الفقیر

ابوالآصف حضرت میاں محمد حنفی سیفی

دامت برکاتہم العالیہ

مؤلف: فاروق احمد محمدی سیفی مدرس: جامعہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف

ناشر: شعبہ تحقیق والتخریج جامعہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف

بفیضان نظر:

قیوم زماں، محبوب سبحاں، مجدد عصر حضرت اخوندزادہ سیف الرحمن پیرارچی وامام خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

بحسب ارشاد

غوث زماں، طبیب روحاں، شیخ المشائخ ابوالآصف حضرت میاں محمد حنفی سیفی دامت برکاتہم العالیہ

نام کتاب: کنزالصلوٰۃ

نام مؤلف: مفتی فاروق احمد محمدی سیفی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، متخصص فی الفقہ ایم اے عربی واسلامیات مدرس جامعہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف

اشاعت: شعبہ تحقیق وتخریج جامعہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف

قیمت:

ملنے کا پتہ

مکتبہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف لاہور

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ ترنول، اسلام آباد

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ ریحان والا شریف

0341-4212248

گزارش

دوران مطالعہ پرنٹنگ کی وجہ سے آیات یا آحادیث وغیرہ میں یا کسی لفظ کی غلطی پر مطلع ہوں تو کتاب میں موجود نمبر پر رابطہ کر کے مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ اس غلطی کی اصلاح کی جاسکے۔ شکریہ

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

فہرست

عرض مؤلف

الحمدللہ علی احسانہ تخصص فی الفقہ کی کلاس کے دوران بالاستیعاب ردالمحتار علی الدرالمختار کی پہلی دو جلدیں مکمل پڑھنا نصیب ہوئیں ان سے نوٹس تیار کئے اور آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ ترنول شریف میں چند مرتبہ فہم دین کورس کروانے کا موقعہ ملا کچھ نوٹس وہاں تیار کئے اور اب آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف پر محمدیہ سیفیہ آن لائن سسٹم میں کلاس کے دوران سیدی ومرشدی شیخ المشائخ حضرت میاں محمد حنفی سیفی دامت برکاتہم العالیہ نے حکم ارشاد فرمایا کہ نماز کے مسائل کچھ اس طرح کے ہیں کہ عوام تو عوام کچھ خواص بھی ان سے غافل ہیں جبکہ حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمہ ان مسائل پر بہت پابندی سے عمل کیا کرتے تھے لہذا نماز کے تمام مسائل کو اس انداز میں جمع کیا جائے کہ سب کیلئے نفع مند ثابت ہوں اور خلفائے کرام بھی ان مسائل کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور سمجھا سکیں اور سالکین کے امامت کورس کیلئے بھی کافی رہے.

لہذا ان تمام مسائل کو ایک آسان ترتیب سے اکٹھا کیا اور کچھ تحقیق قابل اعتماد مفتیان کرام کے تحقیقی مواد کو شامل کیا جو کہ ان شاء اللہ سمجھنے کیلئے بہترین ثابت ہوگا، اور ٹخنوں سے نیچے شلوار کو لٹکانے کے حوالہ سے استاذ العلماء حضرت علامہ ظہور احمد جلالی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی چالیس احادیث کو بھی شامل کیا ہے۔

دعا:

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے لیے اور میرے والدین اور ہر اُس شخص کے لیے بخشش کا ذریعہ بنائے جو اس کتاب کو نماز کی حفاظت کے لیے پڑھے ۔ اور میرے مرشد کریم کی توجہات کا ذریعہ بنائے ۔۔۔۔آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والعاقبۃللمتقین الصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ جمعین

اسلام میں نماز کی فضیلت و اہمیت:

اللہ تعالی نے اس عالم میں تمام انسانوں کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تعالی، انسان کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے "وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ" (ترجمہ) میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے۔ (سورۂ ذٰریات: ۵۶) اور عبادات و اعمال میں سب سے افضل عبادت و عمل نماز ہے، کیوں کہ نماز اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک سب سے محبوب عمل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے:

"عن ابن مسعودؓ، رسالت النبیﷺ، احب الاعمال لله؟ قال:الصلوا لوقتها؟قلت ثم ای قال: برّ الوادين قلت: ثم ایّ قال: الجهاد فی سبيل الله"

(ترجمہ): حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: راہِ خدا میں جہاد کرنا۔ (مشکوۃ: ۵۸)

نماز کے افضل العبادات اور سب سے زیادہ واجب ہونے کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالی نے سابقہ تمام امتوں کو نماز کا مکلف بنایا تھا، ادائیگی نماز کے طریقہ میں، ارکان و واجبات میں اذکار و اوراد میں فرق ہو سکتا ہے؛ لیکن جہاں تک نفس نماز کا تعلق ہے تو اس کا حکم ہر ملت سماویہ میں موجود رہا ہے، چنانچہ حضرت موسی اور ہارون علیہما السلام کو اللہ تبارک وتعالی نے حکم دیا تھا "وَاَقِيمُواالصَّلٰوة،وَبَشِّرِالْمُؤْمِنِيْنَ" (ترجمہ) اور نماز قائم کرو اور مؤمنین کو بشارت دو۔ (یونس: ۸۷)

حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں قرآن فرماتا ہے: "فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ" (ترجمہ): فرشتوں نے اسے پکارا، جبکہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہا تھا۔ (سورۂ آل عمران: ۳۹)

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم میں جب دعوت تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے تو ان کی قوم انہیں یہ طعنہ دیا کرتی تھی۔

"يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا" (ترجمہ): اے شعیب کیا تجھے تیری نماز یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے آباءواجداد کے معبودوں کو چھوڑ دیں۔ (سورۂ ہود ۸۷)

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام وادیٔ غیر ذی زرع میں اپنی بیوی اور لخت جگر کو چھوڑتے وقت یوں گویا ہوئے تھے: "رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاۃَ" (ترجمہ): اے ہمارے رب تاکہ وہ نماز قائم کرے۔

(سورۂ ابراہیم ۳۷)

ذبیح اللہ حضرت اسماعیل وعلیہ السلام کی صفات میں قرآن کریم ایک صفت بیان فرماتا ہے۔

"وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ" اور آپ نے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیتے تھے۔

(مریم:۵۵)

روح اللہ حضرت عیسی علیہ السلام نے بحکم خداوندی معجزانہ طور پر گہوارہ میں جب اپنی قوم سے گفتگو میں اپنی عبدیت کے اعتراف کے ساتھ ساتھ یوں گویا ہوئے تھے۔

"وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ" (ترجمہ): اور مجھے اس نے نماز اور زکوۃ کی وصیت کی ہے۔ (مریم:۳۱)

لیکن نماز کی جتنی اہمیت اسلام میں بیان کی گئی ہے اور کسی مذہب میں بیاں نہیں کی گئی۔ اور اسلام میں بھی عبادات میں سب سے زیادہ نماز ہی کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ توحید کے بعد سب سے پہلے نماز ہی کا حکم دیا گیا ہے۔

ابتداء وحی میں "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَأَنْذِرْ ،وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ" (ترجمہ): اے چادر میں لپٹنے والے! آپ کھڑے ہو جایئے، پھر ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے (سورۂ: مدثر ۱۔۳) کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشارۃً نماز کا حکم دے دیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد قرآن کریم کی مختلف آیات میں تقریباً ایک سو نو (۱۰۹) مقامات پر صراحۃً اور سات سو (۷۰۰) مقامات ہر اشارۃً اور کنایۃً نماز کا ذکر کیا گیا ہے۔ کسی آیت میں اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا کہ بے شک نماز بے حیائی اور گناہ کے کاموں سے روکتی ہے تو کبھی نماز کے قائم کرنے کو مؤمنین کی صفت قرار دیا: "وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ" (ترجمہ): اور نماز قائم فرما و بیشک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ (سورۂ عنکبوت:۴۵)

"وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ" (سورۂ توبہ ۷۱) مومن مرد اور مومن عورتیں ان میں سے بعض مددگار ہیں بعض کے وہ حکم دیتے ہیں بھلائی کا اور روکتے ہیں برائی سے اور وہ قائم کرتے ہیں نماز اور وہ دیتے ہیں زکوۃ۔

اور کبھی مجرموں کے دخول جہنم کی وجہ ترک صلوۃ بتائی گئی ہے:

"مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ،قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ" (مجرموں سے پوچھا جائے گا) آخر تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچایا، وہ بولیں (گے) ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوسکتا ہے کہ جتنی تفصیل سے قرآن کریم میں نماز اور اس کے متعلقات کے احکام بیان کئے گئے ہیں؛ کسی اور عبادت کے اتنی تفصیل سے بیان نہیں کئے گئے۔ چنانچہ وضو، غسل، تیمم کا بیان قرآن میں ہے سفر میں نماز قصر کرنے کا حکم قرآن میں ہے، حالتِ خوف میں نماز پڑھنے کا طریقہ قرآن میں ہے، قیام، قعود، رکوع اور سجدہ نیز تکبیر، تسبیح اور تحمید کا بیان قرآن میں ہے نماز جمعہ اور صلوۃ تہجد کا حکم قرآن میں ہے، اس کے مقابلہ میں دیگر عبادات روزہ، حج، جہاد وغیرہ کے احکام اس قدر تفصیل سے قرآن میں بیان نہیں کئے گئے۔ نماز درحقیقت امّ العبادات اور جامع العبادات ہے۔ ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم یہی فریضہ ہے۔ نماز تقرب الٰہی کے تمام اعمال کا مرکز ومجموعہ اور دین کی عمارت کا بنیادی ستون ہے۔ نماز محبت الٰہی اور رحمت خداوندی کا عظیم ترین سبب بھی ہے اور جب کوئی بندہ نماز کا دلدادہ ہوجاتا ہے تو تجلیات خداوندی انوار الٰہی اس کو ڈھانپ لیتے ہیں، نماز بندے اور اس کے رب کے درمیان وسیلہ اور واسطہ ہے، اور بندے کو جہنم میں جانے سے روکتی ہے۔ نماز گناہوں کا کفارہ بھی ہے؛ ارشاد خداوندی "إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ" (ترجمہ) بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کردیتی ہے یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کیلئے (ہود: ۱۱۴)

مشکوۃ شریف کتاب الصلوۃ کی دوسری حدیث شریف ہے "قال رسول الله ﷺ ا را يتم لوان نهربباب احد كم يغتسل فيه كل يوم خمسا هل يبقى من درنه شى ء قالو:لايَبقى مِن دَرَنه شى ء قال :فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الخَمسِ يَمحُو اللهُ بِهن الخطايا" (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بتاؤ ! اگر تم میں کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کیا کرے تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: نہیں ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی طرح پانچوں نمازوں کا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے گناہ (صغیرہ) معاف فرمادیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ، مشکوۃ)

جبکہ کبیرہ گناہ اور حقوق العباد، توبہ اور معافی مانگنے سے معاف ہوں گے۔ ایک جگہ ارشاد ہے: "وَأَقِيمُوا

الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ"(سورۂ روم:۳۱)
(ترجمہ): نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح بندوں کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں ان میں بطور خاص محافظت علی الصلوٰۃ یعنی نماز کی پابندی کا ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے:
"قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ،دوسری جگہ فرمایا: وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ"(سورۂ مؤمنون:۱۔۹)
(ترجمہ) بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے پنج گانہ نماز کی محافظت پر دخول جنت کی بشارت بھی دی ہے: چنانچہ حدیث شریف میں ہے:"عن ا بی امامہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول ا للہ ﷺ صلواخمسکم وصوموا شھر کم وادوازکو ۃ اموالکم واطیعوا ذاامر کم تدخلوا جنۃ ربکم۔" (مشکوۃ:۵۲۵)
(ترجمہ): حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم پانچوں وقت کی نماز پڑھو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوۃ ادا کرو اور آپنے حکم کرنے والوں کی بات مانو ،پھر اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔
نماز کی اس اہمیت اور عظمت کی وجہ سے ہی قرآن کریم وحدیث شریف میں نماز پرھنے کی انتہائی زیادہ تاکید اور نہ پڑھنے اور ترک کرنے پر دردناک وعیدیں بھی وارد ہوئی ہیں ،قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جنتی لوگ جنت میں داخل ہونے کے بعد جہنمیوں سے پوچھیں گے:"ماسَلَکَکُمْ فِیْ سَقَر" کونسی چیز تم کو جہنم میں لے آئی ؟ تووہ جواب میں کہیں گے: "قَالُوْ الَمْ نَکُ مِنْ الْمُصَلِّیْن" کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے یعنی نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ہمارے لیے دخول جہنم کا فیصلہ ہوا۔ ترک صلوۃ انسان کو کفر وشرک کی طرف چلا دیتی ہے۔
چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:"عن برید ۃ رضی اللہ عنہ قال:قال رسول اللہ ﷺ : العھد الذی بیننا و بینھم الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر"(مشکوۃ:527)
(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو معاہدہ ہمارے اور منافقین کے درمیان ہے وہ نماز ہے ،جس نے نماز کو چھوڑ ا اس نے کفر کیا۔
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ منافق جب تک نماز پڑھتا رہتا ہے وہ امان میں ہے جب نماز چھوڑتا ہے اس کا کفر ظاہر ہو جاتا ہے، اس حدیث کا یہی مطلب ہے نہ یہ کہ نماز چھوڑنا کفر ہے (مرأۃ المناجیح،۱،۳۵۴) ہاں نماز کی فرضیت کا انکار کرنا کفر ہے، جو مسلمان نماز کی پابندی کرے گا اس کے صغیرہ گناہ معاف ہوتے رہیں گے ،ایک اور حدیث

میں ہے:"عن عبداللہ بن عمروبن العاص عن النبیﷺ انه ذکرالصلوة یو ماً فقال :من حافظ علیها کانت له نوراوبر هانا و نجاة یوم القیامة ومن لم یحافظ علیها لم تکن له نوراولا برها نا ولا نجاة وکان یوم القیامة مع قارون و فرعون وهامان وابی بن خلف۔" (مشکوۃ:۵۳۱)۔

(ترجمہ) ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا ذکر کیا تو فرمایا جو شخص نماز کی پابندی کرے گا تو نماز اس کے لیے قیامت کے دن روشنی، دلیل اور نجات کا سبب بنے گی اور جو شخص اس کی پابندی نہیں کرے گا اس کے لئے نہ نور ہوگا، نہ دلیل، اور نہ ہی نجات۔ اور روز قیامت اس شخص کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف (جیسے برے لوگوں) کے ساتھ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو فردِ بشر فرض نماز کو عمداً ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے "عن ابی الدرداءؓ قال ا وصانی خلیلی ------ولا تترک صلوةمکتوبة متعمد ة فمن ترکها متعمد ا فقد برئت منه الذمه۔" (مشکوۃ:۵۳۳)

یعنی جس نے نماز کو جانبوجھ کر چھوڑا وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ سے بری ہو گیا۔

فضائل صلوۃ کی تمام روایات و آیات گنہگاران امت کو یقین دلاتی ہے کہ جس شخص نے پنج گانہ نمازوں کو حضورِ قلب اور خلوص نیت سے کامل طور پر ادا کی اااور اس کے ارکان و واجبات اور مستحبات و آداب کے ساتھ وقت کی پابندی کے ساتھ عمدہ طریقہ پر بجا آوری کی تو وہ رحمت الٰہی کے لامتناہی دریا میں پہنچ جاتا ہے اور اس کی خطائیں ایسے جھڑ جاتی ہیں جیسے موسم خزاں میں درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان بندہ رضا الٰہی کی خاطر نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے خشک درخت سے پتے جھڑتے ہیں (مشکوۃ:535)۔

اسی طرح آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ ترک صلوۃ مشرکانہ اور کفار کا شعار ہے، نماز ترک کرنے والا، خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک عاصی سرکش اور نافرمان ہے اور نماز کو چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے۔

اقامت صلوۃ کا مطلب

قرآن وحدیث میں نماز کے متعلق بطور خاص "واقیمو الصلوۃ" کے الفاظ نماز قائم کرنے کا مفہوم صرف نماز کوادا کر لینا نہیں : بلکہ محققین ومفسرین کی تصریح کے مطابق اس کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کواس کے جملہ حقوق کی رعایت کرتے ہوئے یعنی ارکان وواجبات، سنن ومستحباب وآداب کالحاظ کرتے ہوئے اور مکروہات ومحرمات سے اجتناب کرتے ہوئے ،اپنے وقت پر ،ہمیشگی کے ساتھ ادا کیا جائے ،یعنی کہ یہ عبادت مومن کے اعمال یومیہ میں ایک ستون کی حیثیت رکھتی ہے اور ادائیگی میں بھی اس قدر اہتمام اور کاملیت ہو کہ گویا بندہ جس طرح پائیدار رہنے والی عمارت کی بنیاد رکھ رہا ہو۔نماز کے فضائل وفوائد میں ایک اہم فضلیت اور فائدہ ہے کہ نماز انسان کو بے حیائی اور برے کاموں اور گناہوں سے روکتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہیں"اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنکَر"(عنکبوت:۴۵) (ترجمہ):بے شک نماز بے حیائی کے کاموں اور گناہ سے روکتی ہے۔یقیناانسان جب نماز کواس کی روح،سنن ،ومستحبات اورآداب کی رعایت کرتے ہوئے۔حضورِقلب اورخشوع کے ساتھ ادا کرتا ہے تو وہ ضرورا سے گناہوں سے باز رکھتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ انسان نماز کوجس طرح ادا کرنا چاہئے اس طرح ادا کرے یہ نہیں کہ جسم تو نماز میں ہو،لیکن دل ودماغ کسی اور چیز میں مشغول ہو،ایسی نمازوں سے انسان کے ذمہ سے فرض تو ساقط ہوجاتا ہے ؛لیکن اس کے جوفوائد ہیں وہ انسان کو حاصل نہیں ہوتے ۔بقول شاعرمشرق

جو میں سر بہ سجدہ ہوا کبھی ،تو زمیں سے آنے لگی صد

ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

اسی لئے سالک پر ازحد لازم ہے کہ وہ نماز میں حضورِقلب حاصل کرنے کیلیئے فرائض اورسنن موکدہ کے علاوہ وقت میں کثرت سے ذکرقلبی کرئے کسی صاحب تلقین شیخ کامل سے تا نکہ اس کوحضورقلبی حاصل ہو پھرنوافل بھی اس کیلیئے قرب خداوندی کا ذریعہ بنے گےاور حقیقی کامیابی اسی وقت ملے گی۔ورنہ فرائض کی تکمیل کئے بغیرنوافل کا کچھ فائدہ نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن مؤمنین کوفلاح کے ساتھ متصف کیا ہے ان کی سب سے پہلی صفت یہ ہی بیان کی ہے وہ آپنی نمازوں کوخشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں "قَدْأَفْلَحَ الْمُؤْ مِنُونَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَا تِھِمْ خٰشِعُوْنَ" (مؤمنون:۱،۲)

نماز میں خشوع وخضوع اورروح وجان اسی وقت پیدا ہوسکتی ہے،جب کہ نماز کواس کی سنتوں ،مستحبات اورآداب کے ساتھ ادا کیا جائے۔نماز کے افعال وارکان ؛قیام قرأت ،رکوع ،سجدہ وغیرہ میں ہر رکن کو

اسی طرح بجالا یا جائے جس طرح بجالانے کا شریعت نے ہمیں حکم دیا ہے۔

فرض نماز کے مقابلہ میں نفل کی حیثیت:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب نمبر ۲۹ بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ نماز کے مقصد میں ہم کامیاب ہوجائیں۔ وہ اعمال جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہیں فرائض ہیں یا نوافل، اور یہ بھی یاد رکھیں نفلوں کا فرضوں کے مقابلے میں کوئی اعتبار نہیں، فرضوں میں سے کسی ایک فرض کا اس کے وقت میں ادا کرنا، ہزار سال کے نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے اگرچہ وہ نوافل خالص نیت کے ساتھ ادا کئے جائیں تب بھی ایک فرض کا اس کے وقت میں ادا کرلینا بہتر ہے۔ خواہ وہ فرض نماز کی قسم سے ہو یا زکوۃ ہو یا روزہ ہو یا ذکر وفکر، ہر نفلی نماز کے مقابلہ میں فرض نماز اور ہر نفلی روزہ سے رمضان وغیرہ کا روزہ اور اوراد و وظائف کے مقابلہ میں ذکر وفکر کو یہی اہمیت حاصل ہے۔ لہذا ذکر وفکر کو چھوڑ کر اوراد و وظائف کا کچھ فائدہ نہیں اور اسی طرح باقی بھی ہر قسم کے فرائض کو چھوڑ کر نوافل میں لگنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ بلکہ فرائض میں آداب وسنن کا خیال رکھنا بھی ہزار سال نوافل سے بہتر ہے۔

فائدہ۔ فرض بندے کا حق ہے اس میں سستی کی معافی نہیں جبکہ نوافل بندے کی آپنی مرضی پر موقوف ہیں پڑھے گا تو اجر کا مستحق ہے، نہیں پڑھے گا تو اس پر کچھ گناہ نہیں، مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جن کی نمازیں قضا ہیں مگر نوافل میں کثرت کرتے ہیں یہ شیطان کا دھوکہ ہے ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس پر اس کی ماں کے حقوق فرض ہیں مگر ماں کو گھر سے نکال دیتا ہے اور پرائی خواتین پر خوب خرچ کرتا ہے ہر شخص اسے بے وقوف ہی کہے گا اگرچہ اللہ کے بندوں پر خرچ کرنا بہت اجر کا کام ہے مگر ماں کو گھر سے نکال کر دوسروں پر خرچ کرنا بلکل اجر سے محروم کردیتا ہے، اسی طرح فرض کو چھوڑ کر نوافل تہجد واشراق وغیرہ میں رہنا اور فرائض کی قضا نہ کرنا نوافل کے اجر کو ضائع کردیتا ہے ہاں جو قضا بھی پڑھے اور نوافل بھی جاری رکھے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو کثرت نماز وذکر واذکار کی محبت عطا کردے۔

طہارت کے اہم مسائل

مسئلہ ۱: آج کل جیسے واش روم بنے ہیں ڈھیلے کا ملنا مشکل ہے کیا اب بھی استبراء لازم ہے؟

جواب: ڈھیلا ملے یا نہ ملے استبراء ضروری ہے اور آج کل تو یہ کام بہت آسان ہے۔ سادہ ٹشو کا رول لیں (جو کہ نہ تو قیمتی ہو اور نہ خوشبو والا ہو نہ لکھائی والا ہو کہ حروف تہجی کی بے ادبی ہے) اور اس ٹشو

سے استبراء کریں مطلب ٹشو کو نالی کے سامنے رکھ کر چند قدم چلیں، کھنگورا لگائیں، دائیں بائیں پاؤں پر زور لگائیں وغیرہ حتیٰ کہ آپ کا دل مطمئن ہو جائے کہ اب پیشاب کے قطرے نہیں آئیں گے تب استنجاء کرنے کی اجازت ہے۔ یادر ہے صرف ٹشو نجاست صاف کرنے سے آپ پاک نہیں ہوں گے۔

مسئلہ 2: استبراء کسے کہتے ہیں اور کس پر لازم ہے؟

جواب: استبراء ہر مرد پر لازم ہے دلیل سے قبل اس کو آسان مثال سے سمجھیں، پانی کی ٹونٹی پر جب ہم پائپ لگاتے ہیں تو پانی بند کرنے کے بعد کچھ دیر تک پانی پائپ میں رہتا ہے۔ اسی طرح مرد جب پیشاب کرتا ہے تو پیشاب کی نالی میں کچھ قطرے رک جاتے ہیں ان کو نکالنے کی کوشش کرنے کو استبراء کہتے ہیں۔

اب سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اختصار کے ساتھ ایک فتویٰ نقل کیا جاتا ہے ہوش سے مطالعہ کریں۔

مسئلہ ۳۰۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ زید چند ماہ تک پہلے ایک مسجد میں امامت کرتا رہا اور وہاں پر زید کی کئی حرکتیں معلوم ہوئیں کہ پیشاب کر کے ڈھیلا نہ لینا بلکہ پیشاب و پاخانہ کر کے اسی وقت (استبراء کئے بغیر) اسی جگہ پانی سے استنجاء کر کے اور لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا، جب لوگوں نے ڈھیلا نہ لینے کی نسبت پوچھا تو کہا میں معذور ہوں ڈھیلا نہیں لے سکتا اور لنگوٹ باندھتا ہوں کہ زخم ہیں۔ زید یہ حدیث بھی بیان کرتا ہے کہ تجھے کسی چیز میں شک یا شبہ آجائے تو اس کو چھوڑ دے اگر چہ مفتی لوگ فتویٰ دیں۔ (المعجم الکبیر۔ مجمع الزوائد)

مسئلہ 3: اب بتلائیں کہ جو شخص ڈھیلا نہ لیتا ہو یعنی استبراء نہ کرتا ہو ایسے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا۔

جواب: یہاں چند امور قابلِ غور ہیں: (ا) مرد کو پیشاب کے بعد استبراء (یعنی اثر بول منقطع ہو جانے پر اطمینان قلب حاصل ہو جائے) فرض ہے یعنی عملی کہ واجب کی قسم اعلیٰ ہے جس کے بغیر عمل صحیح نہیں ہوتا لہٰذا بعض نے فرض بعض نے واجب بعض نے لازم فرمایا کہ فرض و واجب دونوں کو شامل ہے، پھر اس میں طبائع مختلف ہیں، بعض کو وہ نم کہ سوراخ ذَکر پر بعد بول زائل ہوتے ہی اطمینان ہو جاتا ہے کہ اب کچھ نہ آئے گا، بعض کو صرف دو تین بار کھنکھارنا کافی ہوتا ہے بعض کو ذکر کا دو یا ایک بار اوپر سے نیچے کو مل دینا اور بعض کو ٹہلنے کی حاجت ہوتی ہے۔ دس قدم سے چار سو قدم تک بعض کو بائیں کروٹ پر لیٹنا، بعض کو ران پر ران رکھ کو ذکر کو دبانہ، غرض مختلف طریقے ہیں اور ہر شخص کی طبیعت (مختلف ہوتی ہے) بول کا اثر ختم کرنا لازم ہے خواہ پیدل چلنے، خواہ کھنکھارنے یا بائیں جانب لیٹنے سے ہو اور لوگوں کی مختلف طبائع کی وجہ سے حکم مختلف ہوتا ہے (یعنی کسی کو جلد پاکیزگی حاصل ہوتی ہے کسی کو دیر سے)۔

(ت) (کاش کہ اس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھ جائیں اور اس پر عمل کرنا شروع کر دیں۔ افسوس کہ اکثر لوگ عورتوں کی طرح پیشاب کے فوری بعد استنجاء شروع کر لیتے ہیں)

ردالمحتار میں ہے "فی الغزنویة الم رأة کالرجل الافی الاستبراء فانه لا استبراءعلیها بل کما فرغت تصبر ساعة لطیفه ثم تستنجی ومثله فی الامداد و عبر بالوجوب تبعاللدر وغیرهاو بعضهم عبربانه فرض و بعضهم بلفظ بنبغی وعلیه فهو مندوب کما صرح به بعض الشافعیة ومحله اذا امن خروج شیء بعده فیندب ذلک مبالغة فی الاستبراء اوالمرادالاستبراء بخصوص هذه الاشیاء من نحوالمشی والتنحخ اما نفس الاستبراء حتی یطمئن قلبه بزوال الرشح فهو فرض، وهو المراد بالوجوب ولذا قال الشرنبلالی یلزم الرجل الاستبراء حتی یزول اثر البول ویمطمئن قلبه وقال عبرت باللزوم لکونه اقوی من الواجب لان هذا یفوت الجوازلفوته فلا یصح له الشروع فی الوضوئ، حتی یطمئن بزوال الرشح"

یعنی: غزنویہ میں ہے عورت مرد کی طرح ہے البتہ عورت پر استبراء لازم نہیں بلکہ جیسے ہی (پیشاب سے) فارغ ہو تھوڑی دیر کے بعد استنجاء کرسکتی ہے۔ اس کی مثل امداد میں بھی ہے اس نے درروغیرہ کی اتباع کرتے ہوئے لفظ وجوب سے تعبیر کیا ہے اور بعض لوگوں نے لفظ فرض بعض نے لفظ ''ینبغی'' اور ''علیہ'' سے تعبیر کیا ہے پس یہ مندوب ہے جیسا کہ بعض شوافع نے تصریح کی ہے اس کا محل یہ ہے کہ جب اس کے بعد کسی شئی کے خروج کا خوف نہ ہو تو یہ استبراء میں مبالغہ کے لئے مندوب ہے، یا استبراء سے مراد یہ مخصوص اشیاء ہیں مثلاً چلنا اور کھنکھارنا، رہا نفس استبراء یہاں تک کہ قطروں کے زائل ہونے کے ساتھ دل مطمئن ہو جائے تو وہ فرض ہے اور وجوب سے بھی یہی مراد ہے اس لئے شرنبلالی نے کہا آدمی پر استبراء لازم ہے یہاں تک کہ بول کا اثر زائل ہو جائے اور دل مطمئن ہو جائے اور کہا کہ میں نے اسے لفظ ''لزوم'' کے ساتھ اس لئے تعبیر کیا کہ یہ واجب سے اقویٰ ہے کیونکہ اس کے فوت ہونے سے جواز فوت ہو جاتا ہے پس نمازی کے لئے وضو میں شروع ہونا اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ پیشاب کی چھینٹوں کے زائل ہونے سے دل مطمئن نہ ہو جائے۔ (ت)

خلاصہ: جب تک مرد حضرات استبراء نہ کرلیں وضو کرنا درست ہی نہیں۔

زید اگر ایسا ہو کہ وہیں بیٹھے بیٹھے کھنکھارنے یا ملنے سے اطمینان صحیح ہو جاتا ہو اور بعد استبراء صرف پانی سے استنجاء کرے جب تو یہ فرض ادا اور وضو صحیح ہو جاتا ہے اور اگر مثلاً ٹہلنا وغیرہ اسے درکار ہے بے اسے ادا کئے پانی سے دھو لیتا ہے تو فرض کا تارک ہے اور اسی حالت میں وضو کرے تو وضو نا جائز اور اس کی امامت تو دور کی بات ہے نماز ہی باطل ہے تو حالت زید مشکوک ہوئی بلکہ دریافت کرنے پر اس کا یہ نہ بتانا کہ مجھے جتنے خفیف استبراء کی حاجت ہے کر لیتا ہوں زیادہ کی ضرورت نہیں بلکہ اپنی معذوری کا عذر پیش کرنا اس کی حالت کو مشتبہ تر کرتا ہے اور وہ خود حدیث پڑھ چکا ہے کہ شبہ کی بات چھوڑ واگر چہ لوگ

کچھ فتویٰ دیں تو اس نے خود مان لیا کہ مسلمانوں کو اس امامت سے احتراز کا حکم ہے اور اگر کوئی مفتی اس کی امامت پر فتویٰ بھی دے تو نہ مانا جائے (۲) یہاں تک تو اس کی امامت صرف مشتبہ ٹھہری اور خود اس کی پڑھی ہوئی حدیث سے اس کے چھوڑنے کا حکم ہوا مگر اگلا بیان صراحةً اس کی امامت کو باطل محض کر رہا ہے اور وہ اپنے آپ کو ڈھیلا لینے سے معذور بتاتا ہے اور عادتا کوئی عذر ڈھیلا لینے سے مانع نہیں مگر یہ کہ محل استنجاء پر زخم ہو یا دانے پکے یا پکنے پر ہیں جن میں ریم ریشہ ہے ان کے سبب ڈھیلے کی رگڑ کی تاب نہیں زخم کی حالت تو ظاہر تھی کہ اس سے نہ وضو رہتا نہ کپڑے پاک، دانوں میں احتمال تھا کہ شاید ابھی آب وریم نہ دیتے ہوں مگر اس کا کہنا کہ لنگوٹ بھی بوجہ عذر کے باندھتا ہوں مگر نماز کے وقت صرف کپڑے بدل لیتا ہوں صاف دلیل روشن ہے کہ وہ دانے آب وریم دیتے ہیں اور اتنا جس سے ہر وقت کپڑا انجس ہوتا ہے جب تو نماز کے وقت اسے کپڑے بدلنے کی ضرورت پڑتی ہے تو اب واضح ہو گیا کہ وہ معذور شرعی ہے اور معذور کی امامت غیر معذوروں کے لیے یقیناً باطل محض ہے۔ (جیسا کہ تمام کتب میں اس پر تصریح موجود ہے۔ ت) (۳) اس شناعت کبریٰ کے بعد باقی امور کی طرف توجہ کی زیادہ حاجت نہیں۔ (فتاوی رضویہ)

استنجاء کے احکام

مسئلہ 4: جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو مستحب ہے کہ پاخانہ سے باہر یہ پڑھ لے۔
"بسم الله اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِنَ الخُبُثِ وَالخَبَائِث" (اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں نر اور مادہ دونوں شیطانوں سے) پھر بایاں قدم پہلے داخل کرے اور نکلتے وقت پہلے داہنا قدم باہر نکالے اور نکل کر "غُفرَانَکَ" کہے یا "غُفرَانَکَ الحَمدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَذھَبَ عَنِّی الاَذٰی وَعَافَانِی" (ابن ماجہ) کہے۔ (اے اللہ میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں بے حد شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور عافیت دی)

مسئلہ 5: پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت یا استنجاء کرنے میں نہ قبلہ کی طرف منہ ہو نہ پیٹھ اور یہ حکم عام ہے چاہے مکان کے اندر ہو، یا میدان میں اور اگر بھول کر قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے بیٹھ گیا، تو یاد آتے ہی فوراً گھوم جائے تاکہ اس کے لیے مغفرت فرما دی جائے۔ شامی

مسئلہ 6: بچے کو پاخانہ پیشاب کروانے والے کو مکروہ ہے کہ اس بچے کا منہ قبلہ کو ہو اس طرح پیشاب کروانے والا گنہگار ہوگا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ 7: پاخانہ، پیشاب کرتے وقت سورج اور چاند کی طرف نہ منہ ہو نہ پیٹھ۔ یونہی ہوا کے رخ

پیشاب کرنا ممنوع ہے۔نورالایضاح

مسئلہ8: کوئیں یا حوض یا چشمہ کے کنارے یا پانی میں اگر چہ بہتا ہوا ہو یا گھاٹ پر یا پھلدار درخت کے نیچے یا اس کھیت میں جس میں زراعت موجود ہو یا سایہ میں جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں یا مسجد اور عیدگاہ کے پہلو میں یا قبرستان یا راستہ میں یا جس جگہ مویشی بندھے ہوں ان سب جگہوں میں پیشاب، پاخانہ مکروہ ہے۔یوہیں جس جگہ وضو یا غسل کیا جاتا ہو وہاں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔بہارشریعت جلدا۔

مسئلہ6: خود نیچی جگہ بیٹھنا اور پیشاب کی دھار اونچی جگہ کرے یہ ممنوع ہے۔اس سے خود نجس ہوگا۔

مسئلہ7: ایسی سخت زمین پر جس سے پیشاب کی چھینٹیں اڑ کر آئیں پیشاب کرنا ممنوع ہے، ایسی جگہ کو کرید کر نرم کرلے یا گڑھا کھود کر پیشاب کرے۔

مسئلہ8: کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ نیز ننگے سر پاخانہ، پیشاب کو جانا یا اپنے ہمراہ ایسی چیز لے جانا جس پر کوئی دعا یا اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو ممنوع ہے، مثلاً بعض اوقات انگوٹھی پر مقدس الفاظ نقش کئے ہوتے ہیں اس کو اتارلے۔یوں ہی کلام کرنا مکروہ ہے۔عمامہ شریف کے ساتھ بیت الخلا میں جانا خلاف اولیٰ ہے۔ہاں اگر سر ڈھانپنے کیلئے کچھ نہ ہو تو ننگے سر جانے سے عمامہ شریف کے ساتھ جانا بہتر ہے۔

مسئلہ9: جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ حاجت سے زیادہ بدن کھولے، پھر دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور کسی مسئلہ دینی میں غور نہ کرے کہ یہ باعث محرومی ہے اور چھینک یا سلام یا اذان کا جواب زبان سے نہ دے اور اگر چھینکے تو زبان سے الحمدللہ نہ کہے، دل میں کہہ لے اور بغیر ضرورت اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اس نجاست کو دیکھے جو اس کے بدن سے نکلی ہے اور دیر تک نہ بیٹھے کہ اس سے بواسیر کا اندیشہ ہے اور پیشاب میں نہ تھوکے، نہ ناک صاف کرے، نہ بلاضرورت کھنکارے، نہ بار بار اِدھر اُدھر دیکھے، نہ بیکار بدن چھوئے، نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے۔(بہارشریعت جلدا صفحہ 40)

استبراء کا مسئلہ بیان کرنے کا آسان طریقہ

قضائے حاجت سے فراغت کے بعد (پہلے) ڈھیلوں سے یا ٹشو سے نجاست) صاف کرلے پھر کھڑا ہو جائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپالے اور پیشاب کی نالی کے سامنے ٹیشو رکھ لے، چند قدم چلے، کھنکورہ لگائے، جب قطروں کا آنا موقوف ہو جائے یعنی دل مطمئن ہو جائے کہ اب پیشاب کے قطرے نہیں آئیں گے) تو پھر استنجاء کے لیے بیٹھے اور پہلے تین بار دونوں ہاتھ دھولے اور ''پھر بائیں ہاتھ سے صفائی کرے اور پانی کا لوٹا اونچا رکھے کہ چھینٹیں نہ پڑیں اور پہلے پیشاب کا مقام

دھوئے پھر پاخانہ کا مقام دھوئے اورخوب اچھی طرح دھوئے کہ دھونے کے بعد ہاتھ میں بو باقی نہ رہ جائے، پھر اگر ممکن ہوتو کسی پاک کپڑے سے پونچھ ڈالیں اور اگر کپڑا پاس نہ ہوتو بار بار ہاتھ سے پونچھیں کہ برائے نام تری رہ جائے اور اگر وسوسہ کا غلبہ ہوتا ہوتو قمیص کے نیچے شرم گاہ کے کپڑے پر پانی چھڑک لیں، پھر اس جگہ سے باہر آ کر دعا پڑھیں۔غفرانک کہے یا غفرانک الحمد لله الذی اذهب عنی الاذی وعافانی (ابن ماجہ) کہے۔(اے اللہ میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں بے حد شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور عافیت دی)

غسل کے احکام

مسئلہ ۱۰: غسل فرض ہونے کے اسباب کتنے اور کون کون سے ہیں۔

جواب: درج ذیل اسباب کے پیش آنے کی وجہ سے غسل فرض ہوجاتا ہے:

1- احتلام،(سوتے ہوئے منی خارج ہونا)

2- شہوت کے ساتھ منی کا نکلنا،(خواہ ازخود نکلے یا نکالی جائے)

3- بیوی کے ساتھ صحبت کرنا۔(مرد کی کچھ شرم گاہ کا عورت کی شرم گاہ میں داخل ہوجانا)

4- عورت کا حیض سے پاک ہوجانا۔

5- عورت کا نفاس سے پاک ہوجانا۔بہارشریعت،۱،۳۲۱

مذکورہ اسباب ایسے ہیں جن کے پائے جاتے ہی سابق غسل ختم ہوجاتا ہے البتہ پہلے تین اسباب میں غسل فرض ہے کہ کسی وقت بھی کرلے بلا وجہ دیر کرنا مکروہ ہے لیکن حیض ونفاس میں جدید غسل اس وقت فرض ہوتا ہے جب عورت حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے۔

مسئلہ ۱۱: غسل کے فرائض کتنے اور کون کون سے ہیں۔

جواب: غسل میں تین فرائض ہیں:

۱) کلی کرنا،اس احتیاط کے ساتھ کہ منہ کا کوئی حصہ پانی پہنچنے سے نہ رہے۔

۲) ناک میں پانی ڈالنا،اچھی طرح

۳) پورے بدن کو پانی سے اس طرح دھونا کہ جسم میں سے بال برابر بھی کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

پورے بدن سے مراد وہ تمام اعضاء ہیں جن تک بغیر تکلیف ومشقت کے پانی پہنچانا ممکن ہو لہٰذا ناف کا دھونا بھی فرض ہے۔اسی طرح داڑھی،مونچھ اور ان کے نیچے کی سطح کا دھونا بھی فرض ہے، اگرچہ یہ چیزیں

گھنی ہوں اوران کے نیچے کی جگہ نظر نہ آتی ہو،سر کے بالوں کو دھونا اور بالوں کے نیچے تک پانی پہنچانا بھی فرض ہے۔ غسل کرنے میں احتیاط رکھنے کی اہمیت پر ایک حدیث شریف پیش خدمت ہے،ابوداود نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بے دھوئے چھوڑ دے گا اس کے ساتھ آگ سے ایسا ایسا کیا جائے گا۔(یعنی عذاب دیا جائے گا) حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ: اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کر لی۔ تین بار یہی فرمایا (یعنی سر کے بال منڈا ڈالے کہ بالوں کی وجہ سے کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے)سنن ابی داود، کتاب الطہارت،۱،۱۱۷

مسئلہ ۱۲: غسل کا مسنون طریقہ بیان فرمائیں؟

جواب: غسل کے لیے مستقل کوئی دعائیں تو منقول نہیں ہیں، البتہ غسل کرنے میں اس کے مسنون طریقہ کا اہتمام کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ پہلے استنجا کیا جائے، پھر جسم کے کسی حصہ پر اگر نجاست لگی ہو تو اسے صاف کیا جائے پھر مکمل وضو کیا جائے ،اگر نیچے کوئی چوکی نہیں ہے اور پانی جمع ہو جاتا ہے تو پاؤں آخر میں دھوئے گا،اس کے بعد پورے بدن پر پانی اس ترتیب سے بہائے کہ پہلے سر پر، پھر دائیں کندھے پر پھر بائیں کندھے پر پھر سارے جسم پر۔ غسل کے تین فرائض ہیں کلی کرنا ناک کے نرم حصے سے سخت حصے تک پانی پہنچانا،سارے بدن پر پانی بہانا۔ نیز غسل کرنے والے کو چاہیے کہ جس سبب سے غسل کر رہا ہے کہ اس سے پاکی کی نیت بھی کر لے۔

مسئلہ ۱۳: غسل کرنے کے بعد کیا وضو کرنا ضروری ہے؟ نماز کے لیے اگر غسل میں غسل کے فرائض پورے کیے جائیں اور غسل کے دوران وضو نہ کیا جائے؟

جواب: صورتِ مذکورہ سنت کے مطابق غسل کرنے کے بعد الگ وضو کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ اسے ضروری سمجھنا (جیسا کہ بعض عوام کا خیال ہے) درست نہیں ہے، بلکہ سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس طرح پانی کا اسراف ہے اور یہ حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

مسئلہ ۱۴: دانت پر خول چڑھانے پر وضو اور غسل کا حکم کیا ہے؟

جواب: دانت پر چڑھے خول کو اگر بلا مشقت نکالا جا سکتا ہے تو غسل کے لیے نکالنا ضروری ہوگا بغیر نکالے وضو تو ہو جائے گا۔لیکن فرض غسل درست نہ ہوگا اور جس خول کو اتارنے میں مشقت ہوگی تو ایسا خول ہرگز ہرگز نہیں لگوانا چاہیے، حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمہ کا یہی فتوی ہے، کیونکہ عبادات میں احتیاط پر فتوی ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۵: غسل کرتے وقت قبلہ کو منہ کرنا کیسا؟

جواب: اگر بغیر کپڑا باندھے غسل کر رہا ہے تو قبلہ رخ ہونا ممنوع ہے اگر کپڑا باندھے ہوئے ہے تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶: غسل کی سنتیں کتنی ہیں؟

جواب: غسل کی سنتیں درج ذیل ہیں:

(۱) تین مرتبہ دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا (۲) استنجا کرنا اور جس جگہ بدن پر نجاست لگی ہو اسے دھونا (۳) ناپاکی دور کرنے کی نیت کرنا (۴) پہلے سنت کے مطابق وضو کر لینا (۵) تمام بدن پر تین بار پانی بہانا۔

چوں کہ غسل سے پہلے سنت کے مطابق وضو کرنا بھی سنت ہے اس لیے وضو کی جتنی سنتیں ہیں ان کی رعایت کرنا بھی غسل کی سنتوں میں شمار کیا گیا ہے، نیز غسل میں استقبالِ قبلہ منع ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: کسی شخص نے غسلِ جنابت کیا لیکن غسل کے فرض مثلاً: ناک میں پانی ڈالنا اور غرارہ کرنا بھول گیا اور کچھ وقت بھی گزر گیا تو اب کیا کرے اور اس دوران کچھ نمازیں بھی ادا کی ہیں؟

جواب: فرض غسل میں اگر کوئی شخص ناک میں پانی ڈالنا یا کلی کرنا بھول جائے تو یاد آنے پر جو فرض رہ گیا ہے اس کو کر لے یعنی ناک میں پانی ڈال لے یا کلی کر لے، اس سے غسل ہو جائے گا از سرِ نو پورے غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور اس دوران جو نمازیں پڑھی گئی ہیں اگر وہ نفل ہیں تو ان کا اعادہ لازم نہیں ہے اور اگر فرض ہیں تو ان کا اعادہ کرنا لازم ہوگا۔ نیز واضح رہے کہ فرض غسل میں اچھی طرح کلی کرنا فرض ہے، غرارہ کرنا فرض نہیں ہے، بلکہ سنت ہے۔

مسئلہ ۱۸: اگر کوئی جنبی شخص بالٹی کے پانی سے غسل کرے اور نہاتے ہوئے اس کے جسم سے کچھ چھینٹے ماء مستعمل کے بالٹی میں جائیں، جیسے بال دھوتے ہوئے جگ میں پانی بھرتے ہوئے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جگ میں پانی بھرتے ہوئے جو پانی گرے وہ ماءِ مستعمل نہیں ہوتا،، اس پانی کے گرنے سے کوئی حرج نہیں۔ البتہ غسل کی چھینٹیں ماءِ مستعمل ہے۔

ماءِ مستعمل کا حکم یہ ہے کہ (اگر جسم پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو تو) یہ پاک ہوتا ہے، اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، اور اگر چند قطرے پاک پانی میں گر جائیں تو پاک پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے پاک کرنے والا ہی رہے گا اور اس سے وضو، غسل کیا جا سکے گا۔ یہ خیال رکھیں اگر پانی سے بھری بالٹی میں دھونے سے پہلے بے وضو یا بے غسل کے ہاتھ کی انگلی کا ایک پورہ بھی چلا گیا تو تمام پانی ماءِ مستعمل ہو جائے گا۔ غسل و وضو کے قابل نہیں رہے گا۔ (فتاویٰ شامی)

مسئلہ ۲۰: ایک بال برابر بھی اگر جسم کے کسی حصے پر پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا اور اس سے نماز ادا نہ کی

جا سکے گی۔

مسئلہ ۲۱: جسم پر نجاست لگنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ غسل صرف وہی مذکورہ بالا چیزوں سے ہی فرض ہوتا ہے۔ بس جس جگہ نجاست لگی ہو اس کو دھولیا جائے۔

مسئلہ ۲۲: جس کپڑے میں منی لگی یا حیض کا خون لگا ہو تو پورا کپڑا نجس نہیں ہوتا بس جس جگہ نجاست ہو اس کو دھولیا جائے پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۳: جن پر غسل فرض ہو وہ بغیر غسل کے نہ نماز پڑھ سکتے ہیں نہ زبانی تلاوت قرآن پڑھ سکتے ہیں نہ قرآن شریف دیکھ کر پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی قرآن شریف چھو سکتے ہیں۔ (فتاویٰ شامی)

مسئلہ ۲۴: مرد یا عورت کو احتلام ہوا پھر دونوں نے ہمبستری کی تو ایک ہی مرتبہ اخیر میں غسل کر لینا کافی ہوگا۔

مسئلہ ۲۵: جمعہ یا عید کے دن مرد یا عورت ناپاک ہوئی اس دن ایک غسل کیا تو وہی ایک غسل ناپاکی کا بھی ہوا اور عید و جمعہ کا بھی ہو گیا۔ اور دونوں کا ثواب ملے گا۔

مسئلہ ۲۶: جس شخص پر غسل فرض ہوا سے نہانے میں تاخیر نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ حدیث میں ہے جس گھر میں ناپاک شخص رہتا ہے اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔ (سنن نسائی)

مسئلہ ۲۷: جس شخص پر غسل فرض ہو غسل کیے بغیر کھانا پینا مکروہ ہے اور اگر کسی وجہ سے تاخیر ہو تو کم از کم وضو کر لینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۸: جس شخص پر غسل فرض ہوا اسے بغیر غسل مسجد میں داخل ہونا، قرآن شریف زبانی یا دیکھ کر پڑھنا اور چھونا یا قرآن شریف کی آیت لکھنا اگر چہ بطور تعویز لکھے، سب حرام و ناجائز ہے۔ درود شریف اور کلمۂ طیبہ پڑھنے میں حرج نہیں۔ ماخذ بہار شریعت

مسئلہ ۲۹: رمضان شریف میں وقت سحری سے پہلے وطی یعنی عورت کے ساتھ ہمبستری کی اور دن نکلنے تک غسل نہیں کر سکا تو روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا روزہ ہو جائے گا۔ البتہ نمازِ فجر قضا کرنے کا اور نماز کا وقت آنے سے پہلے غسل فرض چھوڑنے کا دو گناہوں کا مرتکب ہوا۔ توبہ لازم ہے

مسئلہ ۳۰: رمضان شریف کی رات میں یا دن میں احتلام ہوا تو اس سے روزے پر بالکل اثر نہیں پڑتا۔ ہاں وقت سحری کے بعد غروب شمس تک اگر عورت کے ساتھ ہمبستری کرے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور غسل بھی واجب ہوگا۔ پہلی صورت میں صرف غسل واجب ہوگا، روزہ برقرار رہے گا۔

مسئلہ ۳۱: کسی میت کو نہلانے سے نہلانے والے پر غسل واجب نہیں ہوتا، مستحب ہے۔

مسئلہ ۳۲: کسی ناپاک آدمی کے خشک یا تر جسم سے پاک آدمی کا جسم چھو گیا تو اس کی وجہ سے پاک آدمی ناپاک نہیں ہوگا نہ اس پر دھونا یا غسل کرنا واجب ہوگا ہاں جس جگہ نجاست لگی ہو وہی جگہ تر ہو کر پا

ک آدمی کے جسم یا کپڑے میں لگ جائے تو خاص اسی جگہ کو دھونا ہوگا، غسل اب بھی واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۳: جس کپڑے میں احتلام ہوا یا جس کپڑے میں بیوی کے ساتھ ہمبستری کی تو جس حصہ میں نجاست لگی ہو پہلے اس کو اچھی طرح سے دھولیا جائے پھر غسل کیا جائے۔ یا پھر اس کپڑے کو اتار دیا جائے اور دوسرے کپڑے میں غسل کیا جائے اور اس کپڑے میں جہاں نجاست لگی ہو اتنی جگہ اچھی طرح دھودیں پورا کپڑا دھونا ضروری نہیں کپڑا پاک ہوجائے گا اس طور کہ ناپاک چھینٹے پاک کپڑے پر نہ گریں ورنہ وہ جگہ بھی ناپاک ہوجائے گی جہاں چھینٹے پڑیں گے۔ (مفید المفتی)

مسئلہ ۳۴: ناپاک آدمی کا بھی تھوک اور پسینہ پاک رہتا ہے، اس کے لگنے سے کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۵: اگر ٹپ سے نجاست والا کپڑا دھورہے ہیں، اگر ٹپ میں چھینٹیں جائیں گی تو ٹپ کا پانی ناپاک ہوجائے گا۔

مسئلہ ۳۶: غسل بغیر نیت کے ہوجاتا ہے البتہ نیت کرلینا سنت ہے۔ ورنہ اجر ضائع ہوگا

مسئلہ ۳۷: غسل کی نیت کیا ہے؟

جواب: ناپاکی دور ہونے اور نماز جائز ہونے کی نیت کرتا ہوں۔

مسئلہ ۳۸: غسل خانہ میں برہنہ یعنی ننگا ہوکر غسل کرنے سے بھی غسل ہوجاتا ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں۔ لیکن اگر چھت نہ ہو تو ننگا نہانا خلاف اولی ہے۔

مسئلہ ۳۹: احتلام ہونے کا خواب دیکھا لیکن بیدار ہونے کے بعد کوئی اثر نہ پایا تو غسل واجب نہیں۔

مسئلہ ۴۰: بعد غسل و بعد وضو اعضاء کو کپڑے سے پوچھنے میں حرج نہیں تا نکہ مسجد میں وضو کے پانی کے قطرے نہ ٹپکیں کہ یہ بے ادبی ہے اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔ البتہ بلکل پانی خشک نہ کرئے۔

مسئلہ ۴۱: غسل اور وضو کیلئے کلی کرتے وقت غرغرہ سنت ہے لیکن روزہ دار کے لیے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۴۲: غسل کرتے وقت ناک میں کوئی کثافت ہو تو پہلے اس کو چھڑالینا فرض ہے پھر اس میں پانی چڑھایا جائے۔

مسئلہ ۴۳: انگوٹھی یا زیور تنگ ہو تو انھیں نکال کر ان کی جگہوں پر پانی بہانا فرض ہے، اگر ایک بال برابر بھی جگہ رہ گئی تو غسل نہ ہوگا نہ اس سے نماز ادا کی جاسکے گی۔

مسئلہ ۴۴: جنبی یعنی فرض غسل والا یا بے وضو آدمی اگر صاف پانی میں ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ ڈال دے تو اس پانی سے وضو یا غسل نہیں کیا جاسکتا۔ وہ پانی پاک تو ہے لیکن پاک کرنے والا نہیں۔ بلا وجہ اس پانی کو ضائعہ بھی نہ کیا جائے کہ یہ اسراف ہے حرام ہے، اکثر لوگ اس سے غافل ہیں

مسئلہ ۴۵: نابالغ لڑکا یا لڑکی کسی صاف پانی میں ہاتھ ڈال دیں تو اس سے کوئی حرج نہیں غسل اور وضو سب کرسکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کے ہاتھ میں کوئی نجاست نہ لگی رہی ہو۔

مسئلہ ۴۶: نابالغ کبھی بے وضو اور جنبی نہیں ہوتا یعنی ان کا وضو کسی حدث سے نہیں ٹوٹتا اور نہ یہ کبھی جنبی اور ناپاک ہوتے ہیں۔ اسی لیے ان کے چھونے سے پاک پانی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مگر جو نابالغ بچے قریب بلوغ ہوں ان سے وضو کروائیں تانکہ عادت بنے۔

مسئلہ ۴۷: جس طرح وضو کی جگہ تیمم ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی تیمم ہے۔ مثلاً پانی استعمال کرنے سے مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہے اور غسل کی حاجت پیش آ گئی۔ نماز معاف نہیں۔ غسل کا تیمم کر کے نماز ادا کی جائے گی۔

مسئلہ ۴۸: وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ چوں کہ تیمم خواہ وضو کا ہو یا غسل کا نیت شرط ہے۔ تو اگر حدثِ اکبر سے پاک ہونے یعنی غسل کے لیے تیمم کی نیت کرے گا تو وضو کے تیمم کے لیے بھی کافی ہوگا۔ نماز پڑھنے کے لیے الگ سے تیمم نہیں کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۴۹: نیت تیمم وضو:

میں نے حدثِ اصغر سے پاک ہونے اور نماز جائز ہونے کی نیت کی۔

مسئلہ ۵۰: نیت تیمم غسل:

میں نے حدثِ اکبر سے پاک ہونے اور نماز جائز ہونے کی نیت کی۔

مسئلہ ۵۱: طریقۂ تیمم:

خواہ وضو والا ہو یا غسل والا، دونوں کا طریقہ ایک ہی ہے۔

۱) دونوں ہتھیلیوں کو کھول کر پاک مٹی پر رکھ کر پہلے آگے لے جائے پھر پیچھے لے آئے، اگر گرد زیادہ لگی ہو تو ایک انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے انگوٹھے کی جڑ پر اس طرح مارے کہ تالی کی آواز پیدا نہ ہو، پھر دونوں ہتھیلیوں سے پورے چہرے کا مسح کریں چہرے کی کوئی جگہ مسح سے نہ چھوٹے۔

۲) دوبارہ دونوں ہتھیلیوں کو اسی طرح پاک مٹی پر مارے، پھر بائیں ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کریں اس طرح کہ کوئی حصہ باقی نہ رہے پھر دائیں ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کریں اس طرح کہ کوئی حصہ باقی نہ رہے۔

مسئلہ ۵۲: ایک ہی بار مٹی پر ہاتھ مار کر چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کر لیا تو تیمم صحیح نہ ہوگا دونوں کے لیے الگ الگ مٹی پر ہاتھ مس کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۵۳: پانی پر قدرت ہوتے ہی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ شامی

وضو کا بیان

مسئلہ ۵۴: وضو کے فرائض بیان کریں؟

جواب: وضو میں چار چیزیں فرض ہیں کہ ان کے بغیر وضو ہوتا ہی نہیں۔(۱) چہرہ دھونا جہاں سے عموما بال اگتے ہیں وہاں سے تھوڑی کے نیچے تک، اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک۔(۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اس طرح دھونا کہ اچھی طرح پانی بہہ جائے۔(۳) سر کے چوتھائی حصے کا مسح کرنا۔(۴) دونوں پیر ٹخنوں سمیت اس طرح دھونا کہ پانی اچھی طرح بہہ جائے۔واضح رہے کہ ان میں سے اگر کوئی جگہ ایک بال برابر بھی رہ گئی تو وضو نہ ہوگا اور نماز پڑھنا جائز نہ ہوگا۔اگر غسل کرنے کے بعد حدثِ اصغر لاحق ہوجائے تو اب وضو کئے بغیر نماز پڑھنا جائز نہ ہوگا۔

مسئلہ ۵۵: وضو کی سنتیں کتنی اور کون کونسی ہیں؟

جواب :۱،نیت کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے کی نیت سے وضو کرنا۔۲،بسم اللہ سے وضو شروع کرنا۔۳،دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا۔ ۴،پہلے دایاں اور پھر بایاں ہاتھ دھونا۔۵،دانتوں میں مسواک کرنا۔(کم سے کم تین بار داہنے بائیں اوپر نیچے کے دانتوں پر،زبان پر لمبائی میں مسواک پھیرنا سنت ہے(فقہ الاسلامی وادلتہ ۱، ۵۸۲)۔۶،داہنے ہاتھ سے تین بار کُلّی کرنا۔(روزہ دار نہ ہو تو غرارہ بھی کریں)۷،داہنے ہاتھ سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا۔۸،ہاتھ اور پاوں کو دھوتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا۔۹،داڑھی کا خلال کرنا۔یعنی انگلیوں کو گلے کی طرف سے داڑھی میں ڈال کر ایسے پھیرنا جیسے کنگھا کرتے ہیں۔۱۰،ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔۱۱،وضو میں دھلنے والے ہر حصّے کو تین بار دھونا۔۱۲،پورے سِر کا مسح کرنا۔۱۳،کانوں کا مسح کرنا۔۱۴،ترتیب سے وضو کرنا۔۱۵،وضو میں دھلنے والے حِصّوں کو پے در پے دھونا یعنی ایک حِصّے کے سوکھنے سے پہلے دوسرے کو دھونا۔۱۶،ہر مکروہ کام سے بچنا۔

مسئلہ ۵۶: وضو کے مستحبات بیان کیجئے؟

جواب: وہ کام جو شریعت کی نظر میں پسند کئے جاتے ہیں اور انکے کرنے میں ثواب بھی ہوتا ہے لیکن اگر چھوٹ بھی جائیں تو اس پر کوئی عذاب نہیں ہے۔وضو کے کچھ مستحبات یہ ہیں۔وضو کیلئے اونچی جگہ اور قبلہ رخ بیٹھنا۔داہنی طرف سے شروع کریں۔لیکن پورے چہرے یعنی دونوں رخسار ایک ساتھ ہی دھوئیں۔ایسے ہی دونوں کانوں کا مسح ساتھ ہی ساتھ ہوگا۔اگر کسی کا ایک ہی ہاتھ ہو تو منھ دھونے اور مسح کرنے میں داہنے طرف کو پہلے دھوئیں۔اُنگلیوں کی پُشت یعنی پیچھے کی طرف سے گردن کا مسح کرنا۔وُضو کا پانی پاک جگہ گرانا۔پانی بہاتے وقت اعضا پر ہاتھ پھیرنا اور پہلے تیل کی طرح پانی چُپڑ لینا خاص کر سردیوں میں۔دوسرے وقت کے لیے پانی بھر کر رکھ چھوڑنا۔وُضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے

سے مدد نہ لینا۔انگوٹھی پہنی ہوتو اُسے ہلانا چاہے ڈھیلی ہو کہ اس کے نیچے پانی بہ جانا معلوم ہو ورنہ (اگر انگوٹھی ڈھیلی نہ ہو) تو ہلانا فرض ہوگا۔کوئی عُذر نہ ہوتو وقت سے پہلے وُضو کر لینا۔اطمینان سے وُضو کرنا۔عوام میں جو مشہور ہے کہ وُضو جَوان کا سا، نماز بوڑھوں کی سی یعنی وُضو جلد کریں ایسی جلدی نہیں ہونی چاہیے جس سے کوئی سنت یا مستحب ترک ہو وضو جوان کا سا ہو کا مطلب ہے اچھی طرح وضو کرو۔کپڑوں کو ٹپکتی ہوئی پانی کی بوندوں سے بچانا (سرکار میاں صاحب مبارک نے با قاعدہ وضو کیلئے ایک کپڑا رکھا ہوا ہے جس کو وضو کے وقت پہن لیا کرتے ہیں)۔کانوں کا مسح کرتے وقت بھیگی چھنگلیا کانوں کے سوراخ میں داخِل کرنا۔جو وُضو کامل طور پر کرتا ہو کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جاتی ہو، اسے کووّں، ٹخنوں، ایڑیوں، تلووّں، کُونچوں، گھائیوں، کُہنیوں کا خاص طور پر خیال رکھنا مستحب ہے اور بے خیالی کرنے والوں کو تو فرض ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ جگہ خشک رہ جاتی ہیں یہ نتیجہ ان کی بے خیالی کا ہے۔ایسی بے خیالی حرام ہے۔وُضو کا برتن مٹی کا ہو، تانبے وغیرہ کا ہو تو بھی حرج نہیں مگر قلعی کیا ہوا۔اگر وُضو کا برتن لوٹے کی قِسم سے ہو تو بائیں جانب رکھے اور طشت کی قسم سے ہو تو دہنی طرف۔لوٹے میں ہتھی لگی ہو تو ہتھی کو تین بار دھولیں۔اور ہاتھ اس کی ہتھی پر رکھیں اس کے مونھ پر نہ رکھیں۔بائیں ہاتھ کی چھنگلیا ناک میں ڈالنا۔مونھ دھونے میں ماتھے کے سرے پر ایسا پھیلا کر پانی ڈالنا کہ اوپر کا بھی کچھ حصہ دھل جائے اور پانی بہتا ہوا نیچے آئے۔

تنبیہ: بہت سے لوگ ایسے کیا کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھووّں پر چُلّو سے پانی مار کر سارے مونھ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مونھ دُھل گیا حالانکہ پانی سے مونھ کو گیلا کر لینا کوئی معنی نہیں رکھتا اس طرح دھونے میں مونھ نہیں دُھلتا اور وُضو نہیں ہوتا۔دونوں ہاتھ سے مونھ دھونا۔ہاتھ پاؤں دھونے میں اُنگلیوں سے شروع کرنا۔چہرے اور ہاتھ پاؤں کی جتنی جگہ پر پانی بہانا فرض ہے اس کے آس، پاس میں کچھ جگہ بڑھا کر دھونا مثلاً بازو و کو کُہنیوں سے آگے نصف بازو تک اور پاؤں نصف پنڈلی تک دھونا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایسا عمل کیا کرتے اور فرماتے میں آپنے نور میں اضافہ کرر ہا ہوں کہ بروز قیامت اعضائے وضو نور سے چمکیں گے۔

مسئلہ ۵۷: سَر کے مسح میں مستحب طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور شہادت کی اُنگلی کے علاوہ ایک ہاتھ کی باقی تین اُنگلیوں کا سرا، دوسرے ہاتھ کی تینوں اُنگلیوں کے سرے سے ملائیں اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گُدّی تک اس طرح لے جائے کہ ہتھیلیاں سر سے الگ رہیں وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتے ہوے کانوں کے قریب سے واپس لائیں اور شہادت کی اُنگلی کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کریں اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کی باہری طرف کے حصہ کا اور اُنگلیوں کی پُشت سے گردن کا مسح کریں۔ہر عُضُو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا چاہیئے کہ بُوندیں بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں، خُصُوصاً جب مسجد

میں جانا ہو کہ قطروں کا مسجد میں ٹپکنا مکروہِ تَحرِیمی ہے۔ بہت بھاری برتن سے وُضو نہ کرے خُصُوصاً کمزور کہ پانی بے اِحتِیاطی سے گرے گا۔ زَبان سے کہہ لینا کہ وُضو کرتا ہوں۔ ہر عُضُو کے دھوتے یا مسح کرتے وقت نیّتِ وُضو حاضر رہنا۔"بِسْمِ اللّٰہ" پڑھنا۔ درود شریف پڑھنا۔ بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لے کہ شفائے امراض ہے۔ آسمان کی طرف مونھ کرکے یہ پڑھیں۔۔۔۔

"سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ" کلمہ شہادت اور سورہ "اِنَّا اَنْزَلْنَا" پڑھیں۔

اعضائے وُضو بغیر ضرورت نہ پُونچھیں اور پُونچھیں تو بے ضرورت خُشک نہ کریں۔ کچھ نمی باقی رہنے دیں کہ قیامت کے دن نیکیوں کے ساتھ تولی جائیگی۔ ہاتھ نہ جھٹکیں کہ شیطان کا پنکھا ہے۔ مکروہ وقت نہ ہوتو دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کو تحیۃ الوُضو کہتے ہیں۔ سنی بہشتی زیور

مسئلہ ۵۷: وضو لازم کرنے والی چیزیں:

وہ چیزیں جن سے وضو کرنا واجب ہو جائے۔ جیسے پاخانہ، پیشاب کا نکلنا خواہ کتنی ہی کم مقدار میں ہوں، مذی کا نکلنا یعنی وہ سفید رطوبت جو شہوت کے وقت منی سے پہلے خارج ہوتی ہے۔ ان چیزوں کے نکلنے کے بعد اگر نماز پڑھنا ہے یا قرآن شریف چھونا ہے تو بغیر وضو کیے نہ نماز پڑھ سکتے ہیں نہ قرآن مجید چھو سکتے ہیں۔

ان مذکورہ چیزوں کے نکلنے کے بعد جس طرح نماز پڑھنے کے لیے وضو کرنا ضروری ہے اسی طرح اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن کے نکلنے کے بعد نماز پڑھنے کے واسطے یا قرآن مجید چھونے کے لیے وضو کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ چیزیں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱) کیڑا یا پتھری کا مرد یا عورت کے اگلے یا پچھلے مقام سے نکلنا

۲) خون یا پیپ یا پیلا پانی جسم کے کسی بھی حصے سے نکل کر بہہ جانا۔

۳) آنکھ خراب ہوئی ہے (یعنی آشوبِ چشم ہے) اور پانی آنکھ سے بہہ کر ٹپکا تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۴) ناک یا ناف یا پستان میں پھنسی ہوگئی یا کوئی بیماری ہوگئی کہ اس کی وجہ سے پانی بہہ گیا تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

۵) منہ سے تھوک نکلا جس میں خون زیادہ ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۶) نابینا کی آنکھ سے جو پانی بہتا ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۷) منہ بھر قے چاہے کھانا پانی کی ہو یا صفریٰ کی۔

۸) غافل ہو کر سو جانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۹) نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ ۵۸: گھٹنا یا ستر اور شرم گاہ کھل جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، ٹوٹنے والی بات عوام میں غلط مشہور ہے بلکہ وضو کے بعد کپڑے مکمل اتار کر تبدیل کرنے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ ۵۹: بلغم کی قے وضو نہیں توڑتی زیادہ ہو یا کم۔

مسئلہ ۶۰: فحش گالی دینا اگرچہ ناجائز ہے لیکن اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔

مسئلہ ۶۱: جھوٹ، غیبت، بہتان حرام و ناجائز ہیں لیکن ان کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ مگر ایسی صورتوں کے بعد وضو کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۲: نماز کے باہر قہقہہ لگانے سے اور یوں ہی نمازِ جنازہ میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ ۶۳: کافر یا عورت کے بدن سے چھو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں! عورت کی شرم گاہ سے مرد کی شرم گاہ بیچ میں بلا کسی کپڑا حائل ہوئے مَس ہو جائے اور مرد کا آلہ سختی میں ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (بہار شریعت ا، ۳۰۹)

مسئلہ ۶۴: ہوا بلند آواز سے خارج ہو یا پست آواز سے بدبودار ہو یا نہ ہو ہر صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۶۵: نزلہ یا زکام کی وجہ سے جو پانی ناک یا آنکھ سے بہتا ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ ۶۶: زخم کی جگہ خون نکل کر زخم کے دائرہ ہی میں رہ گیا تو اس سے وضو نہ ٹوٹے گا۔ یوں ہی آنکھ میں خراب پانی ہے لیکن آنکھ سے باہر نہیں آیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ ۶۷: کسی کی شرم گاہ یا اپنی شرم گاہ دیکھنے یا چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ ۶۸: کھٹمل، مچھر، پسو کے کاٹنے سے وضو نہیں جاتا۔

مسئلہ ۶۹: منہ سے رال بہے اس سے وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ ۷۰: بے وضو مسجد میں جا سکتے ہیں اور زبانی قرآن شریف بھی پڑھ سکتے ہیں، لیکن چھو نہیں سکتے۔

مسئلہ ۷۱: میت کو نہلانے سے نہلانے والے کا نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ غسل واجب ہوتا ہے۔

جگہ اور کپڑے کی پاکی کے مسائل

مسئلہ ۷۲: نماز پڑھنے کے لیے نمازی کے کپڑے اور نماز پڑھنے کی جگہ کو پاک ہونا چاہیے۔ اگر نمازی کا کپڑا ناپاک ہے یا نماز پڑھنے کی جگہ ناپاک ہے تو اگرچہ غسل اور وضو صحیح طریقہ سے کیا ہو جب بھی نماز نہ ہوگی۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۷۳: نمازی کے پاؤں کے نیچے قدر درہم سے زیادہ نجاست ہو تو نماز نہ ہوگی یا دونوں پاؤں کے

نیچے تھوڑی نجاست ہو کہ دونوں ملا کر ایک درہم سے زیادہ ہو جائے تب بھی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۷۴: سجدہ کی جگہ یا سجدہ کرتے وقت گھٹنا یا ہاتھ رکھنے کی جگہ پر نجاست ہے تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۷۵: نمازی کے کپڑے میں یا جسم میں کسی جگہ قدر درہم سے زیادہ نجاست غلیظہ لگی ہے تو نماز نہ ہو گی۔ہاں قدر درہم سے کم ہے تو معاف ہے لیکن اسے دھولینا چاہیے کہ سنت ہے۔

مسئلہ ۷۶: نمازی کے کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی سے کم میں نجاست خفیفہ لگی ہو تو معاف ہے نماز ہو جائے گی۔اس سے زیادہ ہے تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۷۷: نمازی کے سر پر نجس کبوتر بیٹھا، نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ ۷۸: نجس جگہ پر موٹا کپڑا بچھایا کہ اس کے نیچے کچھ دکھائی نہ دے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ ۷۹: نجس جگہ شیشہ رکھ دیا کہ نجاست صاف نظر آ رہی ہے تو اس شیشہ پر نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ ۸۰: اگر سجدہ کرتے وقت دامن نجس جگہ پر پڑ رہا ہے تو اس سے کوئی حرج نہیں، نماز ہو جائے گی، اکثر گھروں میں ایسے موقع ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۸۱: ایسی چیز پر نماز پڑھنا کہ سجدہ کرتے وقت پیشانی دبائے تو دبتی جائے تو نماز جائز نہیں اور اگر دبنا ایک حد پر ٹھہر جائے کہ پھر دبائے تو اس سے زائد نہ دبے تو اس پر نماز جائز ہے۔

مسئلہ ۸۲: نجاست غلیظہ وخفیفہ کے چند ضروری مسائل بیان کیجئے۔

جواب: نجاست غلیظہ کے شرعی مسائل:

☆ یاد رہے نجاست غلیظ اگر کپڑے یا بدن پر ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔بے پاک کئے نماز نہ ہوگی۔

☆ اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کئے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ (یعنی ایسی نماز پھر سے دہرانا واجب ہے)۔

☆ اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کئے نماز ہو جائے گی مگر خلاف سنت ہو گی جس کا دہرانا بہتر ہے۔(بہار شریعت ۱،۳۸۹)

مسئلہ ۸۳: اگر نجاست گاڑھی ہے جیسے پاخانہ لید، گوبر تو درہم کے برابر یا کم زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ وزن میں درھم جتنی ہو۔

☆ اگر نجاست پتلی ہو جیسے پیشاب، شراب تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے۔

☆ درہم کا وزن شریعت میں اس جگہ ساڑھے چار ماشے ہے اور زکوٰۃ میں تین ماشہ ڈیڑھ رتی۔

☆ درہم کی لمبائی چوڑائی سے یہاں مراد تقریباً ہتھیلی کی گہرائی برابر جگہ ہے جو ایک روپیہ کے پھیلاؤ کے برابر جگہ ہوتی ہے۔(درمختار و بہار شریعت)

نجاست خفیفہ کے شرعی مسائل:

مسئلہ ۸۴: نجاست خفیفہ کپڑے کے جس حصہ مثلاً آستین، دامن کلی، کالر میں یا جس عضو مثلاً ہاتھ، پیر، سر میں لگی ہو اور اس کے چوتھائی سے کم میں ہو تو معاف ہے یعنی نماز ہو جائے گی۔ اگر پوری چوتھائی میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸۵: نجاست غلیظہ وخفیفہ کا فرق کیسے کیا جائے؟

☆ نجاست غلیظہ وخفیفہ کا فرق کپڑے اور بدن پر لگنے میں ہے اگر کسی پتلی جیسے پانی سرکہ دودھ میں ایک قطرہ بھی پڑ جائے چاہے غلیظہ ہو چاہے خفیفہ تو سب کو بالکل نجس کر دے گی جب تک کہ وہ چیز دہ دردہ سے کم ہو (شامی وغیرہ)

مسئلہ ۸۶: کون کون سی چیزوں کا شمار نجاست غلیظہ میں ہوگا:

جواب: آدمی کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے جن سے وضو یا غسل جاتا رہے وہ نجاست غلیظہ ہے:

☆ پاخانہ پیشاب بہتا خون ☆ پیپ ☆ منہ بھر قے ☆ حیض ونفاس واستحاضہ کا خون

☆ منی، مذی ودی ☆ دکھتی ہوئی آنکھ کا پانی ☆ ناف یا پستان کا پانی جو درد سے نکلے

☆ خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون خواہ حلال ہو یا حرام حتیٰ کہ گرگٹ چھپکلی تک کا خون

☆ مردار کی چربی، مردار کا گوشت ☆ حرام چوپائے جیسے کتا، بلی، شیر چیتا لومڑی بھیڑیا گیدڑ گدھا، خچر، ہاتھی سور ان سب کا پاخانہ پیشاب اور گھوڑے کی لید

☆ ہر حلال چوپائے کا پاخانہ جیسے گائے بھینس کا گوبر بکری اونٹ، نیل گاؤ، بارہ سنگھا، ہرن کی مینگنی ہر وہ پرندہ جو اونچا نہ اڑے جیسے مرغی اور بطخ خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ان سب کی بیٹ۔

☆ ہر قسم کی شراب اور نشہ لانے والی تاڑی

☆ سانپ کا پاخانہ پیشاب اور اس جنگلی سانپ اور جنگلی مینڈک کا گوشت جن میں بہتا خون ہوتا ہے اگر چہ ذبح کئے گئے ہوں۔ یونہی ان کی کھال اگر چہ پکائی گئی ہو (کھال پکانے سے مراد کھال کو اس طرح بنا لیا گیا ہو کہ اس میں نجس رطوبت وغیرہ باقی نہ ہو اور سڑنے بگڑنے کا ڈر نہ ہو جس کو عربی میں دباغت کہتے ہیں۔ اس کتاب میں جہاں کہیں کھال کو پکانے کا لفظ آیا ہے وہاں دباغت مراد ہے آگ میں پکانا مراد نہیں)

☆ سور کا گوشت، ہڈی کھال اور بال اگر چہ ذبح کیا گیا ہو۔

مذکورہ سب کچھ کا شمار نجاست غلیظہ میں ہوتا ہے۔ (شامی وبہار شریعت)

نجاست سے متعلق مزید چند اہم شرعی مسائل:

مسئلہ نمبر ۸۷: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے۔ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ دودھ

پیتے بچے کا پیشاب پاک یہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۸: شیر خوار بچے نے دودھ کی قے کی اگر منہ بھر ہے تو نجاست غلیظہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۹: چھپکلی اور گرگٹ کا خون نجاست غلیظہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۰: ہاتھی کے سونڈ کی رطوبت اور شیر، کتے چیتے اور دوسرے درندے چوپایوں کا لعاب نجاست غلیظہ ہے۔(قاضی خاں)

مسئلہ نمبر ۹۱: نجاست غلیظہ خفیفہ میں مل جائے تو کل غلیظہ ہو جائے۔

مسئلہ نمبر ۹۲: کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نجاست غلیظہ ہے اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد سمجھی جائے گی۔نجاست خفیفہ میں بھی مجموعہ ہی پر حکم دیا جائے گا۔

مسئلہ ۹۳: کون کون سی چیزیں نجاست خفیفہ شمار کی جاتی ہیں؟

☆ نجاست خفیفہ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے جیسے گائے بیل بھینس، بھیڑ، بکری، اونٹ نیل گاؤ وغیرہ کا پیشاب

☆ گھوڑے کا پیشاب

☆ جس پرندہ کا گوشت حرام ہے (خواہ وہ شکاری ہو یا نہ ہو) جیسے کوا، چیل شکرا، باز، گلہری اس کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے۔(ہندیہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۹۴: حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر پینا جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر ۹۵: جو حلال پرندے اونچے اڑتے ہیں جیسے کبوتر، فاختہ مینا، مرغابی، (چیل) ان کی بیٹ پاک ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۶: چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہیں۔(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹۷: پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر بدن یا کپڑے پر پڑھ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک رہے گا۔(قاضی خاں)

مسئلہ نمبر ۹۸: کسی دوسرے مسلمان کے کپڑے پر نجاست لگی دیکھی اور غالب گمان ہے کہ اگر بتاوں گا تو پاک کرلے گا تو اس کو بتانا واجب ہے۔(بہارِ شریعت ۱، ۴۰۵

مسئلہ نمبر ۹۹: جو خون زخم سے بہا نہ ہو وہ پاک ہے۔(شامی وقاضی خاں)

مسئلہ نمبر ۱۰۰: گوشت تلی کلیجی میں جو نارمل سا خون رہ گیا پاک ہے اور اگر یہ چیزیں بہتے خون میں سن جائیں تو ناپاک ہیں۔بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گے۔(ہندیہ، بزازیہ)

مسئلہ نمبر ۱۰۱: اگر نماز پڑھی اور جیب وغیرہ میں شیشی ہے جس میں پیشاب یا خون یا شراب ہے تو نماز نہ

ہوگی۔(منیہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰۲: جیب میں انڈا ہے تو اگر چہ اس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز ہو جائے گی۔(منیہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰۳: پیشاب پاخانہ کے بعد ڈھیلے سے استنجا کرلیا پھر اس جگہ سے پسینہ نکل کر بدن یا کپڑے پر لگا تو بدن اور کپڑا ناپاک نہ ہوں گے۔(بہارِ شریعت) اس طور کہ صفائی اچھی کی ہو۔

مسئلہ نمبر ۱۰۴: ناپاک چیزوں کا دھواں اگر کپڑے یا بدن پر لگے تو کپڑا اور بدن نجس نہ ہوگا۔(عالمگیری، ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰۵: راستہ کی کیچڑ پاک ہے جب تک اس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو تو اگر پاؤں یا کپڑے میں لگی اور بے دھوئے نماز پڑھ لی نماز ہوگئی مگر دھو لینا بہتر ہے۔(بہارِ شریعت)

مسئلہ نمبر ۱۰۶: سڑک پر پانی چھڑکا جا رہا تھا زمین سے چھینٹیں اُڑ کر کپڑے پر پڑیں کپڑا نجس نہ ہوا لیکن دھو لینا بہتر ہے۔(بہارِ شریعت ۱، ۳۹۴)

آداب مسجد سے متعلق مسائل

مسئلہ ۱۰۷: مسجد کے صَندوقچے کا جَمع شُدہ چندہ نیز جُمعہ یا بڑی راتوں کو مسجد کیلئے جو چندہ ملتا ہے وہ کس طرح استعمال کیا جائے؟

جواب: مسجد کے نام پر ملا ہوا چندہ وہاں کے عُرف (یعنی رَواج) کے مطابق استعمال کرنا ہوگا مثلاً امام، مؤذن اور خادم کی تنخواہیں، مسجد کی بجلی کا بِل، عمارت مسجد یا اُس کی اشیا کی حسبِ ضرورت مرمت، ضرورت مسجد کی چیزیں مثلاً لوٹے، جھاڑو، پائیدان، بتی پنکھے، چٹائی وغیرہ۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت،، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ایک مبارک فتوے کا اقتباس غور سے ملاحظہ فرمالیجئے۔ اس سے بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں: یہاں حکم شرعی یہ ہے کہ اوقاف (یعنی وقف کی ہوئی چیزوں) میں پہلی نظر شرط واقف (یعنی وقف کرنے والے کی شرط) پر ہے (کہ) یہ زمین ودکانیں اس نے جس غرض کے لئے مسجد پر وقف کی ہوں ان میں صرف کیا جائے گا اگر چہ وہ افطاری وشیرینی ختم (شریف) ہو اور اس کے سوا دوسری غرض میں اُس کا صرف کرنا حرام، اور سخت حرام اگر چہ وہ بناء مدرسہ دینیہ ہو۔ واقف کی شرط ایسے ہی واجب العمل ہے جیسے شارع کی نَص (یعنی قرآن وحدیث کا حکم)۔ حتیٰ کہ اگر اس نے صرف تعمیرِ مسجد کے لئے (رقم) وَقف کی تو مرمت شکست وریخت (یعنی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت) کے سوا مسجد کے لوٹے چٹائی میں بھی صَرف نہیں کر سکتے (اور) اِفطاری وغیرہ (تو) دَر کنار، (مسائل نماز)

وغیرہ پیٹ میں پہنچاتے رہے، پیٹ خراب ہوگیا اور خدانخواستہ ''گندہ دہنی'' یعنی منہ سے بدبو آنے کی بیماری لگ گئی تو سخت امتحان ہو جائے گا، کیوں کہ منہ سے بدبو آتی ہو تو مسجد کا داخلہ حرام ہے، یہاں تک کہ جس وقت منہ سے بدبو آرہی ہو اُس وقت باجماعت نماز پڑھنے کے لئے بھی مسجد میں آنا گناہ ہے۔ چونکہ فکرِ آخرت کی کمی کے باعث لوگوں کی بھاری اکثریت میں کھانے کی حرص زیادہ اور آج کل ہر طرف ''فوڈ کلر'' کا دَور دَورہ ہے، اِس وجہ سے ایک تعداد ہے جن کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ مجھے بارہا کا تجربہ ہے کہ جب کوئی منہ قریب کر کے بات کرتا ہے تو اُس کے منہ کی بدبو کے سبب سانس روکنا پڑتا ہے۔

بعض اوقات امام ومؤذن کو بھی گندہ دہنی کا مرض ہو جاتا ہے ایسا ہو تو انہیں فوراً چھٹیاں لے کر علاج کروانا چاہیے کیوں کہ منہ میں بدبو ہونے کی صورت میں مسجد کے اندر داخل ہونا حرام ہے۔ افسوس! بدبو دار منہ والے کئی افراد معاذ اللہ عزوجل مسجد کے اندر معتکف بھی ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں کباب سموسے اور دیگر تلی ہوئی چیزیں اور طرح طرح کی مرغن غذائیں ٹھونس ٹھونس کر کھانے کے سبب منہ کی بدبو کے مریضوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ سادہ غذا اور وہ بھی بھوک سے کم کھائے اور ہاضمہ دُرست رکھے۔ صرف مُنہ ہی کی بدبو نہیں ہر طرح کی بدبو سے مسجد کو بچانا واجب ہے۔ (مسائل نماز ٦)

منہ میں بدبو ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے

مسئلہ ۱۱۱: فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 384 پر ہے: منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں (گھر میں پڑھی جانے والی) نماز بھی مکروہ ہے اور ایسی حالت میں مسجد جانا حرام ہے جب تک منہ صاف نہ کر لے اور دوسرے نمازی کو ایذا پہنچنی حرام ہے اور دوسرا نمازی نہ بھی ہو تو بھی بدبو سے ملائکہ کو ایذا پہنچتی ہے۔ حدیث میں ہے: جس چیز سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں، فرشتے بھی اِس سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ (مسلم ص282، حدیث:564)

بدبودار مرہم لگا کر مسجد میں آنے کی ممانعت

مسئلہ ۱۱۲: میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جس کے بدن میں بدبو ہو کہ اُس سے نمازیوں کو ایذا ہو مثلاً معاذ اللہ گندہ دہن (یعنی جس کو مُنہ سے بدبو آنے کی بیماری ہو)، گندہ بغل (یعنی جس کو بغل سے بدبو آنے کا مرض ہو) یا جس نے خارِش وغیرہ کے باعث گندھک ملی (یا کوئی سا بدبودار مرہم یا لوشن لگایا) ہو اُسے بھی مسجد میں نہ آنے دیا جائے۔'' (فتاویٰ رضویہ مخرجہ، ج8، ص72)

کچی پیاز کھانے سے بھی منہ بدبودار ہو جاتا ہے کچی مولی، کچی پیاز، کچا لہسن اور ہر وہ چیز کہ جس کی بو ناپسند ہو اسے کھا کر مسجد میں اُس وقت تک جانا جائز نہیں جب تک کہ ہاتھ منہ وغیرہ میں بو باقی ہو کہ

فرشتوں کواس سے تکلیف ہوتی ہے۔حدیث شریف میں ہے۔اللہ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے پیاز، لہسن یا گند (لہسن سے مشابہ ایک ترکاری) کھائی وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے۔'' اور فرمایا: ''اگر کھانا ہی چاہتے ہوتو پکا کراس کی بُو دور کرلو۔ (مسلم ص 282 حدیث:564)

صدراالشریعہ بدرالطریقہ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مسجد میں کچا لہسن اور کچی پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں جب تک کہ بو باقی ہو۔اور یہی حکم ہراُس چیز کا ہے جس میں بُو ہو جیسے گندنا (یہ لہسن سے ملتی جلتی ترکاری ہے) مولی، کچا گوشت اور مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بُو اُڑتی ہو ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ (یعنی منہ سے بدبو آنے کی بیماری) یا کوئی بدبودار زخم ہو یا کوئی بدبودار دوا لگائی ہوتو جب تک بو منقطع (یعنی ختم) نہ ہواُس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔(بہارِشریعت، ج1، ص154) نصاب مسائل نماز ص ۵)

شرعی احکام کی اقسام وتعریفات

مسئلہ ۱۱۴: یادرہے کہ نماز میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ اس کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں، بعض واجب ہیں کہ اس کو قصداً چھوڑنا گناہ اور نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے سجدہ سہو سے کام نہیں چلے گا، بھول کر چھوٹنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور بعض چیزیں سنت موکدہ ہیں کہ جس کو چھوڑنے کی عادت گناہ ہے اور بعض مستحب ہیں کہ جس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا گناہ نہیں۔فرض، واجب، سنت، مستحب یعنی اصطلاحات، دین کی تعریفیں جاننا ضروری ہے۔جوکہ درج ذیل ہیں:

فرض: وہ ہے جو شریعت کی یقینی دلیل سے ثابت ہوجس میں شبہ بھی نہ ہو(التعریفات) اس کا کرنا ضروری اور بلاکسی عذر کے اس چھوڑنے والا فاسق اور جہنمی اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔جیسے نماز روزہ اور حج وزکوٰۃ وغیرہ۔

فرض کی دوقسمیں ہیں:

۱۔ فرض عین ۲۔ فرض کفایہ

فرض عین: وہ ہے جس کا ادا کرنا ہر عاقل وبالغ مسلمان پر ضروری ہے جیسے نماز پنجگانہ وغیرہ۔

فرض کفایہ: وہ ہے جس کا ادا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرلینے سے سب کی طرف سے ادا ہوجائے گا اور اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار رہوں گے جیسے نماز جنازہ وغیرہ۔

واجب: واجب وہ ہے جو شریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہواس کا کرنا ضروری ہے اور اس کو بلاکسی تاویل اور بغیر کسی عذر کے چھوڑ دینے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے لیکن اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں بلکہ گمراہ اور بدمذہب ہے۔

سنت موکدہ: سنت موکدہ وہ ہے جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیان جواز کے لیے چھوڑ بھی دیا ہو اور اس کو کرنے کی تاکید فرمائی ہو، اس کو ادا کرنے میں بہت بڑا ثواب اور اس کو کبھی اتفاقیہ طور پر چھوڑ دینے سے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا عتاب اور اس کو چھوڑ دینے کی عادت ڈالنے والے پر عذاب ہوگا۔

مثلاً نماز فجر کی دو رکعت سنتیں اور نماز ظہر کی چار رکعت، فرض سے پہلے اور دو رکعت فرض کے بعد کی سنتیں اور نماز مغرب کی دو رکعت سنت اور نماز عشاء کے فرضوں کے بعد دو رکعت سنت ہے۔ یہ نماز پنجگانہ کی بارہ رکعت سنتیں سب سنت موکدہ ہیں۔

سنت غیر موکدہ: سنت غیر موکدہ وہ ہے جس کو حضور اقدس ﷺ نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی کبھی اس کو چھوڑ بھی دیا ہو اس کو ادا کرنے والا ثواب پائے گا اور اس کو چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں۔ مثلاً عصر کے پہلے کی چار رکعت سنت، اور عشاء کی چار رکعت سنت کہ یہ سب سنت غیر موکدہ ہیں سنت غیر موکدہ کو سنت زائدہ بھی کہتے ہیں۔

مستحب: ہر وہ کام جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہو اس کو چھوڑ دینا شریعت کی نظر میں برا بھی نہ ہو خواہ اس کام کو رسول ﷺ نے کیا ہو یا اس کی ترغیب دی ہو یا علماء صالحین نے اس کو پسند فرمایا ہو اگرچہ حدیثوں میں اس کا ذکر نہ آیا ہو یہ سب مستحب ہیں۔ مستحب کو کرنا ثواب اور اس کو چھوڑ دینے پر نہ کوئی عذاب ہے نہ کوئی عتاب۔ جیسے وضو کرنے میں قبلہ رو ہو کر بیٹھنا، نماز میں بحالت قیام سجدہ گاہ پر نظر رکھنا، خطبہ میں خلفاء راشدین وغیرہ کا ذکر میلاد شریف پیران کبار کے وظائف وغیرہ۔ مستحب کو مندوب بھی کہتے ہیں۔

مباح: وہ ہے جس کا کرنا اور چھوڑ دینا دونوں برابر ہو جس کے کرنے میں نہ ثواب ہو اور چھوڑنے میں نہ کوئی عذاب ہو جیسے لذیذ غذاؤں کا کھانا، اور نفیس کپڑوں کا پہننا وغیرہ۔

حرام: حرام وہ ہے جس کا ثبوت یقینی شرعی دلیل سے ہو اس سے رک جانا ضروری اور باعث ثواب ہے اور اس کا ایک مرتبہ بھی قصد کرنے والا فاسق و جہنمی ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ حرام فرض کا مقابل ہے یعنی فرض کا کرنا ضروری ہے اور حرام کا چھوڑنا ضروری ہے۔ نیز فرض کا انکار اور حرام کا اقرار بھی دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ جیسے نماز کا نہ پڑھنا تو گناہ ہے مگر آج کل جیسے یہ کہا جاتا ہے کہ نماز میں کیا رکھا ہے یا نماز کا کوئی فائدہ نہیں یا نماز پڑھ کے کون سے تیر مار لیتے ہیں۔ یہ اور ان جیسے دیگر جملے جن سے فرض کی فرضیت کا صراحتاً یا مبہم طور پر انکار نظر آتا ہے نعوذ باللہ من ذالک ایسی باتیں بندے کو دائرہ اسلام سے باہر نکال دیتی ہیں یقیناً یہ تمام باتیں قوتِ ایمانی کی

کمزوری اور اسلام کے بنیادی عقائد پر پختگی نہ ہونے کا نتیجہ ہے کیونکہ جب بندہ مومن کے بنیادی عقائد درست ہوں تو اُس کا زاویہ فکر ریا کاری یا ظاہری منفعت سے خالی ہوتا ہے بلکہ اُس کی نظر اُس کی فکر اُس کی سوچ اُس کا تدبر سب کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔

مکروہ تحریمی: مکروہ تحریمی وہ ہے جو شریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہو اس کا چھوڑنا لازم اور باعث ثواب ہے اور اس کا ایک مرتبہ بھی قصداً کرنے والا فاسق وجہنمی ہے اور حرام کے قریب ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ یہ واجب کا مقابل ہے یعنی واجب کو کرنا لازم ہے اور مکروہ تحریمی کو چھوڑنا لازم ہے۔

مکروہ تنزیہی: وہ ہے جس کا کرنا شریعت کو پسند نہیں مگر اس کے کرنے والے پر عذاب نہیں ہوگا یہ سنت غیر موکدہ کا مقابل ہے۔

مکروہ تنزیہی والی نماز کا اعادہ کیوں کیا جاتا ہے

یاد رہے مکروہ کا لفظ کراہت سے نکلا ہے اور کراہت ناپسندیدگی کو کہتے ہیں۔ یقینا جب کسی کام میں کراہت کے اسباب پائے جائیں تو اُس کام کو کرنے، دیکھنے، سننے، سہنے میں بھی ظاہری و باطنی اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح کہ جب ہمارے سامنے کوئی مکروہ کام کیا جاتا ہے تو ہم نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اب ذرا اسی بات کو نماز میں دیکھیں۔ کہ کیا نماز میں مکروہ کام کرنے سے نماز کا حسن قائم رہے گا؟ نماز کے فوائد حاصل ہوں گے؟ نماز کے ظاہری و باطنی اثرات مرتب ہوں گے یقینا نہیں۔ کیونکہ مکروہ کام کرنے سے نماز کے حسن کی کاملیت ہی ختم ہو جاتی ہے اور وہ نماز (بے حیائی اور برے کاموں سے روکنے) کے مقصد عظیمہ سے خالی ہو جاتی ہے۔ ایسی نماز کو بے روح نماز کہا جا سکتا ہے یا محض فرض کی ادائیگی کہہ سکتے ہیں۔ لہٰذا ہر مکروہ نماز کو لوٹانا چاہئے۔ اور یہی حضرت اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے ہم نے سیکھا ہے اسی راز کی وجہ سے سرکار میاں صاحب مبارک ایسی نماز کے اعادہ کا حکم دیتے ہیں۔

اساءت: اساءت وہ ہے جس کا کرنا برا اور کبھی اتفاقیہ کر لینے والا لائق عتاب اور اس کو کرنے کی عادت بنا لینے والا مستحق عذاب ہے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ یہ سنت موکدہ کا مقابل ہے یعنی سنت موکدہ کا کرنا ثواب اور چھوڑنا برا ہے اور اساءت کا چھوڑنا ثواب اور کرنا برا ہے۔ بہار شریعت ۱، ۲۸۴

خلافِ اولیٰ: خلافِ اولیٰ وہ ہے جس کو چھوڑ دینا بہتر تھا لیکن اگر کر لیا تو کچھ مضائقہ نہیں یہ مستحب کا مقابل ہے۔ (بہار شریعت ۱، ۲۸۴)

مسئلہ ۱۱۵: نماز کی شرائط وفرائض کو تفصیل کے ساتھ بیان فرما دیں۔

جواب: نماز کی کل چھ شرطیں ہیں

نام: (۱) طہارت (۲) ستر عورت (۳) استقبال قبلہ (۴) وقت (۵) نیت (۶) تکبیر تحریمہ (متون)

حکم: اوپر جن شرطوں کا ذکر ہوا ہے، ان میں سے اگر کوئی ایک شرط بھی بلا عذر صحیح نہ پائی جائے، قصداً ہو یا بھول کر تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

شرائط نماز کی تفصیلات

طہارت: یعنی نمازی کے بدن کا حدث اکبر (جس سے غسل واجب ہوتا ہے) اور حدث اصغر (جس سے وضو ٹوٹتا ہے) اور نجاست حقیقیہ قدر مانع (یعنی اتنی نجاست جس سے نماز درست نہ ہو) سے پاک ہونا، یوں ہی کپڑے اور نماز پڑھنے کی جگہ کا نجاست حقیقیہ مقدار مانع سے پاک ہونا نماز کی پہلی شرط ہے۔

ستر عورت: یعنی نمازی کے بدن کے وہ تمام حصے جن کا چھپانا فرض ہے، ان کو نماز کی حالت میں چھپا ہوا رکھنا نماز کی دوسری شرط ہے۔

مرد کیلئے ستر عورت ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک ہے، اور عورت کیلئے اس کا سارا بدن، سوائے منہ کی ٹکلی، ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے۔ شامی

استقبال قبلہ: یعنی نماز کی حالت میں کعبہ کی طرف منہ کرنا، نماز کی تیسری شرط ہے۔

وقت: یعنی اسلام نے نمازوں کیلئے جو اوقات مقرر کیے ہیں ان کا شروع ہو جانا، نماز کی چوتھی شرط ہے، اگر وقت سے پہلے نماز پڑھی تو نہ ہوگی۔ مقررہ وقت کے بعد پڑھی تو قضا شمار ہوگی، پھر توبہ بھی واجب ہے۔

نیت: یعنی تکبیر تحریمہ سے پہلے جس نماز کے پڑھنے کا ارادہ ہے اس کا دل میں پختہ ارادہ کرنا، نماز کی پانچویں شرط ہے۔ نیت دراصل دل کے ارادے کا نام ہے، مگر زبان سے نیت کے الفاظ کہہ لینا مستحب ہے، مگر اسی نیت کا اعتبار ہوگا جو دل میں ہے۔

تکبیر تحریمہ: یعنی نیت کے بعد نماز شروع کرنے کے ارادے سے وہ الفاظ کہنا جو خاص اللہ تعالیٰ کی تعظیم پر دلالت کرتے ہیں: جیسے اَللّٰہُ اَکْبَرْ، اَللّٰہُ اَجَلُّ ، اَللّٰہُ اَعْظَمُ، اَللّٰہُ کَبِیْرٌ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، تَبَارَکَ اللّٰہُ، سُبْحَانَ اللّٰہُ، یَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وغیرہا، ان الفاظ کے کہہ لینے سے نماز شروع ہو جائے گی مگر لفظ اللہ اکبر کہنا واجب ہے، اس کو دوسرے الفاظ سے بدلنا مکروہ تحریمی ہے، تکبیر تحریمہ نماز کی چھٹی شرط ہے۔

نماز میں کل سات فرض ہیں

نام: (۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قرأت (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) قعدۂ اخیرہ (۷) خروجِ بصنعہ
حکم: اوپر ذکر کئے گئے فرضوں میں سے کوئی ایک بھی صحیح عذر کے بغیر قصداً یا بھول کر چھوڑ دیا تو نماز فاسد ہوجائے گی، بہرصورت نماز لوٹانی پڑے گی، سجدہ سہو سے کام نہیں چلے گا۔

فرائض نماز کی تفصیلات

تکبیر تحریمہ: اس کا بیان شرائط نماز میں گذر چکا ہے۔
قیام: یعنی کھڑا ہونا، قیام کی کم سے کم حد یہ ہے کہ ہاتھ کو اگر نیچے کی طرف بڑھائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچے، اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو، بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو، فرض، وتر، سنت فجر، جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں قیام فرض ہے، نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھی جاسکتی ہیں۔
قرأت: یعنی فرض کی دو رکعتوں میں، وتر، سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں، امام اور منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) پر مطلقاً قرأت فرض ہے، یعنی قرآن میں سے کم از کم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتوں کی مقدار پڑھنا۔
مسئلہ ۱۱۶: امام کے پیچھے پڑھنے والوں کو کسی بھی نماز میں قرأت جائز نہیں، نہ سورۂ فاتحہ نہ اور کوئی سورۃ۔
رکوع: یعنی رکوع کیلئے اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک پہنچ جائے، یہ رکوع کی کم سے کم حد ہے اور پورا رکوع یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے، سر نہ جھکا ہوا ہو نہ پیٹھ سے اونچا۔
سجدہ: یعنی پیشانی کا زمین پر ٹک جانا سجدہ کی حقیقت ہے، اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگنا سجدہ کیلئے شرط ہے، لہٰذا حالت سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے اور ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار بھی نہ لگے تو نماز نہ ہوئی، صرف انگلی کی نوک زمین پر لگانا بھی کافی نہیں ہے ہر رکعت کے دونوں سجدے فرض ہیں۔
قعدۂ اخیرہ: یعنی نماز کی سب رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر بیٹھنا فرض ہے کہ پوری التحیات...... عبدہ ورسولہ، تک پڑھی جاسکے۔
خروج بصنعہ: یعنی قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام وغیرہ کوئی ایسا فعل کرنا جو نماز کے منافی ہو، کہ اگر اس کام کو نماز کے اندر کیا جاتا تو نماز ٹوٹ جاتی، مگر خیال رہے سلام کے علاوہ نماز کے منافی کوئی فعل بالقصد پایا گیا تو فرض ادا ہو گیا مگر نماز واجب الاعادہ ہوگی، کیونکہ لفظ ''السلام'' کہنا واجب تھا جو کہ آپ نے بالقصد چھوڑ

دیا۔لہٰذانماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۱۷: نماز کے واجبات اوران کی تفصیلات بیان فرمادیں

جواب: مندرجہ ذیل باتیں نماز کیلئے واجب اورضروری ہیں، یہ یادرکھنے کی بات ہے کہ اگران میں سے کوئی واجب بھول کرچھوٹ گیاتوسجدۂ سہوواجب ہے، اوراگرجان بوجھ کرچھوڑاتوسجدۂ سہوسے کام نہیں چلے گا،نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

(۱) تکبیرتحریمہ میں لفظ ''اللہ اکبر'' کہنا (۲) سورۂ فاتحہ کواس طرح پڑھنا کہ اس کاایک لفظ بھی نہ چھوٹے (۳) سورۂ فاتحہ کے بعدکم سے کم تین چھوٹی آیتیں یاایک بڑی آیت جوتین چھوٹی آیتوں کے برابرہو پڑھنا (۴) فرض نماز کی پہلی دورکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ ملانا (۵) وتر، سنت اورنفل کی ہر رکعت میں الحمد کے ساتھ سورہ ملانا (۶) الحمدشریف کاسورہ سے پہلے پڑھنا (۷) سورہ پڑھنے سے پہلے الحمدشریف صرف ایک ہی بار پڑھنا (۸) الحمدشریف اورسورہ کے درمیان فصل نہ کرنایعنی آمین کہنے اور بسم اللہ شریف کے علاوہ کچھ نہ پڑھنا، نہ ہی خاموش رہنا (یعنی ایک رکن کی مقدارخاموش کھڑارہاتوبھی واجب چھوٹ جائے گا) (۹) قرأت کے بعدفوراًرکوع کرنا (۱۰) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑاہونا ،اورکم سے کم ایک بارسبحان اللہ کہنے کی مقدارٹھہرنا (۱۱) ہررکعت میں ایک ہی رکوع ہونا (۱۲) ہررکعت میں دوسجدے ہونا، دوسے کم یادوسے زیادہ نہ ہونا (۱۳) دوسجدے کے درمیان جلسہ یعنی سیدھابیٹھنا (۱۴) ایک سجدہ کے بعدفوراً دوسراسجدہ کرنا کہ دونوں کے درمیان کوئی رکن فاصل نہ ہو (۱۵) سجدہ کرتے وقت دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کاپیٹ زمین پرلگانا (بہارشریعت) (۱۶) تعدیل ارکان یعنی ہررکن کواطمینان سے اداکرنایعنی، رکوع، سجدہ، قومہ اورجلسہ، میں ایک بارسبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا (۱۷) دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا (۱۸) ہردوسری رکعت کے بعدقعدۂ کرنااگرچہ نفل نماز ہو (۱۹) قعدۂ اولیٰ اورقعدۂ اخیرہ میں پوری التحیات پڑھنا (۲۰) فرض، وتراورسنت مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعدکچھ نہ پڑھنا، نہ خاموش بیٹھے سوچتے رہنا (اللھم صلی علی محمد پڑھنے یااتنی دیر خاموش رہنے سے بھی واجب چھوٹ جائے گا) (۲۱) چاررکعت والی نماز میں تیسری رکعت پرقعدہ نہ کرنا اورچوتھی کیلئے فوراً کھڑے ہوجانا (۲۲) جہری نمازوں میں امام کابلندآوازسے قرأت کرنا (۲۳) سری نمازوں میں امام اورمنفرد (تنہانماز پڑھنے والا) کوآہستہ قرأت کرنا (۲۴) وترمیں دعائے قنوت کیلئے تکبیراللہ اکبرکہنا۔ (۲۵) وترکی نماز میں کوئی بھی دعائے (قنوت) پڑھنا (۲۶) عیدین کی نماز میں چھ زائدتکبیریں کہنا (۲۷) عیدین کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع میں جانے کیلئے (اللہ اکبر) کہنا (۲۸) آیت سجدہ پڑھنے پرسجدۂ تلاوت کرنا (۲۹) سجدۂ سہوواجب ہونے کی صورت میں سجدۂ سہوکرنا (۳۰) ہرفرض اورہرواجب کواپنی جگہ اداکرنایعنی ترتیب کے خلاف نہ کرنا (۳۱) دوفرض یادوواجب یا

واجب اور فرض کے درمیان تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار وقفہ نہ کرنا (۳۲) جہری اور سری نمازوں میں امام کے پیچھے بوقت قرأت چپ رہنا (۳۳) قرأت کے سوا تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا (۳۴) دونوں سلام میں لفظ "السلام" کہنا، جبکہ علیکم کہنا واجب نہیں ہے۔ بہار شریعت

مسئلہ ۱۱۸: نماز کی سنتیں اور ان کی تفصیلات بیان فرمادیں۔

جواب: مندرجہ ذیل باتیں نماز میں سنت ہیں، ان کا ادا کرنا باعث ثواب، چھوڑنا برا اور محرومی ہے سنتوں کو ہرگز چھوڑنا نہیں چاہیے بلخصوص نماز میں قصداً چھوڑنے سے ثواب میں کمی اور نماز ناقص ہوجاتی ہے، مگر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا اور سنت چھوڑنے کی عادت بنالینا سخت برا اور عتاب وعذاب کا سبب ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کیلئے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا (۲) مردوں کو تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا (۳) عورتوں کو مونڈھوں تک دونوں ہاتھوں کو اٹھانا (۴) ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ قبلہ کی طرف رکھنا (۵) ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے حال پر رہنے دینا نہ خوب کشادہ کرنا نہ آپس میں ملی ہوئی رکھنا۔ (۶) تکبیر کہتے وقت سر نہ جھکانا بلکہ سیدھا رکھنا (۷) وتر میں قنوت کی تکبیر سے پہلے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا۔ مرد کانوں تک اور عورت مونڈھوں تک (۸) عیدین میں زائد تکبیروں سے پہلے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا (۹) ہر تکبیر میں لفظ "اللہ اکبر" کی "ر" کو جزم پڑھنا (۱۰) ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے ہوئے رکن کو اللہ کے الف سے شروع کرنا اور اکبر کی "ر" پر ختم کرنا (۱۱) امام کا بلند آواز سے "اللہ اکبر" اور سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا (۱۲) تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ کو نہ لٹکانا فوراً باندھ لینا۔ مرد ناف کے نیچے اور عورت سینے پر (۱۳) امام کی تکبیروں کی آواز مقتدیوں تک پہنچانے کیلئے بوقت ضرورت مکبر مقرر کرنا (۱۴) قیام میں پاؤں کے دونوں پنجوں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا (طحطاوی) (۱۵) قیام کی حالت میں تھوڑی دیر ایک پاؤں پر زور دینا تھوڑی دیر دوسرے پاؤں پر وزن دینا (۱۶) امام اور منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کو ثناء، اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا اور آہستہ پڑھنا اور مقتدی کیلئے صرف ثناء پڑھنا (۱۷) پہلے ثناء پھر اعوذ باللہ اس کے بعد بسم اللہ پڑھنا اور ان کے درمیان وقفہ نہ کرنا۔ (۱۸) عیدین کی تکبیر تحریمہ کے بعد امام اور مقتدی کو ثناء پڑھنا اور تکبیرات واجبہ کے بعد یعنی پہلی رکعت کی چوتھی تکبیر کے بعد صرف امام کا تعوذ وتسمیہ پڑھنا (۱۹) سورۂ فاتحہ ختم ہونے پر آمین کہنا اور آمین آہستہ کہنا (۲۰) پہلی رکعت کے بعد ہر رکعت کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا (۲۱) رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا (۲۲) رکوع میں کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا (۲۳) رکوع کی حالت میں مرد کا گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑنا اور ہاتھوں کی انگلیوں کو خوب کھلی ہوئی رکھنا (۲۴) رکوع میں عورت کا صرف گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور انگلیوں کو ملی ہوئی رکھنا (۲۵) رکوع میں مرد کا اتنا جھکنا کہ پیٹھ سیدھی ہوجائے (۲۶) عورت کا صرف اتنا جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائے۔ (۲۷) رکوع میں مرد کا

سر کو پیٹھ کے برابر رکھنا نہ بالکل جھکائے نہ اونچا کر کے رکھے۔(۲۸) عورت سر کو پیٹھ سے اونچا رکھے (۲۹) مرد کا رکوع کی حالت میں ٹانگوں کو ٹیڑھی نہ رکھنا بالکل سیدھی رکھنا (۳۰) عورتوں کو رکوع میں ٹانگوں کو ٹیڑھی رکھنا مردوں کی طرح سیدھی نہ رکھنا۔(۳۱) رکوع سے کھڑے ہونے کیلئے امام کا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا اور بلند آواز سے کہنا (۳۲) مقتدیوں کو رکوع سے کھڑے ہونے کیلئے ربنا لک الحمد یا ربنا ولک الحمد کہنا (۳۳) تنہا فرض نماز پڑھنے والے کو سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد دونوں کہنا (۳۴) سمع اللہ لمن حمدہ کی ''ہ'' کو ساکن (جزم) پڑھنا اور ''دَ'' کو کھینچ کر نہ پڑھنا کہ ''دَ'' کے بجائے ''دا'' معلوم ہو (۳۵) ''سمع اللہ'' کی ''سین'' سے سر اٹھانا شروع کرنا اور لمن حمدہ کی ''ہ'' پر سیدھا کھڑا ہونا (۳۶) رکوع سے کھڑے ہو کر ہاتھوں کو نہ باندھنا بلکہ لٹکا ہوا چھوڑ دینا (۳۷) سجدہ میں جاتے ہوئے اور سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا (۳۸) رکوع سے سیدھا کھڑا ہو کر سجدے میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھنا پھر دونوں ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی جبکہ کوئی عذر نہ ہو (۳۹) دونوں سجدوں کے بعد کھڑے ہوتے وقت زمین سے پہلے پیشانی پھر ناک پھر دونوں ہاتھ پھر گھٹنے اٹھانا (۴۰) ہر سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنا (۴۱) سجدے میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا، اور ان کا قبلہ رخ ہونا، جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔(۴۲) سجدہ کی حالت میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں آپس میں ملی ہوئی قبلہ کی طرف ہونا (۴۳) سجدہ میں مرد کا اپنے بازو کو کروٹ سے پیٹ کو ران سے ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو زمین سے جدا رکھنا۔(۴۵) سجدہ میں مرد کا اپنی کلائیاں اور کہنیاں زمین پر نہ بچھانا بلکہ ہتھیلیاں زمین پر رکھ کر کہنیاں اوپر کو اٹھائے رکھنا (۴۶) عورت کا سجدہ میں کلائیاں اور کہنیاں زمین سے لگائے رکھنا (۴۷) دونوں سجدوں کے درمیان مرد کا اس طرح بیٹھنا کہ بایاں (الٹا) قدم بچھا کر یعنی (موڑ کر) اس پر بیٹھے اور دایاں (سیدھا) قدم اس طرح کھڑا رکھے کہ انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں اگر کوئی عذر نہ ہو (۴۸) عورت دونوں پاؤں داہنی (سیدھی) طرف نکال دے اور بائیں (الٹے) سرین کو زمین پر رکھ کر بیٹھے دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھے (۴۹) دوسرے سجدے کے بعد کھڑے ہوتے وقت دونوں پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا (۵۰) قعدۂ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کیلئے اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ کو ٹیک کر نہ اٹھنا، بلکہ گھٹنوں پر رکھ کر اٹھنا (۵۱) مرد و عورت کا دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھنا جس طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھے تھے (۵۲) قعدہ میں دایاں ہاتھ داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اس طرح رکھنا کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے پاس قبلہ رو رہیں نیچے زمین کی طرف نہ جھکی ہوں، اور انگلیوں کو اپنی حالت پر رہنے دینا، نہ کھلی رہیں نہ ملی ہوں (۵۳) سنت غیر مؤکدہ اور نفل نمازوں کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ (قرآن وحدیث سے ثابت شدہ) پڑھنا (۵۴) دعائے ماثورہ کو عربی زبان میں پڑھنا (۵۵) التحیات

میں اشھد ان لا الہ الا اللہ پڑھتے وقت داہنے ہاتھ کی شہادت انگلی نہ اٹھانا بہتر ہے (مکتوبات شریف)، لیکن اگر کسی نے اٹھانی ہے تو وہ اس طرح سے اٹھائے کہ دائیں ہاتھ کی چھنگلیا (چھوٹی انگلی) اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کرنا، اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ کی شکل میں بنا دینا پھر لفظ ''لا'' پر شہادت کی انگلی کو اٹھانا اور لفظ ''الا'' پر گرا دینا، اور ہاتھ کی ہتھیلی کو پہلے کی طرح سیدھی بچھا دینا، نہ کہ مٹھی باندھے ہوئے رکھنا (نور الایضاح) (۵٦) نماز پوری کرنے کے بعد ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہنا (۵۷) سلام دو بار کرنا، پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف۔ (۵۸) امام کا دونوں سلام بلند آواز سے کہنا۔ (۵۹) سلام پھیرنے میں چہرہ اتنا پھیرنا کہ پیچھے سے ایک طرف کا رخسار دِکھ سکے۔ بہار شریعت، شامی

تنبیہ : سلام کے بعد سنت یہ ہے کہ امام کبھی دائیں یا کبھی بائیں طرف گھوم جائے اور مقتدیوں کی طرف بھی منہ کر کے بیٹھ سکتا ہے بشرطیکہ سامنے پہلی صف میں کوئی نماز نہ پڑھ رہا ہو مگر داہنی طرف منہ کر کے بیٹھنا افضل ہے۔ شامی

مسئلہ ۱۱۹: ظہر اور مغرب اور عشاء کے بعد چونکہ سنتیں پڑھنی ہیں اس لئے مختصر دعا مانگ کر سنتیں پڑھیں۔ طویل دعاء نہ مانگیں کہ سنتوں میں تاخیر مکروہ ہے، احناف کے نزدیک ان نمازوں کے بعد صرف یہ دعا پڑھیں (اللّٰھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام ، مجموعہ رسائل صفحہ ۳۴۳) اسی لئے بڑے بڑے وظیفوں کی بھی اجازت نہیں، البتہ فجر اور عصر کے بعد اختیار ہے جس قدر ذکر ،ازکار اور دعاء کرنا چاہے کر سکتا ہے مگر ایسے مقتدی جب امام کے ساتھ دعاء میں شامل ہوں کہ لمبی دعاء سے اکتا جائیں تو امام طویل دعاء نہ کرے۔ (مجموعہ رسائل حصہ ۳)

مسئلہ ۱۲۰: نماز کے مستحبات اور ان کی تفصیلات

جواب: مستحب وہ ہے جس کی ادائیگی پر اجر وثواب ملے گا اور چھوڑنے پر کسی قسم کا عذاب وعتاب نہ ہوگا پھر بھی جہاں تک ہو سکے اس کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ نماز کے حسن وثواب میں اضافہ ہو۔

(۱) نیت کے الفاظ عربی زبان میں ادا کرنا (۲) مرد کا ہاتھ اگر چادر وغیرہ کپڑے میں چھپا ہوا ہو تو تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کو باہر نکالنا۔ عورت کا اپنا ہاتھ چھپائے رکھنا (۳) بغیر مصلیٰ اور چٹائی وغیرہ بچھائے ہوئے کھلی زمین پر نماز پڑھنا (جبکہ جگہ صاف ستھری ہو) (۴) قیام میں سجدہ کی جگہ نظر رکھنا (۵) سورۂ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورہ شروع سے پڑھے تو پہلے بسم اللہ پڑھنا (٦) مقتدی کا امام کے ساتھ نماز شروع کرنا تاخیر نہ کرنا (۷) حالت رکوع میں نظر قدم کی پشت پر رکھنا۔ (۸) سجدہ کرتے وقت ناک کی طرف نظر رکھنا (۹) قعدہ میں گود کی طرف نظر رکھنا (۱۰) پہلے سلام میں دائیں شانہ کی طرف، اور دوسرے سلام میں بائیں شانہ کی طرف نظر رکھنا (۱۱) جماہی آئے تو منہ کو بند رکھنے کی کوشش کرنا اگر نہ

رکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبا دینا۔ اگر پھر بھی نہ رکے تو قیام کی حالت میں داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ بند کر لینا۔ قیام کے علاوہ بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ کو بند کرنا۔ (۱۲) حتی الامکان کھانسی آئے تو اس کو روکنا (۱۳) جب مکبر حی علی الفلاح کہے تب ہی امام اور مقتدی کا کھڑے ہونا (۱۴) اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے تو نماز شروع کرنا مگر بہتر ہے کہ اقامت پوری ہونے پر شروع کرے۔

جماہی روکنے کا مجرب عمل

جماہی روکنے کا مجرب عمل یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ انبیاء کرام کو جماہی نہیں آتی تھی، یہ خیال کرتے ہی جماہی ان شاءاللہ تعالیٰ رک جائے گی۔ (بہار شریعت)

(نماز کے شرائط، فرض، واجبات، سنن اور مستحبات جو یہاں پر بیان ہوئے وہ سب کے سب درمختار، ردالمحتار، عالمگیری، فتاویٰ رضویہ اور بہارِ شریعت وغیرہ مستند کتابوں سے ماخوذ ہیں)

باب مسائل سجدہ سہو

مسئلہ ۱۲۱: سجدہ سہو کی حقیقت بیان کیجئے۔

جواب: یہ باب الگ سے اسلئے قائم کیا جارہا ہے کہ سجدہ سہو کے اہم ترین مسائل سے عوام تو عوام ہمارے بہت سے آئمہ بھی ناواقف ہیں خدارا اپنی نمازوں کی اور مقتدیوں کی نمازوں کی حفاظت کیجئے یہ بہت سخت ذمہ داری ہے۔

اس موضوع پر مفتی مجیب اشرف مدظلہ نے بہت اعلی کام کیا ہے جس کو کچھ تخریج کے ساتھ شامل کیا جارہا ہے آپ فرماتے ہیں سہو کا معنی ہے بھولنا، نماز میں جو باتیں واجب ہیں ان میں سے اگر کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے تو نماز میں کمی زیادتی ہو جاتی ہے: مثلاً فرض کی پہلی دو رکعتوں میں، نفل، سنت اور وتر کی ہر رکعت میں الحمد شریف کا ایک بار پڑھنا واجب ہے۔ اگر بھول کر الحمد چھوٹ جائے تو نماز میں کمی ہوگئی اور دوبارہ پڑھ لیا تو زیادتی ہوگئی جس سے نماز میں نقصان آ گیا اس قسم کے نقصان کو دور کرنے کیلئے شریعت نے سجدۂ سہو (بھول کا سجدہ) کرنے کا حکم دیا ہے۔ سجدۂ سہو کر لینے سے نماز پوری ہو جاتی ہے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہوتی البتہ سجدۂ سہو واجب ہونے کی صورت میں اگر نہ کیا گیا تو نماز دوبارہ پڑھنی واجب ہے۔ ہاں اگر سجدۂ سہو کرنے کیلئے موقع اور محل نہ رہا تو ساقط ہو جائے گا مثلاً فجر کی نماز میں سہو ہوا ابھی پہلا سلام پھیرا تھا کہ سورج نکل آیا تو سجدۂ سہو ساقط ہو گیا، یونہی جمعہ اور عیدین کی نماز میں زیادہ ہجوم کی وجہ سے امام نے سہو کی صورت میں سجدۂ سہو نہیں کیا تو بھی نماز ہو جائیگی لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

خیال رہے: نماز میں اگر کوئی فرض جیسے رکوع و سجدہ، چھوٹ گیا بھول کر ہو یا قصداً (جان بوجھ کر) یا کوئی واجب قصداً چھوڑ دیا تو پھر سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا، نماز لوٹانی ہی پڑے گی۔

سجدۂ سہو واجب ہونے کی صورتیں

مسئلہ ۱۲۲: (۱) نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے مثلاً فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ بھول جائے یا سورہ ملانا بھول جائے۔ (۲) یا کسی واجب کو اس کی جگہ سے مقدم یا مؤخر (آگے یا پیچھے) کر دے مثلاً سورہ پہلے پڑھے اور الحمد اس کے بعد پڑھے۔ (۳) یا کسی واجب کی ادائیگی میں ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تاخیر کر دے مثلاً الحمد پڑھنے کے بعد تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار کھڑا سوچتا رہا کہ کیا پڑھوں؟ (۴) یا کسی واجب کو دوبارا ادا کرے، مثلاً سورۂ فاتحہ کو فرض کی پہلی دو رکعتوں میں دو دو بار پڑھے یا صرف پہلی میں دو بار پڑھے۔ (۵) یا کسی واجب کو

بدل دے مثلاً امام جہری نماز میں آہستہ اور سری میں بلند آواز سے قرأت کرے (۶) یا نماز کے فرضوں میں سے کسی فرض کو اس کی جگہ سے ہٹا کر بعد میں ادا کرے مثلاً پہلے سجدہ بعد میں رکوع کرے (۷) یا کسی فرض کو مکرر ادا کرے یعنی جس فرض کو ایک رکعت میں ایک ہی بار ادا کرنا ہے اس کو دوبار ادا کرے جیسے رکوع دوبار ادا کرے یا جس فرض کو دو مرتبہ ادا کرنا ہے اس کو دو سے زیادہ بار ادا کرے مثلاً ایک رکعت میں دو سجدے کے بجائے تین یا چار سجدے کرے۔ ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

سجدۂ سہو کے تین طریقے

سجدۂ سہو کسی کمی کی وجہ سے واجب ہوا ہو یا کسی زیادتی کی وجہ سے اس کو ادا کرنے کیلئے حنفی مسلک میں تین طریقے ہیں، پہلا طریقہ یہ کہ آخری قعدہ میں پوری التحیات پڑھنے کے بعد داہنی (سیدھی) طرف سلام پھیرے، اس کے بعد دو سجدے کرے اور دونوں سجدوں میں حسبِ دستور ''سبحان ربی الاعلیٰ'' پڑھے، پھر سجدے سے سر اٹھا کر قعدہ میں بیٹھے اور دوبارہ التحیات، درود شریف اور دعاء ماثورہ پڑھ کر نماز سے نکلنے کیلئے دونوں طرف سلام پھیرے۔

مسئلہ ۱۲۳: سجدہ سہو کے وقت التحیات کے بعد اگر سلام نہیں پھیرا اور سجدۂ سہو کر لیا تو بھی جائز ہے مگر ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔

مسئلہ ۱۲۴: اگر بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا اور فوراً یاد آ گیا کہ سجدۂ سہو کرنا ہے تو اسی وقت سجدہ سہو کرے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے، نماز ہو گئی، بشرطیکہ کوئی ایسی چیز جو نماز کے منافی ہو نہ پائی گئی ہو، مگر قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یاد تھا کہ سجدۂ سہو کرنا ہے تو اس صورت میں نماز لوٹانی پڑے گی، سجدہ سہو سے کام نہ چلے گا۔

مسئلہ ۱۲۵: اگر منہ سامنے کئے ہوئے سلام کے الفاظ کہے چہرہ پھیرا نہیں اور سجدۂ سہو کر لیا تو بھی نماز ہو گئی لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ امام فخر الاسلام علیہ الرحمہ نے اسی کو اختیار فرمایا ہے۔

حدیث: سیدنا عمران ابن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہو کے سجدے سلام کے بعد کئے اس حدیث کو حضرت عمران کے علاوہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا مغیرہ بن شعبہ اور سیدنا سعد بن وقاص رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سہو کیلئے سلام کے بعد دو سجدے ہیں۔

حدیث: سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا جس کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار؟ تو وہ صواب کو اختیار کرے (یعنی اگر تین پڑھنے پر دل جمتا ہے تو ایک اور پڑھ لے اور چار پر جمتا ہے تو قعدہ میں بیٹھ جائے) اور دو سجدے (سہو کے) سلام کے بعد کرے۔

حدیث: سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا جو مقتدی امام کے پیچھے ہیں ان کے سہو کا اعتبار نہیں۔ اگر امام کو سہو ہوا تو سجدۂ سہو امام اور مقتدی دونوں پر ہے۔

قیام: یعنی کھڑا ہونا، پنج وقتہ فرض، جمعہ، وتر اور عیدین کی نمازوں میں اور فجر کی سنت میں قیام فرض ہے (یعنی کھڑے ہو کر پڑھنا) بلا عذر صحیح یہ نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئیں تو درست نہیں ہو گی دوبارہ کھڑے ہو کر پڑھنا فرض ہے۔

مسئلہ ۱۲۶: اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (شامی)

مسئلہ ۱۲۷: کھڑے ہونے سے تھوڑی تکلیف ہوتی ہے تو عذر نہیں ہے بلکہ قیام اس وقت ساقط (معاف) ہو گا اور نماز بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہو گی جبکہ بالکل کھڑا نہ ہو سکے، یا کھڑا تو ہو سکتا ہے مگر کھڑا ہو کر پھر سجدہ نہیں کر سکتا، یا کوئی ایسا زخم ہے کہ کھڑے ہونے سے یا سجدہ کرنے سے بہنے لگتا ہے پیشاب کے قطروں کی شکایت ہے کہ کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا کوئی ایسا مرض ہے جیسے سانس پھولنا، ہانپ آنا کہ اس کی وجہ سے بالکل قرأت کرنے سے مجبور ہو جاتا ہے یا ایسا مرض ہے کہ کھڑے ہونے سے وہ مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا یا کھڑے ہونے میں ناقابلِ برداشت تکلیف ہو گی تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۸: اگر اتنی طاقت ہے کہ کھڑا ہو کر صرف تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہہ سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہے پھر بیٹھ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹: حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب قبلہ مصنف بہارِ شریعت علیہ الرحمۃ بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں کہ آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ ذرا بخار آیا، یا تھوڑی سی تکلیف ہوئی، بیٹھ کر نماز شروع کر دی، حالانکہ وہی لوگ اسی حالت میں دس پندرہ منٹ آدھا گھنٹہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہتے ہیں ان کو چاہیے کہ ان مسائل کو خیال میں رکھیں جتنی نمازیں کھڑے ہونے کی طاقت کے باوجود بیٹھ کر پڑھی ہیں۔ ان کا لوٹانا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

قیام کس طرح ہو؟

بندہ جب نماز کے تمام شرائط وآداب کی رعایت کرتے ہوئے اللہ رب العزۃ جل مجدہ کی بارگاہ عظمت و جلال میں سجدہ گزاری کیلئے جذبۂ خلوص کے ساتھ حاضر ہوتو بصد عجز و نیاز باادب اس طرح کھڑا ہو کہ دونوں پاؤں کے پنجوں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہو۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں۔ یہی ادب یہی سنت ہے اور یہی ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے نظر سجدہ گاہ پر ہو، سر نہ اٹھا ہوا ہو نہ ہی بالکل جھکا ہوا ہو، اور منہ قبلہ کی جانب ہو، پورے ادب اور وقار کے ساتھ کھڑا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُومُوا لِلّٰہِ قَانِتِین۔ اللہ کے حضور ادب کے ساتھ کھڑے ہوں، اب اس کے بعد نماز کی نیت کرے۔

نیت کے مسائل

مسئلہ ۱۳۰: نیت نماز کیلئے شرط ہے، بلا نیت پڑھی تو نماز نہ ہوگی، نیت اصل میں دل کے پختہ ارادے کا نام ہے۔ لہٰذا جو نماز پڑھنی ہو، پہلے اس کا دل میں اس طرح پختہ ارادہ کرے اگر پوچھ لیا جائے کہ کون سی نماز پڑھنا چاہتے ہو تو فوراً بلا تامل بتا سکے کہ فلاں وقت کی فلاں نماز پڑھنے کا ارادہ ہے اگر حالت ایسی نہیں بلکہ سوچ کر بتانا پڑے تو یہ نیت کافی نہیں۔

مسئلہ ۱۳۱: فرض نمازوں میں فرضِ وقت اور اس خاص نماز کی نیت ضروری ہے جو پڑھنا چاہتا ہے۔ مثلاً یوں نیت کرے کہ میں نے آج کے ظہر یا عصر کے فرض کی نیت کی، اور اگر کسی امام کی اقتداء میں پڑھ رہا ہو تو مقتدی کو امام کی اقتداء کی نیت بھی ضروری ہے۔ یعنی یوں نیت کرے کہ میں نے نیت کی فلاں نماز کی اس امام کے پیچھے یا اقتداء میں۔

مسئلہ ۱۳۱: نفل، سنت اور تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ تراویح میں تراویح کی اور سنتوں میں سنت کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۳۲: نیت میں رکعت کی تعداد کا تعین ضروری نہیں، افضل ہے، مثلاً یوں نیت کی کہ میں نے آج کے ظہر کے فرض کی نیت کی یا یوں نیت کی کہ میں نے آج ظہر کے چار رکعت فرض کی نیت کی۔ دونوں درست ہیں، مگر رکعت کی تعداد کے ساتھ نیت کرنی افضل ہے۔

مسئلہ ۱۳۳: نیت میں زبان سے الفاظ کہنا ضروری نہیں، اگر کہہ لیا تو بہتر ہے، علماء کرام نے اس کو مستحب بتایا ہے، اگر بلا نیت نماز شروع کر دی پھر خیال آیا کہ نیت نہیں کی ہے تو دوبارہ نیت کر کے پھر تکبیر تحریمہ کہے، ورنہ نماز ہی نہ ہوگی۔

تکبیر تحریمہ کے مسائل

مسئلہ ۱۳۴: تکبیر تحریمہ نماز کیلئے شرط ہے، تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا واجب ہے اس کے علاوہ ایسے الفاظ جو اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کیلئے خاص ہیں اگر ان سے تحریمہ باندھی تو بھی نماز شروع ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً اللہ اکبر کی بجائے، الرحمن اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ، تبارک اللہ یا صرف، اللہ، یا اللّٰھم کہا۔ مگر اس سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا کیونکہ یہ واجب چھوٹنے کی کراہت نماز کے خارج سے ہے۔

مسئلہ ۱۳۵: جن نمازوں میں قیام فرض ہے ان نمازوں میں تکبیر تحریمہ بھی کھڑے ہو کر کہنا فرض ہے، اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہو گیا تو اس کی نماز شروع ہی نہیں ہوئی۔

مسئلہ ۱۳۶: نفل نماز میں قیام فرض نہیں اس لئے اس میں تکبیر تحریمہ بیٹھ کر کہنا جائز ہے۔

مریض بھی تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے

مسئلہ ۱۳۷: ایسا مریض جو سجدہ تو کر سکتا ہے مگر پوری نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا لیکن تکبیر تحریمہ کیلئے کھڑا ہو سکتا ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے، پھر بیٹھ کر نماز پوری کرے بغیر ایسی تکلیف کے جو ناقابل برداشت ہو قیام کا ترک کرنا جائز نہیں، اگر قیام ترک کر دیا تو نماز ہو گی ہی نہیں۔

تکبیر تحریمہ امام سے پہلے کہہ دیا

مسئلہ ۱۳۸: امام کی تکبیر تحریمہ اللہ اکبر سے پہلے مقتدی نے اللہ اکبر کہہ دیا، یا امام نے لفظ اللہ ختم نہیں کیا تھا کہ مقتدی نے اللہ کہہ دیا تو ان دونوں صورتوں میں مقتدی کی نماز شروع ہی نہ ہوئی اس کو چاہیے کہ پھر سے اللہ اکبر کہے اور امام کے ساتھ شامل ہو۔ شامی

جلدی میں تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے امام کے ساتھ ملا

مسئلہ ۱۳۹: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نمازی مسجد میں آیا اور اس وقت امام رکوع میں چلا گیا ہے تو مقتدی جلد بازی میں اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جاتا ہے اور اللہ اکبر کی آواز رکوع میں جا کر ختم ہوتی ہے اس طرح امام کے ساتھ نماز میں شرکت نہ ہوئی کیونکہ تحریمہ سے فارغ ہونے تک قیام فرض ہے یعنی سیدھا کھڑے ہونے کی حالت میں اللہ اکبر کی آواز ختم ہونی چاہیے اس کے بعد رکوع میں

جانا چاہیے ورنہ نماز ہی نہ ہوگی ۔(فتاوی رضویہ)

تکبیر میں اللہ اکبار یا اللہ آکبر کہا

مسئلہ ۱۴۰: بعض لوگ تکبیر خواہ تحریمہ کی ہو یا رکوع وسجود کی اس میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اللہ اکبر کہنے کی بجائے لفظ اللہ کے الف پر کھڑا زبر یا مد کرتے ہیں یا اللہ اکبار، ب اور ر کے درمیان الف بڑھا دیتے ہیں ایسا کرنا غلط ہے اس سے نماز ہی نہ ہوگی اگر تکبیر تحریمہ اس طرح کہی تو سرے سے نماز شروع نہ ہوئی اور اگر ان الفاظ کے خراب معنی سمجھ کر قصداً کہا تو کافر ہو جائے گا۔

تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کا طریقہ

مسئلہ ۱۴۱: تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہنے سے پہلے، دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دونوں کانوں تک اس طرح لے جائیں کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی لو سے چھو جائیں اور انگلیوں کو اپنی حالت پر رہنے دیں، نہ ان کو ملائیں اور نہ خوب کھلی ہوئی رکھیں، اور دونوں ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں، اس کے بعد نیت کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لائیں اور ناف کے نیچے باندھ لیں، یہ خیال رکھیں کہ جب اللہ اکبر کا پہلا حرف الف زبان سے نکالیں تو ہاتھوں کو نیچے لانا شروع کر دیں اور اکبر کی را پر ہاتھوں کو باندھ لیں، ایسا نہ ہو کہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے ہوئے اللہ اکبر کہیں پھر باندھیں۔ نہ ایسا ہو کہ ہاتھوں کو باندھ کر پھر اللہ اکبر کہیں، ایسا کرنا سنت کے خلاف ہے۔

قاعدہ فتاوی شامی جلد ۲ فصل فی القراۃ، میں ہے کہ نماز میں کسی واجب کا ترک مکروہ تحریمی ہے جبکہ کسی بھی سنت کا ترک مکروہ تنزیہی ہے۔(نماز میں اگر مکروہ تحریمی کام ہو جائے تو نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے اگر مکروہ تنزیہی کام ہو جائے تو نماز کو دوبارہ پڑھنا نوافل سے بہتر ہے)

مسئلہ ۱۴۲: اگر ایک نماز میں چند واجب بھول کر چھوٹ گئے تو سب کیلئے وہی دو سجدے سہو کے کافی ہیں سب کیلئے الگ سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ شامی

مسئلہ ۱۴۳: جس طرح فرض میں واجب چھوٹ جانے سے سجدہ سہو واجب ہے اسی طرح نفل نماز میں بھی واجب ترک ہو جانے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔

تکبیر تحریمہ کے بعد شک ہوا

مسئلہ ۱۴۴: کسی نے نماز شروع کی اور شک ہوا کہ تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہا ہے یا نہیں پھر یاد آیا کہ کہہ لیا ہے اور سوچنے میں ایک رکن (تین بار سبحان اللہ کہنے) کی مقدار تاخیر ہو گئی تو اس پر سجدۂ سہو

واجب ہے ورنہ نہیں ۔ (مسائل سجدہ سہو)

قرأت شروع کردی پھر تکبیر تحریمہ میں شک ہوا

مسئلہ ۱۴۵: کسی نے تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کی اور قرأت بھی کر لی پھر شک ہوا کہ تکبیر تحریمہ کہی ہے یا نہیں اس لئے دوبارہ تکبیر کہی اور قرأت کا اعادہ کیا پھر خیال آیا کہ تکبیر تحریمہ شروع میں کہہ لی تھی تو اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو واجب ہے تکرار کی وجہ سے ۔ (شامی)

تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ نہیں باندھا چھوڑ دیا

مسئلہ ۱۴۶: اگر کسی نے تکبیر تحریمہ کہہ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی بجائے چھوڑ دیا پھر بعد میں یاد آیا اور ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لیا تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہے کیونکہ ہاتھ باندھنا سنت ہے یہاں صرف سنت میں تاخیر ہوئی ہے ۔

مسئلہ ۱۴۷: تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا بھول گیا اور کانوں تک ہاتھ اٹھائے بغیر ہاتھوں کو باندھ لیا۔ تو اس پر سجدۂ سہو نہیں اس شرط پر کہ اس نے زبان سے لفظ، اللہ اکبر، ادا کیا ہو، کیونکہ کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے سنت چھوٹنے پر سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

ثناء تعوذ اور تسمیہ میں بھول

مسئلہ ۱۴۸: ثناء یعنی سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ آخر تک تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ تسمیہ یعنی بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم کو تکبیر تحریر کے بعد ہاتھ باندھ کر آہستہ پڑھنا سنت ہے جبکہ امام ہو یا تنہا نماز پڑھ رہا ہو، اور اگر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو صرف ثناء پڑھ کر خاموش ہو جائے اعوذ باللہ اور بسم اللہ نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۹: ثناء تعوذ اور تسمیہ میں سے کوئی ایک یا سب بھول کر چھوٹ جائے تو نہ سجدۂ سہو ہے نہ نماز میں کراہت آئے گی، البتہ جان بوجھ کر چھوڑنا مکروہ تنزیہی ہے، نماز ہو جائے گی مگر مکروہ تنزیہی نماز کو دوبارہ پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۵۰: ثناء تعوذ اور تسمیہ ترتیب سے پڑھنا سنت ہے یعنی پہلے سبحانک اللھم پھر اعوذ باللہ اس کے بعد بسم اللہ پڑھنا چاہیے مگر کسی نے خلاف ترتیب پڑھا تو سجدۂ سہو نہیں مگر قصداً ایسا کرنا برا ہے۔

فائدہ جلیلہ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۵۳ پر

فرماتے ہیں کہ ہر رکعت میں الحمد شریف سے پہلے اور سورہ ملانے کے وقت شروع سورہ پر بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا مستحب اور مستحسن ہے۔ خواہ سری نماز ہو یا جہری، سب ائمہ کرام اس کو اچھا اور بہتر جانتے ہیں۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں، اختلاف صرف سنت ہونے میں ہے کہ ابتداء سورۂ فاتحہ پر جس طرح بسم اللہ شریف پڑھنا سنت ہے اسی طرح فاتحہ کے بعد اگر کوئی سورۃ شروع سے پڑھنی ہے تو ابتداء سورۃ پر بھی بسم اللہ سنت ہے یا مستحب،، سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ساری نمازوں میں سنت ہے۔ محیط، مضمرات، عنایہ، اور متصفیٰ وغیرہا میں اسی کی تصریح فرمائی اور مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف اس کے سنت ہونے کی نفی فرمائی ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے بہرحال اس کی خوبی وحسن پر ہمارے سب ائمہ کا اتفاق ہے۔

قرأت میں بھول پر سجدۂ سہو

مسئلہ ۱۵۱: نماز میں جو قرأت واجب ہے اس کے دو حصے ہیں ایک حصہ پوری سورۂ فاتحہ کا پڑھنا یعنی الحمد سے ولا الضالین تک ایک ایک لفظ کا پڑھنا واجب ہے، دوسرا حصہ سورہ کا پڑھنا ہے، یعنی سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۂ ملانا، یعنی کسی سورہ میں سے اتنا پڑھنا کہ تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو جائے۔ فقہائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تین چھوٹی آیتوں کی مقدار ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ سے متعین فرمائی ہے۔

ان تینوں آیتوں میں کل ستائیس حروف ہیں، اور اگر تینوں ''ثم'' کی میم جو مشدد ہے اس کو دو حرف مانیں تو کل تیس حروف ہوئے جیسا کہ علامہ شامی جلد ۲ میں فرمایا ہے۔ اے مثل ثم نظر...... الخ۔ وھی ثلاثون حرفا فلو قرا آیۃ طویلہ قدر ثلاثین حرفاً یکون قدانی ثقید رثلاث آیات یعنی ثم نظر۔ اخیر تک یہ کل تیس حروف ہیں، تو اگر کسی نے ایک آیت اتنی لمبی جو تیس حروف کے برابر ہے پڑھ لی تو یہ مان لیا جائے گا کہ اس نے تین آیتوں کی مقدار پڑھ لیا۔ لہٰذا الحمد شریف کے بعد کسی سورہ میں سے اتنا پڑھ لیا جو ستائیس یا تیس حروف پر مشتمل ہے تو واجب ادا ہو گیا اس کی نماز ادا ہو جائیگی۔

مسئلہ ۱۵۲: سورۂ فاتحہ یا سورۂ کا ملانا فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں یونہی نفل، سنت اور واجب نمازوں کی ہر رکعت میں واجب ہے اور مطلقاً قرأت فرض ہے۔ امام اور تنہا نماز پڑھنے والے

(منفرد) پر قرأت کرنا واجب بھی ہے اور کچھ فرض ہے۔ امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے والوں پر قرأۃ نہیں ہے کیوں کہ امام کی قرأت مقتدی کیلئے کافی ہے۔ شامی

سورۂ فاتحہ۔ یا اس کا کوئی لفظ بھول گیا

مسئلہ ۱۵۴: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں واجب، نفل، سنت اور تراویح کی کسی رکعت میں پوری الحمد شریف یا اس کی ایک آیت یا ایک لفظ بھی پڑھنے سے رہ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ شامی

فرض کی پچھلی رکعتوں میں الحمد پڑھنا بھول گیا

مسئلہ ۱۵۵: فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد پڑھنا بھول گیا تو سجدۂ سہو نہیں۔ (عالمگیری، ص ۶۵ ج ۱)

ا۔ نماز میں سورۂ فاتحہ واجب ہے لیکن فقہا اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا پوری سورۂ فاتحہ پڑھنے سے واجب ادا ہوگا یا اکثر پڑھ لے تو بھی ادا ہو جائے گا۔ عالمگیری ج اول میں ص ۶۵ پر ہے وان قرا اکثر الفاتحہ ونسی الباقی لاسھو علیہ وان بقی الاکثر کان علیہ سجدۃ السھو، یعنی نمازی نے سورۂ فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا اور باقی بھول گیا تو اس پر سجدۂ سہو نہیں اور اگر اکثر حصہ رہ گیا تو سجدۂ سہو ہے، اور درمختار شرح تنویر الابصار پر حاشیہ شامی جلد اول ص ۲۶ پر ہے۔ فیسجد للھو بترک اکثر ھالا اقلھا لکن فی المجتبیٰ بسجد بترک آیۃ منھا وھو اولیٰ قلت علیہ فکل آیۃ واجبۃ یعنی سورۂ فاتحہ کا اکثر حصہ چھوٹ جانے پر سجدۂ سہو ہے کم پر نہیں لیکن کتاب مجتبیٰ میں ہے کہ سورۂ فاتحہ کی ایک آیت بھی چھوٹ گئی تو سجدۂ سہو واجب ہے اور یہی اولیٰ ہے میں کہوں گا کہ اس قول کی بنا پر سورۃ فاتحہ کی ہر آیت پڑھنا واجب ہے۔ درمختار کی مذکورہ عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان مافی المجتبیٰ مبنی علی قول الامام بانھا بتمامھا واجبۃ وذکرال آیۃ تمثیلا لاتقیدا، اذبترک منھا آیۃ اواقل ولو حرفا فلا یکون آتیا بکلھا الذی ھوالواجب، یعنی جو کچھ صاحب مجتبیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر آیت کا پڑھنا واجب ہے اس کا مدار سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر ہے ان کے نزدیک نماز میں پوری سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور صاحب مجتبیٰ کا یہ فرمانا کہ ہر آیت کا پڑھنا واجب ہے۔ محض تمثیل کے طور پر ہے قید کیلئے نہیں ہے۔ لہٰذا فاتحہ کی ایک آیت یا کم اگرچہ ایک لفظ ہو پڑھنے سے رہ گیا تو واجب ادا نہیں ہوا، کیونکہ پوری سورۂ کا پڑھنا واجب ہے۔ معلوم ہوا کہ فاتحہ کا ایک لفظ بھی چھوٹ جائے تو سجدۂ سہوا واجب ہے۔ اسی کو حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ نے بہارِ شریعت میں اختیار فرمایا ہے فرماتے ہیں الحمد کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے (درمختار) اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔

الحمد دوبار پڑھی

مسئلہ ۱۵۶: سورہ ملانے سے پہلے الحمد کو دوبار پڑھا، یا آدھی سے زیادہ پڑھ کر پھر اگر سہوا شروع سے دوبارہ پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری ص ۶۵، ج ۱) اور اگر یاد ہوتے ہوئے پڑھا تو یہ مکروہ تحریمی ہے نماز واجب الاعادہ ہوگی، کیونکہ کوئی بھی واجب جب قصدا چھوڑا جاتا ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے (فتاوی رضویہ جلد ٦)

مسئلہ ۱۵۷: الحمد کے بعد سورۂ پڑھی اس کے بعد دوبارہ الحمد پڑھی تو اس صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری باب سجدہ سہو ج ۱)

مسئلہ ۱۵۸: فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد دوبار پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری، ص ۶۵ ج ۱ بہار شریعت، ص ۵۰، ج ۳)

مسئلہ ۱۵۹: نفل، سنت اور وتر کی کسی رکعت میں خواہ پہلے والی ہو یا بعد والی سورۂ ملانے سے پہلے سورۃ فاتحہ کو اگر دوبار پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری، ص ۶۵، ج ۱)

پہلے سورۃ بعد میں الحمد پڑھا

مسئلہ ۱۶۰: کسی نے الحمد سے پہلے سورہ پڑھی پھر اس کے بعد الحمد پڑھی تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری ص ۶۵، ج ۱ بہار شریعت ص، ۵۰، ج ۳)

الحمد بھول گیا سورۂ شروع کردی

مسئلہ ۱۶۱: فرض کی پہلی یا دوسری رکت میں، نفل، سنت اور وتر کی کسی رکعت میں الحمد پڑھنا بھول گیا اور سورۂ شروع کردی اور ایک چھوٹی آیات کی مقدار پڑھ لیا اب یاد آیا تو اس کو چھوڑ دے اور الحمد پڑھ کر سورۂ ملائے سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں نماز ہوگئی۔ (عالمگیری ص ۶۵، ج ۱)

مسئلہ ۱۶۲: اگر پوری سورۂ پڑھ لینے کے بعد یاد آیا، یا رکوع میں یا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یاد آیا کہ الحمد پڑھنا بھول گیا ہے تو الحمد پڑھے پھر دوبارہ رکوع کرے اور بعد میں سجدۂ سہو کرے۔ (عالمگیری ص ۶۵، ج ۱)

اگر دوبارہ رکوع نہیں کیا تو نماز فاسد ہو جائیگی نماز دوبارہ پڑھنی ضروری ہے کیونکہ پہلے والا رکوع ختم ہو گیا تھا اب دوبارہ رکوع کرنا فرض تھا۔ (فتاوی رضویہ ۳۳۰)

الحمد کے بعد سوچتا رہا کہ کیا پڑھوں؟

مسئلہ ۱۶۳: الحمد کے بعد اتنی دیر تک سوچتا رہا کہ کیا پڑھوں جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ لیتا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۱۷۷، ج ۸)

الحمد بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں اس کی قضا نہیں

مسئلہ ۱۶۴: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد پڑھنا بھول گیا نہ رکوع میں نہ رکوع سے اٹھنے کے بعد قومہ میں یاد آیا بلکہ سجدہ میں یا سجدہ کرنے کے بعد کسی وقت یاد آیا تو اب سجدۂ سہو کرے اور پچھلی رکعتوں میں اس کی قضا نہیں۔ (بہار شریعت، ص ۵۳ ج ۳) مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے تیسری، چوتھی رکعت میں فاتحہ دو مرتبہ پڑھے بلکہ معمول کے مطابق ایک ہی مرتبہ پڑھے گا۔

الحمد کے بعد آمین اور بسم اللہ کیلئے خاموش رہا

مسئلہ ۱۶۵: الحمد پڑھنے کے بعد اگر امام نے سانس لی آمین کہی اور سورہ شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھا تو اتنی دیر میں ایک رکن تین بار سبحان اللہ کہہ لینے کے برابر دیر ہو جائیں گی، مگر اس میں حرج نہیں بلکہ یہ سب باتیں سنت کے مطابق ہیں اس لیے اس سے سجدۂ سہو نہیں، البتہ ان کے علاوہ اتنی دیر تک خاموش رہا تو سجدۂ سہو واجب ہے، اگر کسی پر سجدۂ سہو واجب ہو اور وہ سجدۂ سہو نہ کرے تو نماز لوٹانی پڑے گی۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۶۵۸ ج ۱)

قیام میں الحمد سے پہلے یا بعد التحیات پڑھا

مسئلہ ۱۶۶: فرض کی پہلی یا دوسری رکعت میں الحمد پڑھنے کے بعد التحیات پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہے اور الحمد سے پہلے پڑھی تو نہیں۔ (عالمگیری ص ۲۶ ج ۱)

مسئلہ ۱۶۷: فرض نماز کی پچھلی رکعتوں کے قیام میں التحیات پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ (عالمگیری ص ۲۶، ص ۱)

مسئلہ ۱۶۸: نفل، سنت اور وتر کی کسی رکعت میں الحمد کے بعد التحیات پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہے خواہ پوری یا آدھی یا صرف التحیات للہ تک پڑھے بہر صورت سجدۂ سہو واجب ہے۔ (مسائل سجدہ سہو)

آمین بھول گیا یا بلند آواز سے کہا

مسئلہ ۱۶۹: الحمد کے بعد امام، مقتدی اور منفرد کو ہر نماز میں آہستہ آمین کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص آمین کہنا بھول گیا یا بلند آواز سے کہہ دیا تو اس پر سجدۂ سہو نہیں نماز ہوگئی۔ (شامی ص ۶۶۵ ج ۱)

دوسرے کے ولا الضالین یا دعا پر آمین کہہ دی

مسئلہ ۱۷۰: نمازی نے امام کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے ولا الضالین سن کر آمین کہہ دی تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔

مسئلہ ۱۷۱: کسی نے نماز سے باہر دعا مانگی، نمازی نے اس پر آمین کہہ دی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی نماز لوٹائے، سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا۔ (مسائل سجدہ سہو ۶۰)

آمین کے بعد ہاتھ چھوڑ کر پھر باندھ لینا

مسئلہ ۱۷۲: جس رکعت میں سورہ ملانا تھا کسی نے الحمد کے بعد آمین کہی اور رکوع میں جانے کے ارادے سے بھول کر ہاتھ چھوڑ دیئے فوراً یاد آیا کہ سورہ ملانا ہے تو ہاتھ باندھ لے اور سورۂ ملا کر رکوع کرے سجدۂ سہو واجب نہیں ہے کیونکہ ہاتھ باندھنا واجب نہیں سنت ہے، اتنا کام تاخیر کے حکم میں بھی نہیں آتا۔

سورۂ ملانا بھول گیا یا ایک دو چھوٹی آیتیں پڑھ کر رکوع کیا

مسئلہ ۱۷۳: فرض نماز کی پہلی یا دوسری رکعت میں اور نفل، سنت اور وتر کی کسی رکعت میں الحمد پڑھنے کے بعد سورہ ملانا بھول گیا یا صرف ایک یا دو چھوٹی آیت کے برابر پڑھ کر رکوع میں گیا پھر یاد آیا تو کھڑا ہو جائے اور کم از کم تین چھوٹی آیتوں کی مقدار یا زیادہ پڑھ کر پھر رکوع کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی اگر قرأت کے بعد دوبارہ رکوع نہیں کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی سجدۂ سہو سے کام نہ چلے گا۔ (درمختار ص ۷۴۲ عالمگیری ج ۱ ص ۶۶ فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۳۸)

سورۂ ملانا بھول گیا سجدہ میں یا سجدہ کے بعد یاد آیا

مسئلہ ۱۷۴: چار رکعت والی فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سے کسی میں سورۃ ملانا بھول گیا اور اسی رکعت کے سجدہ میں یا سجدہ کرنے کے بعد یاد آیا تو بعد والی رکعتوں میں اس کی قضاء کرے یعنی

بعد کی رکعتوں میں الحمد کے بعد سورہ ملانا واجب ہے اگر ایک میں بھولا ہے تو تیسری یا چوتھی میں پڑھے اگر دونوں میں بھولا ہے تو اگلی دونوں میں پڑھے اگر نماز مغرب ہے تو تیسری میں پڑھے اور ایک رکعت کی قرأت جاتی رہی۔ ان تمام صورتوں میں فاتحہ کے ساتھ سورہ پڑھے گا۔ اگر جہری نماز ہے تو فاتحہ اور سورہ دونوں بلند آواز سے پڑھے گا ورنہ آہستہ اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے اگر بعد والی رکعتوں میں جان بوجھ کر سورہ نہ ملائی تو نماز دوبارہ پڑھے۔ (شامی ص ۶۶۵ ج۱، بہار شریعت ج ۳)

الحمد کے بعد جس سورۃ کا ارادہ تھا اس کے علاوہ پڑھی

مسئلہ ۱۷۵: الحمد کے بعد اگر کسی سورہ کے پڑھنے کا ارادہ کیا تھا مگر اس کے بجائے دوسری سورہ پڑھ ڈالی تو اس پر سجدۂ سہو نہیں۔ (عالمگیری ص ۶۵، ج۱)

فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورہ ملائی یا التحیات پڑھ دی

مسئلہ ۱۷۶: اگر کسی نے فرض نماز کی پچھلی رکعتوں میں الحمد کے بعد سورہ ملائی خواہ بھول کر یا قصداً دونوں صورتوں میں اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں مگر امام کو ایسا کرنا نہ چاہیے۔ (عالمگیری ج۱ ص ۶۵ بہار شریعت ج۱)

مسئلہ ۱۷۷: اگر فرض کی پچھلی رکعتوں میں کسی نے قیام کی حالت میں التحیات پڑھ دی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری)

خلاف ترتیب سورتیں پڑھیں

مسئلہ ۱۷۸: قصداً قرآن شریف الٹا پڑھنا نماز کے اندر ہو یا نماز کے باہر دونوں مکروہ تحریمی اور گناہ ہے اس کیلئے سخت وعیدیں آئی ہیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو قرآن ترتیب کے خلاف الٹا پڑھے تو کیا وہ خوف نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا دل ہی الٹ دے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) فتاوی رضویہ جلد ۶ ص ۲۳۹۔ البتہ بچوں کی تعلیم کی غرض سے خلاف ترتیب جو پڑھایا جاتا ہے اس کی فقہاء کرام نے اجازت دی ہے۔

مسئلہ ۱۷۹: کسی نے پہلی رکعت میں اذا جاء نصر اللہ اور دوسری میں قل یا ایھا الکفرون پڑھا، اگر بھول کر ایسا ہوا تو نہ اس پر گناہ ہے نہ سجدۂ سہو اور اگر قصداً ایسا کیا تو اس پر گناہگار ہوگا سجدۂ سہو نہیں ہوگا۔ (شامی ج۱ ص ۲۶۴ بہار شریعت ج۱، ص ۵۴۹) نماز ہوگئی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن شریف ترتیب کے ساتھ پڑھنا تلاوت کے واجبات سے ہے نہ کہ نماز کے

واجبات میں سے ہے اس لئے ترتیب کے خلاف پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۸۰: امام نے سورتیں بے ترتیبی سے بھول کر پڑھیں تو کچھ حرج نہیں، یاد سے پڑھیں تو گناہ گا ہوگا مگر نماز میں کچھ خلل نہیں آئے گا۔ (فتاوی رضویہ، ج۶، ص ۲۳۹)

خلاف ترتیب سورہ شروع کر کے پھر ترتیب سے پڑھی

مسئلہ ۱۸۱: کسی نے بھول کر دوسری رکعت میں خلاف ترتیب سورہ شروع کر دی مثلاً پہلی رکعت میں اذا جآء پڑھی اور دوسری میں قل یایھا الکفرون شروع کر دی پھر یاد آیا تو اس کو چھوڑ کر ترتیب کے موافق تبت یدا پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں نماز ہوگئی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے بلکہ جو سورۂ از خود بے اختیار زبان پر جاری ہو جائے اسی کو پڑھے اس کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ (شامی)

دوسری رکعت میں پہلی سے طویل قرأت کی

مسئلہ ۱۸۲: دونوں رکعتوں میں قرآن کی تلاوت برابر ہونا چاہیے یا پھر دوسری رکعت میں پہلی کی بہ نسبت کچھ کم ہو، دوسری رکعت میں اتنی لمبی قرأت کرنی کہ دونوں میں نمایاں فرق محسوس ہونے لگے تو ایسا کرنا مکروہ ہے مگر اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (درمختار، شامی، بہارِ شریعت)

ایک چھوٹی سورۃ درمیان سے چھوڑ کر پڑھی

مسئلہ ۱۸۳: پہلی رکعت میں کوئی سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت میں ایک چھوٹی سورہ درمیان سے چھوڑ کر پڑھی تو یہ مکروہ ہے۔ اگر وہ درمیان والی سورۃ بڑی ہے کہ اگر اس کو پڑھتا ہے تو دوسری رکعت کی قرأت پہلی سے طویل ہو جائے گی تو اس صورت میں حرج نہیں۔ والتین کے بعد انا انزلنا پڑھنے میں حرج نہیں اور اذا جاء کے بعد قل ھو اللہ درمیان سے تبت یدا چھوڑ کر نہ پڑھنا چاہیے۔ (شامی ج ۲ ص ۴۲۴، بہار شریعت،)

مسئلہ ۱۸۴: فرض کی پہلی رکعت میں ایک سورہ کی چند آیتیں ایک جگہ سے پڑھیں اور دوسری رکعت میں اسی سورۃ کی چند آیتیں پڑھیں تو حرج نہیں۔ (شامی ص ۴۶۵ ج ۱، بہار شریعت)

مسئلہ ۱۸۵: اگر کسی نے ایک ہی رکعت میں کسی سورۃ کی چند آیتیں پڑھیں پھر کچھ چھوڑ کر دوسری جگہ سے اسی سورہ کی آیتیں پڑھیں تو ایسا کرنا مکروہ ہے اور اگر بھول کر ایسا ہوا اور یاد آتے ہی لوٹائے اور چھوٹی ہوئی آیتیں پڑھے، مگر اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (شامی)

بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورہ شروع کر دی

مسئلہ ۱۸۶: کسی نے بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورہ شروع کر دی یا ایک چھوٹی سورہ کا فاصلہ ہو گیا پھر یاد آیا تو جو سورہ شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگر چہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو مثلاً پہلی میں قل یا ایھا الکفرون ور دوسری میں الم ترکیف یاتبت یدا شروع کر دی اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے، چھوڑ کر اذا جاء پڑھنے کی اجازت نہیں۔ (شامی ۴۲۵ ج ۲) ایسا ہو جانے سے سجدہ سہو نہیں ہوگا بلکہ نماز مکروہ ہو جائے گی اور جو نماز مکروہ ہو اس کو دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

ایک ہی سورہ دونوں رکعتوں میں پڑھی

مسئلہ ۱۸۷: فرض کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورۃ کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو، مجبوری کی صورت میں بالکل کراہت نہیں۔ مثلاً پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھی جو قرآن کی سب سے آخری سورہ ہے۔ لہٰذا دوسری رکعت میں بھی اسی کو پڑھے یا دوسری رکعت میں بلا ارادہ وہی سورہ زبان پر آ گئی جو پہلی رکعت میں پڑھ چکا ہے، یا اس کے علاوہ کوئی دوسری سورۃ یاد ہی نہیں آ رہی ہے تو ان سب صورتوں میں وہی پہلی سورۃ پڑھے نماز بلا کراہت ہو جائے گی سجدۂ سہو نہیں۔ (شامی ص ۴۶۵ ج ۲) پہلی میں ناس پڑھ لی دوسری میں اب الم بھی نہیں پڑھ سکتے کہ یہ بھی خلاف ترتیب ہے ہاں جب قرآن ختم ہو تو اگلی رکعت میں الم سے پڑھ سکتے ہیں (بہار شریعت ۱، ۵۴۸ شامی ۲، ۴۲۴)

مسئلہ ۱۸۹: نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورہ مکرر (بار بار) پڑھنا، یا ایک ہی رکعت میں ایک سورہ بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۵۴۹)

ایک ہی آیت بار بار دہرایا

مسئلہ ۱۹۰: امام نے کسی ایک آیت کو بار بار دہرایا کہ ایک رکن تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار دیر ہو گئی تو بھی سجدۂ سہو نہیں اسی دوران مقتدی نے بار بار لقمہ دیا یہاں تک کہ ایک رکن کی مقدار تاخیر ہو گئی تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں اور نہ ہی لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوئی۔ (مسائل سجدہ سہو)

فرض کی ایک ہی رکعت میں دو سورتیں پڑھیں

مسئلہ ۱۹۱: فرض کی ایک ہی رکعت میں دو سورتیں ایک ہی ساتھ ملا کر پڑھ دی اگر منفرد (تنہا

نماز پڑھ رہا ہو) تو حرج نہیں، بشرطیکہ دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو، اگر درمیان سے ایک یا چند سورتیں چھوڑ کر پڑھیں تو مکروہ ہے اور امام کو بہر صورت ایسا نہ کرنا چاہیے مگر سجدۂ سہو واجب نہیں۔

(بہارشریعت ج۱ص۵۴۹،)

سورہ پڑھنے کے دوران سوچنے لگا کہ کیا پڑھوں؟

مسئلہ ۱۹۲: قرأت کرنے کے دوران رک کر سوچنے لگا کہ کیا پڑھوں؟ اسی سوچ میں ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تاخیر ہوگئی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔(شامی)

مسئلہ ۱۹۳: قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے ایک رکن کی مقدار کھڑا سوچتا رہا پھر رکوع میں گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔(عالمگیری ص ۶۵، ج۱)

سورۃ پڑھتے ہوئے بھول گیا پھر شروع سے پڑھی

مسئلہ ۱۹۴: کسی نے سورہ شروع کی اور آدھا حصہ یا کم زیادہ پڑھ کر بھول گیا پھر دوبارہ شروع سے پڑھ کر ختم کیا تو نماز ہوگئی سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔(فتاویٰ سراجیہ، حاشیہ قاضی خان، ص ۷۲)

سورۃ پڑھتے ہوئے بھول گیا اور دوسری سورۃ میں چلا گیا

مسئلہ ۱۹۵: امام نے سورہ وَالْعَصَرْ کو اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْاالصّٰلِحٰتِ تک پڑھا پھر بھول کر سورہ وَالتِّیْنِ میں پہنچ گیا اور پڑھ دیا فَلَھُم اَجر غَیرُ مَمنُون اور آخر تک پڑھ ڈالا تو نماز ہوگئی سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔(درمختار پر حاشیہ شامی، ص ۵۲ ج۱)

مسئلہ ۱۹۶: سورۃ شروع کی ابھی تین چھوٹی آیتوں کی مقدار نہیں پڑھ پایا تھا کہ بھول گیا پھر اسے دہرایا مگر یاد نہ آیا اور اسے چھوڑ کر دوسری سورۃ یا آیتیں پڑھیں تو نماز ہوگئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں اور اگر خاموش رہا اور سوچنے میں تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار دیر ہوگئی پھر اس کے بعد پڑھنا شروع کیا تو اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے۔(فتاویٰ رضویہ ص ۱۲۵، ج ۳)

مسئلہ ۱۹۷: اگر تین آیت کی مقدار پڑھ چکا ہے اس کے بعد بھولا تو چاہیے کہ رکوع کرے اور بقیہ نماز پوری کرے سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں، اور امام مقتدی کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے۔

تین آیتوں کے بعد قرأت میں غلطی ہوئی

مسئلہ ۱۹۸: امام نے سورۂ فاتحہ کے بعد تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھ لی، اس کے بعد کہیں غلط پڑھ دیا اگر یہ غلطی ایسی ہے جس سے نماز فاسد ہو جائے گی تو مقتدیوں کو لقمہ دینا ضروری ہے ورنہ سب کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اس غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو لقمہ دینا جائز ہے مگر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ (کبیری،ص ۴۱۷) مسائل سجدہ سہو

قرأت کرنے میں کوئی کلمہ چھوٹ گیا

مسئلہ ۱۹۹: نماز میں قرأت کرتے ہوئے درمیان سے کوئی کلمہ چھوٹ گیا اگر اس کی وجہ سے معنی میں ایسی تبدیلی نہیں آئی جس سے نماز فاسد ہو جائے تو نماز ہو جائے گی۔ سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے جزاءُ سیئۃٍ سیئۃ مثلھا میں پہلے والے سیئۃ کے لفظ کو چھوڑ کر جزاء سینۃ مثلھا پڑھ دیا اور اگر تبدیلی ایسی ہے جس سے معنی فاسد ہو جاتا ہے تو اس صورت میں نماز لوٹانی پڑے گی سجدہ سہو سے کام نہیں چلے گا۔

(کبیری ص ۴۵۲) مسائل سجدہ سہو

قرأت کرتے ہوئے کسی لفظ کا ترجمہ پڑھ دیا

مسئلہ ۲۰۰: نماز میں قرأت کر رہا تھا کہ غلطی سے کسی لفظ کا ترجمہ منہ سے نکل گیا تو نماز فاسد ہو گئی دوبارہ پڑھے سجدۂ سہو سے کام نہ چلے گا۔ (شامی ج۱،ص ۳۴۰)

تین آیتوں کے بعد بھولا اور فوراً رکوع میں چلا گیا

مسئلہ ۲۰۱: تین چھوٹی آیتوں کی مقدار یا ایک لمبی آیت پڑھنے کے بعد بھول گیا اور فوراً رکوع میں چلا گیا تو نماز بلا کراہت ہو گئی سجدۂ سہو واجب نہیں اگر ایک رکن (تین بار سبحان اللہ کہنے) کے برابر سوچنے میں دیر لگائی اس کے بعد رکوع میں گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (شامی ج۱ ص ۴۲۷)

فرض کی آخری رکعت میں کچھ نہیں پڑھا

مسئلہ ۲۰۲: فرض کی آخری رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھا بالکل خاموش رہا یا تسبیح سبحان اللہ کو پڑھا تو بھی نماز ہو گئی مگر ایسا نہ کرنا چاہیے پھر بھی اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا۔ (عالمگیری ج۱،ص ۶۵)

منہ بند کر کے قرأت کی

مسئلہ ۲۰۳: بعض لوگ نماز میں اس طرح قرآن پڑھتے ہیں کہ منہ بالکل بند رہتا ہے بس کچھ زبان حرکت کرتی ہے یا دل میں پڑھتے ہیں اس طرح پڑھنے سے قرأت جو نماز کا ایک اہم رکن ہے وہ ادا ہی نہیں ہوتا نماز فاسد ہو جاتی ہے۔اس کا خیال رکھنا ضروری ہے بہت سے لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔ یاد رہے جہاں کہیں کچھ پڑھنے کا حکم ہے اس کو اس طرح پڑھنا چاہیے کہ اگر شور وغل نہ ہو تو خود اپنی آواز کو سن سکے۔ایک قول کے مطابق اگر الفاظ آپنے مقام مخرج سے ادا ہو رہے ہیں تو بھی نماز درست ہے اگر چہ کانوں تک آواز نہ آئے۔شامی ۲،۱۰۴۔واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کسی کی خاطر قرأت لمبی کی

مسئلہ ۲۰۴: امام کو اپنی جان پہچان والے کیلئے قرأت کو لمبا کرنا یا نماز میں طول دینا مکروہ تحریمی ہے نماز واجب الاعادہ ہے اور سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا اور اگر کسی خاص شخص کا لحاظ کئے بغیر عام لوگوں کو نماز میں شامل ہونے کیلئے ایسا کیا تو اعانت علی الصلوٰۃ کی وجہ سے حرج نہیں۔مسائل سجدہ سہو ۶۸

قرأت میں غلطی پر سجدۂ سہو کیا اور کچھ لوگ ایک رکعت کے بعد شامل ہوئے

مسئلہ ۲۰۵: امام نے قرأت کی مقتدی نے لقمہ دیا امام نے لقمہ قبول کر کے اس کو صحیح کر لیا پھر آخر میں اسی غلطی پر سجدۂ سہو کیا جس کی ضرورت نہیں تھی تو اس صورت میں امام اور ان مقتدیوں کی نماز ہو گئی جو پہلی رکعت سے ہی امام کے ساتھ شریک تھے۔مگر وہ لوگ جو ایک رکعت کے بعد یا سجدۂ سہو کا سلام پھیرنے کے بعد اس نماز میں شامل ہوئے ان کی نماز فاسد ہو گئی، دوبارہ پڑھیں جبکہ ان کو معلوم ہو کہ امام پر سجدۂ سہو نہیں تھا اور کر لیا۔(طحطاوی علی المراقی ص ۲۵۳، بہار شریعت)

تجوید کی رعایت کے بغیر قرأت کی

مسئلہ ۲۰۶: نماز میں اگر کسی نے تجوید کی رعایت کے بغیر قرآن پڑھا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہاں اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو نماز کا اعادہ واجب ہوگا نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔(عالمگیری ج ۱ ص ۶۶) اس کی تفصیل (غلط قرأۃ کے مسائل) میں آئے گی ان شاء اللہ۔

مسئلہ ۲۰۷: نماز میں جہر (آواز سے) اور سر (آہستہ) پڑھنے پر سجدۂ سہو کی وضاحت

جہراور سر کا معنی: جہر یعنی آواز سے پڑھنا، شریعت میں جہر سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پہلی صف میں ہیں وہ آواز کو سن سکیں یہ جہر کا ادنیٰ (کم سے کم) درجہ ہے۔ اعلیٰ کیلئے کوئی حد مقرر نہیں البتہ ضرورت سے زیادہ اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ اپنے یا دوسرے کیلئے باعث تکلیف ہو مکروہ ہے سرکار مبارک اکثر ایسے آئمہ کو تنبیہہ بھی فرماتے رہتے ہیں کہ دوران نماز ضرورت سے زیادہ آواز نکالنا مکروہ ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے اور اتنا آہستہ پڑھنا کہ قریب کے دو ایک آدمی سن سکیں جہر نہیں کہلائے گا۔

(شامی، ج ۲ ص ۴۰۰ مترجم، بہار شریعت، وغیرہ عامہ کتب)

سر: یعنی آہستہ پڑھنا۔ سر کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ خود سنے اگر صرف ہونٹ ہلائے یا اس قدر آہستہ پڑھے کہ خود بھی نہ سن سکے تو اس کو سر نہ کہیں گے اس طرح نماز میں قرآن پڑھنے سے نماز ہی نہیں ہوگی، بہر حال آہستہ پڑھنے میں اتنا ضروری ہے کہ اگر شوروغل نہیں ہے تو اپنی آواز کو خود سن سکے۔ (عامہ کتب)

کن نمازوں کی کن رکعتوں میں جہراور سر واجب ہے

مسئلہ ۲۰۸: مغرب اور عشاء کی پہلی دونوں رکعتوں میں، فجر، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک میں وتر با جماعت کی ہر رکعت میں امام پر واجب ہے کہ الحمد للہ اور سورۃ کو (بلند آواز سے) پڑھے اور جن نمازوں میں امام پر جہر واجب ہے ان کو ''جہری نماز'' کہتے ہیں۔
نماز مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف، آہستہ پڑھی جائے ظہر اور عصر کی سب رکعتوں میں امام اور منفرد (تنہا پڑھنے والے) پر آہستہ قرأت کرنی واجب ہے۔ ان نمازوں کو جن کی ہر رکعت میں (آہستہ) پڑھنا واجب ہے۔ ان کو ''سِری نماز'' کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۰۹: دن کی نفلی نمازوں میں قرأت آہستہ کرنی واجب ہے رات کی نفلی نمازوں میں اختیار ہے آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے پڑھے دونوں جائز ہے۔

مسئلہ ۲۱۰: جہری نمازوں میں منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کو اختیار ہے بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ پڑھے جائز ہے۔ (عامہ کتب)

امام نے جہری میں آہستہ اور سری میں آواز سے پڑھا

مسئلہ ۲۱۱: جہری نماز میں امام نے بھول کر ایک آیت (جس کے ۱۸ حرف بنتے ہوں) کی مقدار جس سے قرأت کا فرض ادا ہو جائے آہستہ پڑھا۔ سری نماز میں بلند آواز سے پڑھ دیا تو سجدۂ سہو

واجب ہے اور اگر ایک آدھ کلمہ آہستہ یا زور سے پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری، درمختار، شامی)

جیسے صرف الم یا صرف الحمدللہ سری نمازوں میں بلند آواز سے پڑھ دیا اور جہری میں آہستہ تو سجدۂ سہو نہیں لیکن اگر الحمدللہ ربِّ العٰلمین پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (شامی ۲,۸۱)

منفرد نے سری میں جہر کیا

مسئلہ ۲۱۲: منفرد یعنی جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہے اس کو اختیار ہے کہ جہری نماز میں آہستہ قرأت کرے یا بلند آواز سے پڑھے، مگر سری نماز میں بلند آواز سے پڑھنے کی اجازت نہیں، اس لئے اگر منفرد نے سری نماز میں بلند آواز سے بھول کر تین چھوٹی آیات کی مقدار قرأت کی تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔

جہری نماز کی قضا دن میں اور سری کی رات میں جماعت سے پڑھا

مسئلہ ۲۱۳: رات والی نماز جس میں بلند آواز سے قرأت واجب ہے اگر کسی عذر صحیح سے چھوٹ گئی اور لوگ رات میں اس کو پڑھ نہ سکے اب دن میں اسی نماز کی قضا جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیں تو امام پر واجب ہے کہ بلند آواز سے قرأت کرے۔ یونہی دن کی سری نماز کی قضا اگر رات میں پڑھیں تو آہستہ آہستہ قرأت کرنی واجب ہے اگر بھول کر اس کے خلاف کیا تو سجدۂ سہو واجب ہے، یاد ہوتے ہوئے غلطی سے کیا تو نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب اور ضروری ہے۔ (عالمگیری باب واجبات الصلوٰۃ)

غیر نمازی کے کہنے سے امام نے آہستہ پڑھا یا اس کا لقمہ لیا

مسئلہ ۲۱۴: ظہر یا عصر کی نماز میں بھول کر امام نے بلند آواز سے قرأت شروع کی اور کسی دوسرے شخص نے جو اس کے نماز میں شریک نہیں ہے کہا کہ آہستہ پڑھو، اس کے کہنے سے کچھ توقف کرنے کے بعد آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز ہوگئی اور اگر اس کے کہنے پر فوراً بلا توقف آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز لوٹانی پڑے گی، کیونکہ یہ اس نے لقمہ لیا ہے اس سے جو اسکا مقتدی نہیں ہے۔ (درمختار برحاشیہ شامی)

تنبیہ ۲۱۵: خیال رہے کہ اگر چھوٹی تین آیتوں کی مقدار جس سے قرات کا فرض ادا ہو جاتا ہے بھول کر بلند آواز سے پڑھ لیا تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہوگا ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۲۱۶: اگر امام قرأت کرتے ہوئے بھول گیا اور کسی دوسرے شخص نے جو اس کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہے لقمہ دیا اور امام نے اس کا لقمہ لے لیا اور فوراً بلا توقف اس کے بتانے سے پڑھنا شروع کیا تو نماز فاسد ہوگئی، لوٹانی پڑے گی، اور کچھ توقف کے بعد پڑھا تو گویا اس نے لقمہ نہیں لیا بلکہ خود یاد آجانے سے پڑھا تو نماز ہوگئی، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ (درمختار برحاشیہ شامی)

تنبیہ ۲۱۷: خیال رہے، بتانے یا لقمہ دینے کے بعد اتنا خاموش رہا کہ جتنی دیر میں ایک رکن تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکتا ہے، تو اس صورت میں بھی اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا، اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز لوٹانی پڑے گی۔

وتر اور تراویح میں آہستہ قرأت کی

مسئلہ ۲۱۸: رمضان المبارک میں باجماعت وتر میں یا تراویح کی نماز میں امام نے تین چھوٹی آیات کے برابر آہستہ قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری، ص ۶۶، ج ۱)

مسئلہ ۲۱۹: رمضان کے علاوہ یا رمضان میں تنہا وتر پڑھے تو قرأت آہستہ کرے اگر بلند آواز سے قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ اکثر آئمہ اس سے یہ غلطی ہوتی ہے کہ جہاں بلند آواز سے قرأۃ کرنی ہے وہاں بعد اوقات جلدی میں فاتحہ شروع کر دیتے ہیں اگر الحمدللہ رب العٰلمین پر پہنچ گیا اگرچہ العٰلمین ابھی مکمل نہیں ہوا اس پر سجدہ واجب ہو چکا اگرچہ اس نے یاد آتے ہی بلند آواز سے قرأۃ شروع کر دی تھی ایسی صورت میں ضرور سجدہ سہو کیا کریں۔

جمعہ اور عیدین میں جہر واجب ہے

مسئلہ ۲۲۰: جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں امام پر بلند آواز سے قرأت) واجب ہے اگر بھول کر ترک کیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری ص ۶۷، ج ۱)

مسئلہ ۲۲۱: اگر نماز جمعہ اور عیدین میں ہجوم زیادہ ہے اور امام نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو بھی نماز ہوگئی۔ یہ صرف جمعہ اور عید کے میں رخصت ہے۔

نماز میں سجدۂ تلاوت فوراً واجب ہے

مسئلہ ۲۲۲: جس نے نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی اس پر فوراً سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ اگر سجدہ کرنے میں تاخیر کرے گا تو گنہگار رہوگا۔ تاخیر سے مراد یہ ہے کہ آیت سجدہ کے بعد تین چھوٹی آیتوں کی مقدار پڑھ لے، اگر اس سے کم پڑھا تو اس تاخیر کا اعتبار نہیں خیال رہے جو آیت سجدہ نماز

میں پڑھی گئی ہے اس کا سجدہ نماز یا حرمت نماز میں ہی ادا ہوگا، بیرون نماز اس کی ادائیگی جائز نہیں اگر نماز میں قصداً سجدہ نہیں کیا تو گنہگار رہوگا۔ (درمختار، ج ۲، ص ۷۰۵، بہارشریعت، ج ۱، ص ۷۳۳)

سجدۂ تلاوت کرنا بھول گیا

مسئلہ ۲۲۳: اگر کسی نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا تو جب تک نماز یا حرمت نماز میں ہے تو یاد آتے ہی سجدۂ تلاوت ادا کرے اور بعد میں سجدۂ سہو کرے۔

خیال رہے کہ حرمت نماز میں ہونے کا مطلب فقہا کے نزدیک یہ ہے کہ نماز کا سلام پھیر چکا ہو مگر سلام کے بعد ابھی تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو نماز کے منافی ہے۔ مثلاً بات چیت کرنا، کھانا پینا وغیرہ۔

مسئلہ ۲۲۴: آیت سجدۂ تلاوت کی اور ابھی اس کے بعد تین چھوٹی آیتوں کے برابر نہیں پڑھا تھا کہ یاد آیا اور فوراً سجدہ کرلیا تو اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

(درمختار، شامی) (مسائل سجدہ سہو)

مسئلہ ۲۲۵: سجدہ تلاوت کے واجب ہونے کیلئے پوری آیت پڑھنا واجب نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ماقبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔

(بہارشریعت، ج ۱، ص ۷۲۸)

مسئلہ ۲۲۶: قاری نے آیت سجدہ تلاوت پڑھی اور ایک شخص نے نہ سنی اگرچہ اسی مجلس میں بیٹھا ہو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں، بلکہ قاری پر بھی سجدہ تلاوت اسی وقت واجب ہوگا جب وہ اتنی آواز میں پڑھے کہ خود کانوں سے سن لے جبکہ نہ شوروغل ہو نہ بہرہ ہو محض ہونٹ ہلے اور آواز پیدا نہ ہوئی تو سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

سجدۂ تلاوت رکوع میں

مسئلہ ۲۲۷: اگر کسی نے سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی اور فوراً بلا تاخیر رکوع کیا اور اس رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی تو اس سے اس کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا، لیکن اگر امام ہے تو یہ صورت مناسب نہیں، کیونکہ اس سے صرف امام کا سجدہ ادا ہوگا، مقتدیوں کا سجدۂ تلاوت رہ جائے گا اس لئے کہ امام کی نیت کے ساتھ مقتدیوں کو بھی نیت کرنی ضروری ہے اور یہاں امام کی نیت کا حال مقتدیوں کو معلوم نہ ہو سکے گا مگر ایسا کرنے سے اس پر سجدۂ سہو نہیں۔ (شامی، بہارشریعت)

مسئلہ ۲۲۸: رکوع میں جاتے وقت سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی بلکہ رکوع میں جانے کے بعد یا رکوع سے اٹھنے کے بعد نیت کی تو یہ نیت کافی نہیں۔ اس طرح رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا نہ ہوگا۔ سجدہ

تلاوت الگ سے کرنا ہوگا۔ (عالمگیری، بہارشریعت، ص ۴۷۰)

مسئلہ ۲۲۹: آیت سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد امام رکوع میں گیا اور نیتِ سجدہ کر لی مگر مقتدیوں نے نہ کی، تو مقتدیوں کا سجدہ ادا نہ ہوا۔ لہٰذا جب امام سلام پھیرے تو مقتدی سجدۂ تلاوت کر کے قعدہ کریں اور سلام پھیریں اس قعدہ میں بھی تشہد پڑھنا واجب ہے اگر سجدۂ تلاوت کے بعد قعدہ نہ کیا تو نماز فاسد ہوجائے گی کیونکہ قعدہ اخیرہ جاتا رہا یہ حکم جہری نماز کا ہے، سری نماز میں چونکہ مقتدی کو علم نہیں لہٰذا معذور ہے۔ (شامی، بہارشریعت، ص ۵۳۷، ج۱)

سجدۂ تلاوت بھول گیا تو جس رکن میں یاد آئے کرلے

مسئلہ ۲۳۰: نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدۂ تلاوت کرنا بھول گیا پھر رکوع یا سجدہ یا قعدہ میں یاد آیا تو اسی وقت سجدہ کرے اور جس حالت میں تھا اسی حالت کی طرف لوٹ آئے، مثلاً رکوع میں تھا تو رکوع میں واپس آئے، اگر اس رکن کو پورا ادا کرلیا تھا تو اس کا اعادہ نہیں نماز ہوگئی، مگر قعدہ اخیرہ کا لوٹانا فرض ہے کیونکہ سجدہ تلاوت کی ادائیگی سے قعدہ اخیرہ باطل ہوگیا اس لئے دوبارہ قعدہ اخیرہ کرے بہرحال اس صورت میں اس پر سجدہ سہو واجب ہے (درمختار، شامی)

آیت سجدہ کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کیا

مسئلہ ۲۳۱: آیت سجدہ نماز میں پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کرلیا یعنی آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد فوراً بلاتوقف یا تین چھوٹی آیتوں سے کم مقدار پڑھ کر رکوع کیا پھر سجدہ کیا تو اگرچہ سجدہ تلاوت کی نیت نہ ہو پھر بھی ادا ہوجائے گا اور اس صورت میں اس پر سجدہ سہو بھی واجب نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۶۵۴ پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں صورت مستفسرہ میں تلاوت کیلئے مستقل سجدہ کیا بلکہ آیت سجدہ پڑھتے ہی فوری نماز کا رکوع کرلیا اور اس میں نیت سجدہ نہ کیا پھر قومہ کے بعد فوراً نماز کیلئے سجدہ کرے اور اس میں نیت کرے اب نہ کوئی قباحت یا کراہت یا تفویت فضیلت لازم ہوئی، نہ مقتدیوں پر کچھ دقت ہوئی اگرچہ انھوں نے نیت سجدہ تلاوت نہ کی ہو کہ سجدہ نماز جب فی الفور کیا جائے تو اس سے سجدہ تلاوت خود بخود ادا ہوجاتا ہے اگرچہ نیت نہ کی ہو اس کے چند سطر بعد فرماتے ہیں یہ صورت اسی حالت میں بن پڑے گی کہ آیت سجدہ کے بعد نماز کے رکوع اور سجد میں دیر نہ کی ہو فوراً بجالایا، ورنہ اگر آیتِ سجدہ پڑھ کر تین چار آیتیں اور پڑھ لی تو اب سجدۂ تلاوت ہرگز مستقل سجدہ تلاوت کئے بغیر ادا ہی نہ ہوگا اور تاخیر کا گناہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیتِ سجدہ کے بعد فوراً رکوع کر کے نماز کا سجدہ کرنے سے دونوں قسم (نماز

اور تلاوت) کے سجدے بلا کراہت ادا ہو جائیں گے نہ ترکِ واجب ہوگا نہ ہی واجب کی تاخیر لازم آئیگی نہ گناہ ہوگا نہ ہی سجدہ سہو واجب ہوگا۔

امام نے سجدۂ تلاوت کیا اور مقتدیوں نے رکوع کیا

مسئلہ ۲۳۲: امام نے آیتِ سجدہ تلاوت کی اور فوراً سجدہ میں چلا گیا اور مقتدیوں کو رکوع کا گمان ہوا اور رکوع میں چلے گئے تو حکم یہ ہے کہ رکوع توڑ کر سجدہ کریں جس نے امام کی اتباع کر لی اس کا سجدہ ادا ہو گیا اور نماز بھی ہوگئی اور جس نے رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدہ تلاوت نہیں کیا اس کی نماز نہیں ہوگی، دوبارہ پڑھے۔" (درمختار)

سجدۂ تلاوت کرنا یاد تھا اور سلام پھیر دیا

مسئلہ ۲۳۳: نماز میں آیتِ سجدہ تلاوت کی اور سجدہ کرنا بھول گیا پھر نماز کے اندر ہی یاد آ گیا اس کے باوجود اس نے قصداً سلام پھیر دیا تو سجدۂ تلاوت ساقط ہو گیا مگر واجب کو قصداً چھوڑ دینے سے نماز مکروہ تحریمی ہوئی اس کا لوٹانا ضروری ہے، کیونکہ نماز کا سجدہ تلاوت نماز کے اندر ہی کرنا واجب تھا۔ مسائل سجدہ سہو۔

سجدۂ تلاوت کے بعد تین آیات کی مقدار تاخیر کر دی

مسئلہ ۲۳۴: کسی نے نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی اور سجدۂ تلاوت کرنے میں تین چھوٹی آیتوں کی مقدار یا زیادہ تاخیر کر دی تو آخر میں سجدۂ سہو بھی کرے گا۔ (غنیۃ بحوالہ بہار شریعت)

رکوع و سجود میں سہو

رکوع کی حقیقت: رکوع کم از کم اتنے جھکنے کو کہتے ہیں کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے اور پورا رکوع یہ ہے کہ پیٹھ بالکل سیدھی بچھا دے۔

رکوع کا طریقہ: سورۃ ملانے کے فوری بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے کہ تاخیر نہ کرنا واجب ہے اور رکوع کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دونوں گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے اس طرح پکڑیں کہ ہتھیلیاں گھٹنوں پر جمی رہیں اور انگلیاں ایک دوسرے سے الگ الگ خوب پھیلی ہوئی ہوں، سب انگلیوں کو ایک جگہ ملا کر رکھنا یا چار انگلیوں کو ایک طرف اور انگوٹھے کو دوسری طرف رکھنا نہ چاہیے کہ یہ سنت کے خلاف ہے اور عورت رکوع میں تھوڑا جھکے، یعنی صرف اس قدر کی ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں،

مردوں کی طرح پیٹھ خوب سیدھی کر کے بچھی نہ رکھے اور گھٹنوں پر زور نہ دے بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور ٹانگیں آگے کو جھکی ہوئی رکھے۔ مردوں کی طرح خوب سیدھی نہ کر دے۔

اور رکوع میں جاتے وقت بھی یہ خیال رکھیں کہ اللہ اکبر کی الف جب کہنا شروع کریں تو اسی وقت سے سر کو جھکانا شروع کر دیں اکبر کی ''ر'' جب ختم ہو تو پورے طور پر رکوع میں جھک جائیں بعض لوگ پہلے رکوع میں چلے جاتے ہیں پھر اللہ اکبر کہتے ہیں یونہی بعض لوگ اللہ اکبر کھڑے کھڑے کہہ لینے کے بعد رکوع میں جاتے ہیں یہ دونوں طریقے غلط ہیں اس عادت کو بدلنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۳۵: جس کی پیٹھ میں اتنا کبڑا پن ہے کہ حد رکوع کو پہنچ گیا ہے ایسے شخص کیلئے حکم یہ ہے کہ رکوع کیلئے سر سے اشارہ کرے اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳۶: اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کیلئے پورا رکوع کرنے کا معتدل طریقہ یہ ہے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے اس طرح رکوع کرنے کیلئے سرین اٹھانے کی حاجت نہیں اور سر کو اتنا جھکانا کہ زمین کے قریب ہو جائے اور پیچھے سے سرین اُٹھ جائے عبث اور بیجا ہے جو ناپسندہ اور مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۲۳۷: نماز کی ہر رکعت میں رکوع کرنا فرض ہے اور ایک سے زیادہ رکوع نہ کرنا واجب ہے۔ شامی۔

رکوع کی تکبیر بھول گیا یا لفظ بدل دیا

مسئلہ ۲۳۸: فرض، وتر، سنت اور نفل کی ہر رکعت میں رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہنا سنت ہے۔

مسئلہ ۲۳۹: اگر کوئی شخص رکوع میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا بھول گیا یا بجائے اللہ اکبر کے سبحان اللہ یا سمع اللہ لمن حمدہ وغیرہ کہہ دیا یونہی رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہنا بھول گیا یا اس کے بجائے اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہہ دیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں نماز ہوگئی۔ (عامہ کتب)

مسئلہ ۲۴۰: عیدین کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع میں جاتے وقت جو تکبیر کہی جاتی ہے وہ واجب ہے لہٰذا اگر یہ تکبیر بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے مگر زیادہ ہجوم کی وجہ سے سجدۂ سہو نہیں کیا تو بھی نماز ہوگئی کیونکہ بہت ہجوم کے وقت سجدۂ سہو کرنے کی وجہ سے نماز میں افراتفری ہو جانے کا اندیشہ ہے اس لئے سجدۂ سہو ساقط ہو جاتا ہے۔

رکوع سے پہلے کھڑا کچھ سوچنے لگا

مسئلہ ۲۴۱: سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ سورۃ ملا لینے کے بعد فوراً رکوع واجب ہے اگر کوئی شخص سورۃ پڑھ لینے کے بعد اتنی دیر خاموش سوچتا رہا جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ لیتا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ شامی

رکوع میں ایک تسبیح سے کم ٹھہرا

مسئلہ ۲۴۲: رکوع میں کم سے کم اتنی دیر ٹھہرنا کہ ہر عضو اپنی جگہ قرار پا جائے اور ایک بار سبحان اللہ کہا جا سکے واجب ہے اگر کسی نے بھول کر اس کو ترک کر دیا یعنی سبحان اللہ کہنے کی مقدار رکوع میں نہ ٹھہرا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے، اور اگر قصداً ایسا کیا تو نماز کا لوٹانا واجب ہے۔ طحطاوی

رکوع کی تسبیح میں بھول

مسئلہ ۲۴۳: رکوع میں کم سے کم تین بار سبحان ربی العظیم کہنا سنت ہے اور تین سے زیادہ افضل ہے مگر ختم طاق عدد پر ہونا چاہیے ۵، ۷ یا ۹ پر۔ (بہار شریعت، مگر امام کیلئے تین بار پڑھنا بہتر ہے

مسئلہ ۲۴۴: رکوع کی تسبیحات اگر بھول گیا یا صرف ایک بار یا دو بار کہہ کر اٹھ گیا تو اس پر سجدۂ سہو نہیں نماز ہو گئی۔ مگر بلا عذر جان بوجھ کر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

ایک رکوع کے بجائے دو رکوع کرنے

مسئلہ ۲۴۵: نماز کی ہر رکعت میں ایک سے زیادہ رکوع نہ کرنا واجب ہے لہٰذا اگر کسی نے بھول کر ایک سے زیادہ رکوع کر لیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر قصداً ایسا کیا تو نماز لوٹانی واجب ہے سجدۂ سہو سے کام نہ چلے گا۔ (بہار شریعت، ج ۳، ص ۷۳) اسی لئے رکوع سے جب سجدہ کو جائیں تو پہلے جھک کر ہاتھ گھٹنوں پر نہ رکھیں کہیں دوسرا رکوع نہ ہو جائے بلکہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھیں پھر ہاتھ رکھے یہی درست طریقہ ہے شامی ج ۲ ص ۲۴۷) اگر بوڑھا ہے تو اس کیلئے جیسے آسانی ہو ویسے سجدہ کو جائے۔

رکوع بھول گیا اور سجدہ میں چلا گیا

مسئلہ ۲۴۶: سورۃ پڑھنے کے بعد رکوع بھول گیا اور سجدہ میں چلا گیا اور دوسری رکعت شروع

کرنے سے پہلے یاد آیا تو اسی وقت فوراً کھڑا ہو کر رکوع میں جائے اس کے بعد پھر دوبارہ سجدہ کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے نماز ہوگئی اور اگر دوسری رکعت سے پہلے یاد نہیں آیا تو دوسری رکعت کا رکوع پہلی رکعت کا رکوع مان لیا جائے گا اور یہ دوسری رکعت پہلی رکعت ہو جائے گی اس صورت میں بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری ج ا ص ٦٧) اور پہلی رکعت جو بلا رکوع پڑھی ہے وہ ضائع ہوگئی کیونکہ فرض چھوٹ گیا۔ لہٰذا یہ رکعت نماز کی رکعتوں میں شمار نہ ہوگی۔ امام شامی نے لکھا ہے کہ اگر رکوع بھولنے والا شخص علماء ومتقین جیسی نماز پڑھتا ہے تو نماز کا اعادہ کرے کیونکہ وہ سجدہ میں جانے کیلئے سیدھا نیچے بیٹھتا ہے اس طرح ادنا سا بھی رکوع نہ ہوا جبکہ عام عوام کی طرح اگر سجدہ میں جھک کر گیا تو رکوع کا فرض ادا ہو گیا اس نے اگر سجدہ سہو کر لیا تو اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ از تتارخانیہ، اس مسئلہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رکوع کرنے کے بعد جھک کر سجدہ میں جانے سے دوسرا رکوع ہو جاتا ہے اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں نماز کیلئے تمام تر احتیاتی مسائل پر ہی عمل کرنا چاہیے۔

رکوع کے بعد کھڑا سوچتا رہا

مسئلہ ۲۴۷: دو فرض یا دو واجب یا واجب اور فرض کے درمیان تین تسبیح کی مقدار وقفہ نہ ہونا واجب ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۳، ص ۴۷) لہٰذا اگر کوئی شخص رکوع سے اٹھ کر تسبیح کہنے کے بعد بھول کر تین تسبیح کی مقدار کھڑا سوچتا رہا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر قصداً اتنی دیر کھڑا رہا تو نماز لوٹائے۔

مقتدی کی تسبیح پوری ہونے سے پہلے امام کھڑا ہو گیا

مسئلہ ۲۴۸: مقتدی نے ابھی تین بار سبحان ربی العظیم نہیں کہا تھا کہ امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا تو مقتدی بھی سر اٹھا لے اتنی دیر تک نہ جھکا رہے کہ امام کی مخالفت لازم آئے۔ سنت کی ادائیگی میں امام کی متابعت سنت ہے بشرطیکہ کوئی مخالفت لازم نہ آ رہی ہو اور اگر مخالفت ہونے لگے تو تسبیح کو ترک کر دے۔ (بہارِ شریعت)

رکوع وسجود میں آیت یا بسم اللہ کو پڑھا

مسئلہ ۲۴۹: نماز میں قیام کی حالت کے علاوہ رکوع یا سجدہ یا قعدہ کی حالت میں قرآن کی کوئی آیت یہاں تک کہ بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں اگر رکوع یا سجدہ یا قعدہ میں قرآن کی کوئی آیت پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری، فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۴۱، طحطاوی ۲۵۰)

سجدہ کی حقیقت

پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگنا شرط ہے اور دونوں پاوں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ لگانا واجب ہے لہٰذا اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار بھی نہ لگے یا صرف انگلی کی نوک زمین پر لگی رہی انگلی کا پیٹ نہ لگا تو اس صورت میں اس کی نماز ہی نہ ہوگی اس مسئلہ سے بہت سے لوگ غافل ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، بہارشریعت، ۱، ۵۰۳) سرکار مبارک اکثر یہ مسئلہ آئمہ سے بیان کرتے ہیں۔

سجدہ کا طریقہ

قال فی الهنديه فی باب الرابع فی صفة الصلوٰة وكما السنة فی السجودووضع الجبهة والانف جميعاً ولو وضع احدهما ان كان من عذرلا يكره وان كان من غير عذر فان وضع جبهته دون انفه جاز اجما عاًلاداء الفرض وهو وضع الجبهة وبكرة تحريماً وان كان بالعكس وكذالک عند ابی حنيفة رحمة الله قال لا يجوز و عليه الفتوی۔

رکوع سے کھڑا ہونے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائے۔ سجدہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ کمر سیدھی رکھتے ہوئے پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ اس طرح کہ دسوں انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے، اس طور پر کہ پہلے ناک پھر پیشانی اور ناک کی ہڈی زمین پر جم جائے، اور نظر ناک کی طرف رہے، اور بازوؤں کو کروٹوں سے اور پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے، اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کو قبلہ کی جانب رکھے، اس طرح کہ دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو جمے رہیں اور ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں اور عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے اور پیٹ کو ران سے۔ اور رانوں کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملائے رکھے۔ (عالمگیری وغیرہ) اور سجدے میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے۔ (بہارِشریعت حصہ ۳،ص ۶۴)

مسئلہ ۲۵۰: سجدہ میں ناک کا زمین پر اس طرح ٹکانا واجب ہے کہ نرم حصہ ہڈی تک دب جائے اگر نرم حصہ ہڈی تک نہ دبا تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی لوٹانا واجب ہے۔ (بہارِشریعت حصہ ۳،ص ۷۲)

مسئلہ ۲۵۱: ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ اور ہر رکعت میں دو سجدوں سے زیادہ

سجدے نہ کرنا واجب ہے۔(بہارِشریعت وعامہ کتب)

ہر رکعت میں دو سجدے بالا جماع فرض ہیں کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ پہلا سجدہ فرض ہے اور دوسرا واجب ہے یہ درست نہیں اجماع امت کے خلاف ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۷۵ پر فرماتے ہیں بالا جماع امت دونوں سجدے فرض ہیں۔ فقیر غفرلہ بلا مبالغہ دو سو کلمات علماء کرام سے اس کی سندیں پیش کرسکتا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ کرے۔

مسئلہ ۲۵۲: اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے سجدۂ کرتے وقت پیشانی کو زمین پر نہیں لگا سکتا ہے تو صرف ناک پر سجدۂ کرے پھر بھی ناک کی نوک لگانا کافی نہیں ہے، بلکہ ناک کا نرم حصہ ہڈی تک زمین پر دبانا ضروری ہے۔(بہارِشریعت ج ۳ ص ۷۲)

مسئلہ ۲۵۳: گھاس، روئی، قالین اور گدے وغیرہ نرم چیز پر سجدہ کیا اور پیشانی اگر خوب جم گئی کہ اب دبانے سے نہ دبے گی تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ (عالمگیری، بہارِشریعت حصہ ۳ ص ۷۲)

تنبیہ ۲۵۴: لوگوں کو سجدہ کرنے میں اس بات کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے کہ پیشانی اور ناک کا نرم حصہ ہڈی تک خوب اچھی طرح دب جائے ورنہ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ یعنی اس طرح پڑھی ہوئی نماز کو لوٹانا واجب ہے۔

ایک سجدہ بھول گیا

مسئلہ ۲۵۵: اگر کسی رکعت کا ایک سجدہ بھول کر چھوٹ گیا تو جب یاد آئے کرلے اگرچہ سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا بشرطیکہ کوئی فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کیا ہو اور پھر اس کے بعد سجدہ سہو کرلے اور تشہد پڑھے نماز ہوگئی۔(درمختار، بہارشریعت حصہ ۳ ص ۷۷)

ایک ہی رکعت میں دو سجدوں سے زیادہ کئے

مسئلہ ۲۵۶: کسی نے ایک ہی رکعت میں تین یا تین سے زیادہ سجدے بھول کر کر لئے تو سجدۂ سہو کرے۔ نماز ہوجائیگی۔(درمختار)

سجدہ میں تسبیح بھول گیا

سجدہ میں کم سے کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنا سنت ہے پانچ، سات یا نو بار کہنا افضل ہے اگر کسی نے اس تسبیح کو چھوڑ دیا یا ایک دو بار ہی کہی تو اس پر سجدہ سہو نہیں، نماز ہوگئی اگر قصداً چھوڑا تو خلاف سنت

کیا، ایسی نماز کا بھی اعادہ کر لینا چاہئے۔

دوسجدوں کے درمیان وقفہ نہ کیا

مسئلہ ۲۵۷: دوسجدوں کے درمیان ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار سیدھا ہو کر بیٹھنا چاہیے لہٰذا اگر کوئی سیدھا بیٹھا نہیں اور دوسرا سجدہ کر لیا تو تعدیل ارکان ادا نہ ہونے کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی اور اگر بھول کر اتفاقیہ ایسا ہو گیا ہے تو سجدۂ سہو کرے۔

تنبیہ ۲۵۸: بہت سے لوگ رکوع وسجود میں اتنی جلدی کرتے ہیں کہ ابھی سیدھے کھڑے بھی نہیں ہوئے کہ سجدہ میں چلے گئے سجدہ سے سر اٹھایا پیٹھ سیدھی بھی نہ ہوئی کہ جھٹ دوسرے سجدہ میں چلے گئے اس طرح نماز کا واجب تعدیل ارکان ترک ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے ایسی نمازوں کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے، ہر رکن کو اطمینان سے ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے اللہ تعالیٰ سب کو صحیح طور پر نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ افسوس یہ ہے کہ مکروہ تحریمی کام کر کے بھی نماز کو دوبارہ نہیں پڑھتے جبکہ دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے جبکہ مکروہ تنزیہی کہ جس میں کوئی سنت چھوٹ گئی ہو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا نوافل میں مشغول ہونے سے بہتر ہے۔ مگر جہالت یہ ہے کہ فرائض کو درست کرنا گوارہ نہیں کریں گے مگر نفس کو خوش کرنے کیلئے نوافل میں شروع ہو جائیں گے جبکہ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہزار سال نوافل پڑھنے سے فرض کی ایک رکعت کو اس کے سنن ومستحبات کا خیال رکھ کر ادا کرنا افضل ہے بلکہ جب تک فرائض کسی کے ذمہ قضا ہیں تو نوافل ادا کرنے کا کچھ فائدہ نہیں (از مکتوبات شریف جلد ا)

رکوع میں سجدے کی اور سجدے میں رکوع کی تسبیح پڑھی

مسئلہ ۲۵۸: اگر کسی نے رکوع میں سجدہ کی تسبیح سبحان ربی الاعلیٰ اور سجدہ میں رکوع کی تسبیح سبحان ربی العظیم پڑھ دی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں اگر اسی وقت یاد آ جائے تو رکوع کی تسبیح رکوع میں اور سجدہ کی تسبیح سجدہ میں کہہ لے تاکہ سنت کے مطابق ہو جائے۔ (ردالمختار، ص ۴۶۱، ج ا)

مسئلہ ۲۵۹: رکوع کی تسبیح سجدہ میں اور سجدہ کی تسبیح رکوع میں قصداً پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اس سے بچنا چاہیے۔ (شامی) مگر سجدۂ سہو واجب نہیں۔

سجدہ میں شک ہوا کہ دو کئے یا ایک

مسئلہ ۲۶۰: کسی کو نماز کے سجدے میں شک ہو جائے کہ میں نے ایک سجدہ کیا ہے یا دو، اور

کسی طرف ظن غالب نہیں تو ایسی حالت میں حکم یہ ہے کہ ایک سجدہ اور کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (درمختار ص ۵۳۰، ج۱)

مسئلہ ۲۶۱: اگر شک کی صورت میں ایک جانب غالب گمان ہو تو اسی پر عمل کرے یعنی غالب گمان یہ ہے کہ ایک سجدہ کیا ہے تو ایک اور کرے اور غالب گمان یہ ہے کہ دو سجدے کر لئے ہیں تو مزید سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں نماز پوری کرے اس صورت میں اس پر سجدہ سہو بھی نہیں ہے۔ (شامی)

امام کے پیچھے رکوع یا سجدہ چھوٹ گیا

مسئلہ ۲۶۲: امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کسی کا رکوع یا سجدہ چھوٹ گیا جس وقت یاد آئے تو اس کو ادا کر کے امام کے ساتھ ہو جائے ایسی صورت میں اس پر سجدۂ سہو نہیں اور اگر یاد آنے پر نہ کیا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرے پھر سجدۂ سہو کرے اور اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت اختیار نہ کی تو اس کی نماز نہ ہوئی دوبارہ پڑھے۔ (عالمگیری، ص ۶۶ ج ۱)

امام بھول کر بیٹھ گیا تو یاد آنے پر دوبارہ تکبیر کہتے ہوئے اُٹھے

مسئلہ ۲۶۳: امام بھول کر پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ گیا اور مقتدیوں نے لقمہ دیا، یا اس کو خود یاد آیا تو چاہیے کہ دوبارہ تکبیر کہتا ہوا کھڑا ہو۔ (فتاویٰ شامی)

مسئلہ ۲۶۴: پہلی یا تیسری رکعت کے بعد اگر اتنی دیر بیٹھ کر اٹھا جتنی دیر میں تین بار ''سبحان اللہ کہہ لیتا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے ورنہ نہیں۔

رکوع یا سجدہ میں التحیات یا بسم اللہ پڑھی

مسئلہ ۲۶۵: رکوع میں یا سجدہ میں التحیات (پوری یا کچھ) پڑھی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (طحطاوی، ص ۲۵۰)

مسئلہ ۲۶۶: رکوع یا سجدہ میں بجائے تسبیح کے بطور تسبیح بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (ہدایہ)

قومہ یا جلسہ میں جلدی کرنا

مسئلہ ۲۶۷: اگر کوئی شخص رکوع سے اُٹھ کر قومہ کی حالت میں اطمینان سے کھڑا نہیں ہوا یا

سجدے سے اُٹھ کر جلسہ کی حالت میں سیدھا اطمینان سے نہیں بیٹھا تو اگر بھول کر ایسا ہوا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر قصداً ایسا کیا یا اس طرح کی عادت بنالی ہے تو ایسی نماز کا لوٹانا ضروری ہے سجدۂ سہو سے تلافی نہ ہوگی۔ (شامی ص ۶۴۸ ج ۲)

سجدۂ سہو میں شک محض شبہ سے سجدہ سہو واجب نہیں

مسئلہ ۲۶۸: اگر کسی کو نماز کے کسی واجب کے چھوٹ جانے کا شک ہوا تو اس شک کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا البتہ غالب گمان ہے کہ واجب چھوٹ گیا ہے تو پھر اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (شامی)

سجدہ سہو میں شک ہوا

مسئلہ ۲۶۹: کسی پر سجدہ سہو واجب تھا لیکن قعدۂ اخیرہ میں اس کو سجدۂ سہو کے بارے میں شک ہو گیا کہ سجدۂ سہو کیا یا نہیں تو ایسی حالت میں اپنے غلبۂ ظن پر عمل کرے اگر غالب گمان یہ ہے کہ سجدۂ سہو کرلیا ہے تو نماز پوری کرے سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہیں کیا تو سجدۂ سہو کرے اور اگر کرنے نہ کرنے میں دونوں طرف رجحان برابر ہے تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرے۔ (شامی ص ۵۲۹ ج ۱)

شک کی وجہ سے سجدہ سہو کیا

مسئلہ ۲۷۰: کسی پر سجدۂ سہو واجب نہیں تھا خواہ مخواہ اسے سجدۂ سہو واجب ہونے کا شک ہو گیا اور اسی شک کی وجہ سے اس نے سجدۂ سہو کرلیا تو فتویٰ اس قول پر ہے کہ اس کی نماز ہوگئی۔ (شامی ص ۵۶۰ ج ۱)

سجدۂ سہو میں سہو ہو گیا

مسئلہ ۲۷۱: اگر کسی کو سجدۂ سہو کرنے کی حالت میں سہو ہو گیا اور حالتِ سجدہ میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا تو اس پر دوبارہ سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (مبسوط ج ۱ ص ۲۴۲)

سجدۂ سہو واجب نہیں تھا بھول کر کرلیا

مسئلہ ۲۷۲: کسی امام کو سہو نہیں ہوا تھا مگر بھول کر اس نے سجدۂ سہو کرلیا تو امام اور ان

مقتدیوں کی نماز ہوگئ جوشروع سے امام کے ساتھ رہے یا سجدۂ سہو کے سلام پھیرنے سے پہلے شریک ہوئے مگران لوگوں کی نماز نہیں ہوگی جو سجدۂ سہو کا سلام پھیرنے کے بعد امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے خواہ یہ شرکت سجدہ میں ہو یا اس کے بعد قعدہ میں ہو بہر صورت ان کو نماز لوٹانی پڑے گی۔ (فتاویٰ رضویہ،) اسی طرح وہ مسبوق کہ جس کو معلوم ہو چکا تھا کہ امام پر سجدہ سہو نہیں ہے اس نے اگر امام کی متابعت کی تو اس کی بھی نماز فاسد ہو گئیلہٰذا ایسا شخص آپنے امام سے سجدہ سہو کی تحقیق کر لے، آپنی نمازوں کی حفاظت کیجئے۔

امام نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو مقتدی سے ساقط ہو جائے گا

مسئلہ ۲۷۳: اگر امام پر سجدۂ سہو تھا اور اس نے نہیں کیا تو مقتدیوں سے ساقط ہو جائیگا اگر مقتدی کو امام کا سہو معلوم ہے تو وہ اپنی نماز لوٹائے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

بے سلام پھیرے سجدۂ سہو کیا

مسئلہ ۲۷۴: سجدۂ سہو کرنے کے لئے داہنی طرف سلام نہیں پھیرا، یا بھول کر بائیں طرف پھیرا، یا چہرہ پھیرے بغیر سلام کے الفاظ کہہ کر سجدۂ سہو کر لیا تب بھی درست ہے۔ (شامی ج ۱ ص ۵۵۶) سجدہ سہو ادا ہو گیا۔

مسئلہ ۲۷۵: اگر سجدۂ سہو کے لیے جانبوجھ کر بائیں طرف سلام پھیرے گا تو نماز لوٹانی پڑے گی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۶۳۸)

تعداد رکعت میں سہو، پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ گیا

مسئلہ ۲۷۶: کوئی شخص پہلی یا تیسری رکعت کے بعد بھول کر بیٹھ گیا اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار سے کم بیٹھ کر اُٹھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تاخیر کر کے اُٹھا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری ج ۱، ص ۶۵)

فجر کی چار اور عصر کی چھ رکعت پڑھ لی

مسئلہ ۲۷۷: اگر کسی نے بھول کر فجر کی نماز دو رکعت کے بجائے چار رکعت یا عصر کی نماز چار کے بجائے چھ رکعت، پڑھ لی اور قعدۂ اخیرہ کرنے کے بعد یہ زائد رکعتیں پڑھی ہیں تو فرض ادا ہو گیا اور وہ دو زائد رکعتیں نفل ہو جائیں گی مگر اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔ (شامی ج ۱ ص ۷۰) اگر زائد

رکعتوں سے پہلے آخری قعدہ نہیں کیا تھا تو فرض ختم ہو گیا یہ سب رکعتیں نفل ہو گئیں اور فرض نماز دوبارہ پڑھے۔

ایک شبہ کا ازالہ

مسئلہ ۲۷۸: نمازِ فجر کے بعد سورج نکلنے تک یونہی عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نفل نماز مکروہ ہے تو اس سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ فجر اور عصر میں دو زائد رکعتیں جو نفل ہو گئی ہیں وہ مکروہ ہوں گی اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کے بعد نفل نماز پڑھنی اس وقت مکروہ ہے جبکہ قصداً پڑھے اگر بھول کر یا کسی مجبوری کے سبب پڑھی تو مکروہ نہیں ہے۔ (شامی)

رکعت کی تعداد میں شک ہوا

مسئلہ ۲۷۹: اگر رکعت کے شمار میں بھول ہو گئی تو غالب گمان پر عمل کر کے اسی پر بنا کرے سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں مگر غیر محل میں اتنی دیر تک سوچتا رہا جس میں ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تاخیر ہو گئی تو اس تاخیر کی وجہ سے اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا اور اگر غالب گمان کسی طرف نہیں تو کم اختیار کرے مثلاً تین اور چار میں شک ہو تو تین، دو اور تین میں شک ہو تو دو قرار دے اور تیسری پر چوتھی رکعت پر بھی قعدہ کرے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ تیسری رکعت اصل میں چوتھی ہو۔ پھر چوتھی رکعت پڑھے اور قعدہ کر کے سجدۂ سہو کرے پھر سلام پھیرے۔ (درمختار، بہار شریعت)

التحیات کے بعد شک ہوا کہ تین ہوئیں یا چار

مسئلہ ۲۸۰: کسی کو التحیات پڑھنے کے بعد یہ شک ہوا کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار سوچتا رہا پھر یقین ہو گیا کہ چار ہو گئی ہیں تو اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد ایسا سوچا تو کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت ج ۴، ص ۷۵)

چار رکعتیں میں بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا

مسئلہ ۲۸۱: چار رکعت والی نماز پڑھ رہا تھا یہ خیال کر کے چار پوری ہو گئیں اور اس نے سلام پھیر دیا تو خیال آتے ہی چار پوری کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (بہار شریعت حصہ ۴، ص ۵۷) بشرطیکہ اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو نماز کے منافی ہے۔

مسئلہ ۲۸۲: چار رکعت والی نماز پڑھ رہا تھا اس کو یہ گمان ہوا کہ میں مسافر ہوں مجھ پر دو ہی رکعتیں ہیں یا ظہر کی نماز کو جمعہ کی نماز سمجھ کر یا عشاء کی نماز کو تراویح کی نماز سمجھ کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں اس کی نماز گئی دوبارہ پڑھے۔ (درمختار، بہار شریعت ج ۴، ص ۵۷)

امام نے چار والی تین پڑھائی

مسئلہ ۲۸۳: کسی امام نے چار رکعت والی نماز بھول کر تین رکعت پڑھا دی اور سلام پھیر دیا اس کے بعد مقتدیوں میں چرچا ہوا کہ امام نے تین پر سلام پھیر دیا ہے۔ امام نے مقتدیوں کی گفتگو سن کر بغیر کسی سے کچھ پوچھے اور بات کئے اللہ اکبر کہہ کر چوتھی رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا اور چار پوری کر کے سجدۂ سہو کیا اور سلام پھیرا تو امام اور نہ بولنے والے مقتدیوں کی نماز درست ہو گئی لیکن جن مقتدیوں نے بات چیت کر لی ہے ان کی نماز نہ ہوئی دوبارہ پڑھیں۔ (شامی)

التحیات پڑھ کر پانچویں کیلئے کھڑا ہو گیا

مسئلہ ۲۸۴: امام اگر چوتھی رکعت میں التحیات پڑھ کر پانچویں کیلئے بھول کر کھڑا ہو گیا تو مقتدی انتظار کریں اگر پانچویں کا سجدہ کرنے سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی امام کے ساتھ ہو جائیں یعنی امام کے ساتھ سلام پھیریں اور سجدۂ سہو کریں اور اگر امام نے پانچویں کا سجدہ کر لیا لوٹا نہیں اس صورت میں مقتدی تنہا سلام پھیر دیں امام کا ساتھ دینے کی ضرورت نہیں، اور جن مقتدیوں نے امام کے ساتھ پانچویں کا سجدہ کر لیا اس میں ایک اور رکعت ملائیں۔ تا کہ چھ پوری ہو جائے اور اخیر میں سجدۂ سہو کریں، چار پہلی والی فرض اور دو بعد والی نفل شمار ہو گی۔ (، عالمگیری ص ۶۷، ج ۱ بہار شریعت ص ۱۳۹ حصہ ۳)

مسئلہ ۲۸۵: اگر مقتدی نے امام کو پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے لقمہ دیا اور امام بیٹھ گیا تو سجدۂ سہو کرے، التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے نماز ہو گئی۔

مسئلہ ۲۸۶: اگر چوتھی رکعت میں قعدۂ اخیر نہیں کیا تھا اور پانچویں کیلئے کھڑا ہو گیا تو یاد آتے ہی لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے اور اگر پلٹا نہیں پانچویں کا سجدہ کر لیا تو اس صورت میں سب کی نماز فاسد ہو گئی۔ (عالمگیری ص ۶۷ ج ۱ بہارِ شریعت ص ۱۳۹، حصہ ۳)

بھول کر پانچ رکعتیں پڑھ لیں

مسئلہ ۲۸۷: کسی نے چار رکعت پڑھ کر قعدۂ اخیرہ کیا پھر بھول کر پانچویں کیلئے کھڑا ہو گیا اور پانچویں کا رکوع اور سجدہ بھی کر لیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اس کی چار رکعت نماز درست ہو گئی اور

پانچویں رکعت بیکار ہوگئی۔ (درمختار بر حاشیہ شامی، ص ۶۹۸)

بیماری کی وجہ سے رکعت کا شمار نہیں کر سکتا

مسئلہ ۲۸۸: جس شخص کو بہت زیادہ بھولنے کی بیماری ہے اس کیلئے نہایت ضروری ہے کہ باجماعت نماز پڑھے جب کوئی شخص لائق امامت نہ ملے تو اپنی یادداشت پر پڑھے اگر رکعتوں میں شبہ ہو تو کم اختیار کرے، مثلاً ایک اور دو میں شبہ ہو تو ایک جانے، دو اور تین میں شبہ ہو تو دو سمجھے، اسی طرح جہاں قعدۂ اخیر کا شبہ ہو وہاں وہاں قعدہ بھی کرتا جائے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (فتاویٰ رضویہ،)

مسافر نے بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑھی

مسئلہ ۲۸۹: مسافر پر واجب ہے کہ قصر کرے یعنی چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھے، قصداً چار رکعت پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے لہٰذا اگر مسافر نے رکعت قصرِ نماز پڑھنے کی بجائے بھول کر چار رکعت پڑھ لیں اور دوسری رکعت کا قعدہ کرلیا ہے تو اس کی فرض نماز درست ہوگئی لیکن سجدۂ سہو واجب ہے اور بعد والی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی مگر اس صورت میں اگر امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم ہیں تو مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شامی ص ۷۴۱، ج ۱)

مسئلہ ۲۹۰: اگر مسافر نے قصداً چار رکعتیں پڑھیں اور دو رکعت پر قعدہ کرلیا ہے تو اس کا فرض ادا ہو جائے گا اور بعد والی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی مگر قصداً واجب ترک کر دینے کی وجہ سے وہ وہ سخت گنہگار ہوا اس لئے توبہ بھی کرے اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوا، اس کی یہ نماز نفل ہو گئی فرض کو دوبارہ پڑھے۔ (ہدایہ عالمگیری، درمختار وغیرہ بحوالہ بہارِ شریعت، ص ۷۷، حصہ ۴)

مسافر نے سجدۂ سہو کر کے اقامت کی نیت کی

مسئلہ ۲۹۱: مسافر نے قصر کی وجہ سے دو رکعت کی نیت کی، نماز میں سہو ہو گیا اس لئے اس نے سجدۂ سہو بھی کرلیا پھر سلام پھیرنے سے پہلے اقامت کی نیت کر لی تو اب اس صورت میں اس کو چار رکعت پڑھنی ضروری ہے اور اخیر میں دوبارہ سجدۂ سہو بھی کرنا واجب ہے۔ (عالمگیری ج ۱، ص ۶۷) کیونکہ کہ سجدہ سہو نماز کے آخر میں ہوتا ہے پہلے والا ضائع ہو گیا۔

مسافر امام کے ساتھ مقیم سجدۂ سہو کرے

مسئلہ ۲۹۲: امام مسافر ہے، اس کو نماز میں سہو ہو، اور اس کے پیچھے مقیم مقتدی بھی ہیں تو جب

دو رکعت کے بعد امام سجدۂ سہو کرے گا تو مقیم مقتدی بغیر سلام پھیرے امام کے ساتھ سجدۂ سہو کریں گے، اس کے بعد مقیم جب اپنی نماز پوری کرنے لگا تو اس میں سہو ہوا تو پھر اخیر میں دوبارہ سجدۂ سہو کرے۔ (عالمگیری، شامی، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۲۹۳: اگر مقیم نے امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہیں کیا تو اپنی نماز پوری کرنے کے بعد اخیر میں سجدۂ سہو کرے ورنہ نماز لوٹانی پڑے گی یونہی اگر مقیم نے مسافر امام کے ساتھ قصداً سلام پھیر کر سجدۂ سہو کیا تو نماز لوٹانی پڑے گی۔ (عالمگیری، شامی اور فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

پانچویں یا چھٹی میں کسی نے اقتدا کی

مسئلہ ۲۹۴: آخری قعدہ کر کے امام بھولے سے پانچویں یا چھٹی کیلئے کھڑا ہو گیا اور اسی حالت میں کسی نے امام کی اقتداء کی، تو اس اقتدا کرنے والے کی فرض نماز درست نہیں ہوگی کیونکہ بعد والی رکعتیں امام کی نفل ہوں گی۔ (عالمگیری، ص ٦٨، ج ١)

یقین ہے کہ چار رکعت پڑھی سلام کے بعد کسی نے شک دلایا

مسئلہ ۲۹۵: کسی نے اپنے یقین کے ساتھ چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا سلام کے بعد ایک دو لوگوں نے کہا کہ تم نے تین ہی رکعت پر سلام پھیرا ہے تو ایسی صورت میں وہ اپنے یقین کے مطابق عمل کرے اس کی نماز ہو گئی جب کہ خبر دینے والے عادل (شرعاً قابل اعتماد) نہ ہوں اور اگر خبر دینے والا عادل شخص ہے تو نماز لوٹائے اگر چہ اس کے خیال میں یہ خبر غلط ہے۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

بالغ ہونے کے بعد پہلی بار تعداد رکعت میں شک ہوا

مسئلہ ۲۹۶: جس کو رکعت کے شمار کرنے میں شک ہوا کہ تین ہوئی یا چار اور بالغ ہونے کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر نماز توڑ دے یا غالب گمان کے مطابق عمل کر کے نماز پوری کرے مگر بہر صورت اس نماز کو دوبارہ پڑھے سجدۂ سہو سے کام نہ چلے گا۔ (بہار شریعت حصہ ۴ ص ۷۵)

امام کو رکعت میں شک ہوا اور کنکھیوں سے دیکھا

مسئلہ ۲۹۷: امام نے دو رکعت نماز پڑھائی دوسرے سجدہ سے اٹھتے وقت اس کو شک ہو گیا کہ ایک رکعت ہوئی یا دو اس وجہ سے اس نے اپنے شک کو دور کرنے کیلئے بلا منہ پھیرے گوشہ چشم یعنی آنکھون کے کناروں سے مقتدیوں کی طرف دیکھا کہ اگر وہ لوگ اٹھیں تو اٹھوں اور بیٹھیں تو میں بھی بیٹھ

جاؤں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے نہ ہی اس پر سجدۂ سہو واجب ہے، البتہ بلاکسی غرض صحیح کے آنکھوں کے کناروں سے ادھر ادھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (عالمگیری ج ا ص ٦٦)

چار رکعتیں سنت مؤکدہ میں دو پر سلام پھیر دیا

مسئلہ ۲۹۸: چار رکعت سنت مؤکدہ کی نیت کی اور دو رکعت پر بھول کر سلام پھیر دیا تو یاد آتے ہی کھڑا ہو جائے اور چار پوری کر کے قعدۂ اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (شامی)

مسئلہ ۲۹۹: اگر کسی نے ظہر کی پہلی چار رکعت سنت مؤکدہ کی نیت کی اور دو رکعت پڑھنے سے پہلے جماعت کھڑی ہوگئی تو اسے چاہیے کہ دو رکعت پوری کرے سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہو جائے پھر فرض کے بعد کی سنت مؤکدہ دو رکعت ادا کر کے چار رکعت پڑھے پہلی والی دو رکعت نفل ہوگئی۔ (شامی(

نماز میں حدث ہوا اور وضو کرنے گیا اس وقت تعداد رکعت میں شک ہوا

مسئلہ ۳۰۰: کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ نماز میں اس کو حدث لاحق ہوا یعنی وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس وقت اس کو شک ہوا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھیں ہیں یا چار اور سوچنے میں کچھ دیر تک وضو کرنے سے رکا رہا تو جب وضو کر کے اپنی بقیہ نماز پڑھے گا تو اس میں اس پر آخر میں سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری ج ا ص ٦٦ بہارِ شریعت حصہ ۴ ص ۵۸)

دو رکعت میں سہو ہوا، سجدۂ سہو کے بعد چار رکعت کا ارادہ کیا

مسئلہ ۳۰۱: کسی نے دو رکعت نفل کی نیت باندھی اور اس میں سہو ہو گیا اور سجدۂ سہو بھی کر لیا پھر سلام پھیرنے سے پہلے چار رکعت پڑھنے کا ارادہ کر لیا تو اس کی چار رکعت نفل صحیح ہو جائے گی لیکن آخر میں دوبارہ سجدۂ سہو کرنا ہوگا ایسی حالت میں اس کیلئے بہتر یہ تھا کہ اس پر بنا نہ کرتا دو رکعت علیحدہ پڑھتا۔ (عالمگیری ج ا ص ٦٧)

تنبیہ: اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے، بعض حضرات نے فرمایا کہ جمعہ اور ظہر سے پہلے والی چار رکعت سنتِ موکدہ شروع کی اور خطبہ جمعہ کے لئے امام کھڑا ہو گیا یا ظہر کی جماعت قائم ہو گی تو چار رکعت پوری کرے۔ دو پر سلام نہ پھیرے جب کہ خطبہ اور جماعت کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اسی کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ میں ترجیح دی ہے مگر دونوں قولوں کو صحیح اور ان کے دلائل کو قوی بتایا ہے۔ ترجمہ یہ مسئلہ اس قبیل سے ہے کہ اس کے دونوں قولوں میں سے انسان جس پر

چاہے عمل کرے تو کوئی اعتراض نہیں ہے اور میں خود دوسرے قول کی طرف اپنے آپ کو مائل پاتا ہوں۔

شک کی سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے

مسئلہ ۳۰۲: شک کی سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اور غالب گمان کی صورت میں نہیں مگر جب کہ سوچنے میں ایک رکن تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تاخیر ہوگئی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (شامی، بہارشریعت)

قعدہ اور التحیات

مسئلہ ۳۰۳: قعدہ میں بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جب قعدہ کرنا ہو تو سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں (الٹا) پاؤں بچھا کر دونوں سرین کو اس پر رکھ کر بیٹھے، اور داہنا (سیدھا) قدم کھڑا کر کے زمین پر اس طرح رکھے کہ پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ رہیں یہ حکم مردوں کے لئے ہے اور عورتیں دونوں پاؤں کو داہنی طرف نکال دیں اور بائیں سرین کو زمین پر رکھ کر بیٹھیں اس کے بعد داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر مرد، عورت دونوں اس طرح رکھیں کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں اپنی حالت پر رہیں نہ ملی ہوں اور نہ خوب پھیلی ہوئی ہوں اور انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ران پر قبلہ رخ رہیں، گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑ کر نہ رکھیں، اتنے ہاتھ آگے نہ کریں کہ انگلیاں زمین کی طرف متوجہ ہو جائیں، قعدہ کی حالت میں نظر گود کی طرف رکھیں اور پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔

تشہد

مسئلہ ۳۰۴: قعدۂ اولیٰ اور قعدہ اخیر میں پوری التحیات پڑھنی واجب ہے نیز ان دونوں قعدوں کے علاوہ بھی جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تشہد پڑھنا واجب ہے اگر ایک لفظ بھی چھوٹے گا تو ترک واجب لازم آئیگا۔ (بہارِشریعت)

التحیات کے الفاظ یہ ہیں

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہ ٗ اس میں کوئی حرف کم وبیش نہ کرے اسی کو تشہد کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۰۵: جب کلمہ ''لا'' کے قریب پہنچے داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے

اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملائے اور لفظ ''لا'' پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمہ الا پر انگلی کو گرا دے اور سب انگلیوں کو فوراً سیدھی کر لے۔ (بہارِ شریعت) مگر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انگلی اٹھانے سے منع فرمایا ہے اس پر آپ نے مکمل تحقیق مکتوبات شریف، میں پیش کی ہے۔

قعدہ میں دونوں پاؤں کھڑا یا بچھا ہوا رکھا

مسئلہ ۳۰۶: اگر کسی نے قعدہ میں دونوں پاؤں کو کھڑا رکھا یا بچھا کر اس پر بیٹھا تو اس سے سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا ایسا کرنا سنت کے خلاف ہے، اگر کسی عذر اور بیماری کی وجہ سے ہے تو حرج نہیں نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔

قعدۂ اولیٰ بھول گیا

مسئلہ ۳۰۷: قعدۂ اولیٰ (پہلا قعدہ) بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہوا ہو فوراً بیٹھ جائے اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو اب قعدہ کی طرف نہ لوٹے نماز پوری کر کے اخیر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو گئی اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر قعدہ کی طرف لوٹا ایسا کرنا گناہ ہے نماز واجب اعادہ ہے لہٰذا حکم یہ ہے کہ اگر سیدھا کھڑا ہو کر بیٹھا ہے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔

(شامی ص ۱۰۷، ج ۱ بہارِ شریعت ص ۵۱ ج ۳ غنیہ)

امام قعدہ بھول کر کھڑا ہو رہا تھا کہ مقتدی نے لقمہ دیا

مسئلہ ۳۰۸: امام قعدۂ اولیٰ بھول گیا اور کھڑا ہونے لگا ابھی پورا کھڑا نہ ہوا تھا بلکہ بیٹھنے کی حالت کے قریب تھا یعنی بدن کے نیچے کا حصہ سیدھا نہ ہونے پایا تھا کہ کسی مقتدی نے لقمہ دیا یا امام کو خود یاد آ گیا اور بیٹھ گیا تو اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں نماز ہو جائے گی، اور اگر امام کھڑا ہونے کے قریب تھا یعنی نیچے کا دھڑ سیدھا ہو گیا تھا مگر ابھی اوپر کا دھڑ جھکا ہوا تھا کہ لقمہ آیا، یا امام از خود پلٹ آیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے آخر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو گئی اور لقمہ دینے والے کی بھی نماز ہو گئی۔ اور اگر امام سیدھا کھڑا ہو چکا تھا اب امام نہ لوٹے اور جس نے لقمہ دیا اس کی نماز گئی اگر امام نے اس کا لقمہ لیا تو امام کی بھی نماز ٹوٹ جائے گی اور سب مقتدیوں کی بھی ٹوٹ جائے گی۔ فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۱۸۱۔ بہار شریعت ج ۱)

مسئلہ ۳۰۹: اگر پورا کھڑا ہو گیا کہ پیٹھ بھی سیدھی ہو گئی تو اب پلٹنے کی ضرورت نہیں بلکہ حکم یہ

ہے کہ بغیر پلٹے ہوئے نماز پوری کرے اخیر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس صورت میں قعدہ کی طرف پلٹے گا تو گناہ گار ہوگا سیدھا کھڑا ہو کر یاد آنے پر خود بخود بغیر کسی کے لقمہ دیئے پلٹا تو حکم یہ ہے کہ فوراً کھڑا ہو جائے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی اور اگر فوراً کھڑا نہیں ہوا قعدۂ اولیٰ پورا کر کے اٹھا اور نماز پوری کی تو اس صورت میں بھی اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اگر سجدۂ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی نہیں کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

مسئلہ ۳۱۰: امام قعدۂ اولیٰ بھول کر سیدھا کھڑا ہو گیا یا سیدھا کھڑا ہونے کے قریب تھا اور مقتدی نے لقمہ دیا اور مقتدی کے لقمہ دینے کی وجہ سے امام قعدۂ اولیٰ میں لوٹا تو اس صورت میں امام اور تمام مقتدیوں کی نماز گئی اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے۔ سجدۂ سہو سے کام نہ چلے گا (اکثر لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں) اگر امام نے مقتدی کا لقمہ قبول نہیں کیا یعنی قعدۂ اولیٰ کی طرف نہیں پلٹا نماز پوری کر کے اخیر میں سجدۂ سہو کر لیا تو امام اور دوسرے تمام مقتدیوں کی نماز ہو گئی مگر لقمہ دینے والے کی نماز نہ ہوئی اس کو دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۸ فتاویٰ فیض الرسول ص ۳۸۷ ج ۱) کیونکہ نماز میں بلاوجہ لقمہ دینے سے لقمہ دینے والے کی نماز ٹوٹ جاتی ہے (ھدایہ، ۱، ۱۶۷)

امام بیٹھنے کے قریب تھا کہ مقتدی نے لقمہ دیا

مسئلہ ۳۱۱: امام قعدۂ اولیٰ بھول گیا اور کھڑا ہونے لگا مگر ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا تھا بلکہ بیٹھنے کے قریب تھا اسی حالت میں مقتدی نے لقمہ دیا مگر امام لقمہ دینے کے باوجود بیٹھا نہیں کھڑا ہو گیا تو اس صورت میں امام کو بیٹھ جانا ضروری ہے اگر بیٹھ گیا تو نماز ہو گئی سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں اور لقمہ دینے کے بعد نہ بیٹھا تو امام نے نہ بیٹھ کر واجب کو قصداً ترک کیا اس لئے اس صورت میں نماز دوبارہ پڑھنی واجب ہے سجدۂ سہو سے کام نہ چلے گا۔ (عالمگیری ۱ ص ۱۱۸) اگر ابھی تک سمجھ ہی نہیں آئی تھی کہ جلدی میں کھڑا ہو گیا تو پھر واپس نہ آئے آخر میں سجدہ سہو کر لے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۱۲: اگر کسی نے بھول کر قعدا اولیٰ چھوڑا اور قعدۂ اخیر میں سلام سے پہلے یاد آیا تو اسی وقت سجدۂ سہو کر لے پھر التحیات اور درود شریف پڑھ کر سلام پھیرے نماز ہو گئی۔ (درمختار)

امام کھڑا ہونے کے قریب تھا کہ لقمہ مل گیا

مسئلہ ۳۱۳: اگر امام ابھی پورا سیدھا نہ کھڑا ہونے پایا تھا کہ مقتدی نے لقمہ دیا اور امام بیٹھ گیا تو سب کی مام ہو جائے گی اور سجدہ سہو کی بھی حاجت نہیں ہے اور اگر امام پورا کھڑا ہو گیا تھا اس کے بعد مقتدی نے لقمہ دیا تو مقتدی کی نماز اسی وقت ٹوٹ جائے گی اور جب اس کے کہنے سے امام بھی واپس

قعدہ اولیٰ کی طرف لاٹ آیا تو امام صاحب کی بھی نماز گئی اور سب کی گئی، اور اگر مقتدی نے اس وقت لقمہ دیا تھا جب امام ابھی پورا سیدھا نہ کھڑا ہوا تھا مگر اتنے میں امام صاحب پورے کھڑے ہو گئے اور لقمہ دینے کے باوجود قبول نہ کیا اور اب کھڑا ہونے کے بعد لوٹا تو اصح مذہب میں نماز تو ہو گئی مگر مخالفت حکم کے سبب مکروہ ہو گئی کیونکہ واپس لوٹنا جائز نہیں تھا لہٰذا نماز کا اعادہ کریں کیونکہ ایک مذہب کے مطابق نماز ہوئی ہی نہیں۔(فتاوی رضویہ جلد ۸، ص ۲۱۳) لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ ایسی نماز دوبارہ پڑھی جائے۔

وتر کی نماز میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا

مسئلہ ۳۱۴: وتر کی نماز مثل مغرب کی نماز کے ہے یعنی وتر کی نماز کا بھی قعدۂ اولیٰ واجب ہے۔لہٰذا اگر کسی نے وتر کی نماز میں قعدۂ اولیٰ بھول کر چھوڑ دیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔(شامی)

نفل میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا

مسئلہ ۳۱۵: سنت غیر مؤکدہ اور چار رکعت والی نفل نماز میں اگر قعدۂ اولیٰ بھول گیا اور چار رکعتیں پڑھ لیں تو صحیح مذہب پر نماز ہو گئی مگر آخر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔(نفل کی ہر دو رکعت مستقل نماز ہونے کے باوجود فقہاء کرام نے بطور استحسان ان چاروں کو ایک نماز کے حکم میں شمار کرتے ہوئے قعدۂ اولیٰ بھول کر چھوٹ جانے پر سجدۂ سہو کر لینے سے نماز کو جائز بتایا ہے)(مراقی الفلاح ص ۲۲۸، بہارِ شریعت)

مسئلہ ۳۱۶: اگر کسی نے چار رکعت والی نفل میں بھول کر قعدۂ اولیٰ ترک کر دیا اور چار پڑھ لیں اور آخر میں سجدۂ سہو نہیں کیا تو یہ چاروں دو ہی کے قائم مقام گنی جائیں گی۔(مسائل سجدۂ سہو)

قعدۂ اولیٰ میں التحیات بھول گیا

مسئلہ ۳۱۷: قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ دونوں میں پوری التحیات پڑھنی واجب ہے اسی طرح جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تشہد پڑھنا واجب ہے اگر کوئی ایک لفظ بھی چھوٹ گیا تو واجب کا ترک ہوگا لہٰذا اگر بھول کر التحیات یا اس کا کچھ حصہ یا ایک لفظ بھی چھوٹ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر جان بوجھ کر چھوڑا تو نماز لوٹانی واجب ہے سجدۂ سہو سے کام نہ چلے گا نماز خواہ فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل ہو۔(عامہ کتب)

التحیات کی جگہ فاتحہ یا کوئی سورۃ پڑھ دی

مسئلہ ۳۱۸: اگر کسی نے التحیات پڑھنے کے بجائے بھول کر سورۃ فاتحہ یا اور کوئی سورۃ پڑھ دی اور اسی وقت قعدہ میں ہی یاد آ گیا تو فوراً یاد آتے ہی التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو، یا کھڑا ہو گیا پھر یاد آیا تو التحیات پڑھنے کیلئے لوٹے نہیں اسی طرح نماز پوری کر لے اور ان دونوں صورتوں میں اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اخیر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو گئی۔ مسائل سجدہ سہو

مسئلہ ۳۱۹: اگر قعدۂ اولیٰ میں پہلے التحیات پڑھی پھر بھول کر اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھی یا اور کوئی سورۃ پڑھ دی تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر قعدۂ اخیرہ میں ایسا ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں، طحطاوی، ص ۲۵۰, (مسائل سجدہ سہو ص ۹۸)

التحیات قعدۂ اولیٰ میں دوبار پڑھی

مسئلہ ۳۲۰: اگر کسی نے قعدۂ اولیٰ میں دوبار التحیات پڑھی تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (مسائل سجدہ سہو)

مقتدی التحیات بھول گیا

مسئلہ ۳۲۱: نماز کے پہلے قعدے میں امام التحیات پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور کوئی مقتدی التحیات پڑھنا بھول گیا اور امام کے ساتھ وہ بھی کھڑا ہو گیا تو یاد آتے ہی بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر امام کے ساتھ مل جائے اگرچہ رکعت چھوٹ جائے۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ ۳۲۲: التحیات پڑھنے کی وجہ سے جو رکعت چھوٹ گئی ہے اس کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے، نماز ہو جائے گی سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں اور اگر تشہد نہیں پڑھا اور امام کی متابعت کر کے نماز پوری کر لی تو نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

قعدۂ اولیٰ میں امام کھڑا ہو گیا اور مقتدی کی التحیات باقی ہے

مسئلہ ۳۲۳: قعدۂ اولیٰ میں امام تشہد پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے ابھی التحیات پوری نہیں کی ہے تو مقتدی کو واجب ہے کہ التحیات پوری پڑھ کر کھڑا ہو۔ (بہارِ شریعت حصہ ۳، ص ۷۷

قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیا

مسئلہ ۳۲۴: فرض، واجب، اور سنت مؤکدہ نمازوں کے پہلے قعدہ میں التحیات کے بعد بھول کر درود شریف پڑھ لیا، یا صرف اللھم صل علیٰ محمد یا اللھم صلی علی سیدنا تک پڑھا کہ یاد آ گیا اور فوراً تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (ردالمختار، فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۱۹۱)

قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد خاموش بیٹھا رہا

مسئلہ ۳۲۵: قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر فوراً کھڑا نہیں ہوا بلکہ خاموش بیٹھا رہا اگر یہ خاموشی ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار رہے تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم ہے تو نہیں۔ (عالمگیری) اگر امام کے پیچھے ہے تو بھی خاموش نہ بیٹھے بلکہ اخری کلمات کو دہراتا رہے۔

قعدۂ اولیٰ میں مقتدی نے اللھم صل علی محمد کے بعد لقمہ دیا

مسئلہ ۳۲۶: پہلے قعدہ میں امام نے التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف شروع کر دیا اور کوئی امام سے اتنا قریب تھا کہ اس کے درود پڑھنے کو سن لیا۔ ابھی امام صل علیٰ سے آگے نہیں پڑھا ہے تو مقتدی اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دے، اگر امام نے لقمہ لیا اور فوراً کھڑا ہو گیا، تو نماز ہو گئی سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں اور اگر لقمہ قبول نہیں کیا اور اللھم صلی علیٰ سے آگے محمد کہا یا سیدنا کہا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی، دوبارہ پڑھے، سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۲۱۲)

مسئلہ ۳۲۷: اگر مقتدی کو معلوم ہو گیا کہ امام اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدْ تک پڑھ لیا ہے تو مقتدی کو اس صورت میں لقمہ دینا جائز نہیں ہے، بلکہ انتظار کرنا چاہیے اگر امام کو خود یاد آ گیا اور کھڑا ہو گیا تو ٹھیک ہے، ورنہ جب سلام پھیرنے لگے اس وقت لقمہ دے کر بتائے، اگر اس سے پہلے لقمہ دے گا تو لقمہ دینے والے کی نماز جاتی رہے گی، اور اگر امام نے لقمہ قبول کر لیا تو امام اور سب مقتدیوں کی نماز جائے گی، سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا، نماز کو لوٹانی پڑے گی۔ (فتاویٰ رضویہ ج8،)

فائدہ۔ قعدہ اولیٰ میں سجدۂ سہو اس لئے واجب نہیں ہوا کہ اس نے درود شریف پڑھا بلکہ اس لئے کہ قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا واجب تھا۔ اس میں تاخیر ہو گی اور واجب چھوٹ گیا اس لئے سجدۂ سہو واجب ہے۔ یہی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک ہے۔

لفظ التحیات کہہ کر لقمہ دیا

مسئلہ ۳۲۸: کسی نے اپنے امام کو اللہ اکبر یا سبحان اللہ کے بجائے التحیات کہہ کر لقمہ دیا تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئی نماز ہوگئی، جبکہ سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دینا سنت ہے، بہر حال اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۲۱۴)

نفل کے قعدۂ اولیٰ میں درود شریف پڑھ لیا

مسئلہ ۳۲۹: چار رکعت والی نفل نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں، بلکہ چار رکعت والی نفل نماز کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ (درمختار ج ۱، ص ۹۵)

تراویح میں قعدہ بھول گیا

مسئلہ ۳۳۰: تراویح کی نماز میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور تیسری رکعت کیلئے سیدھا کھڑا ہو گیا تو یاد آتے ہی قعدہ کی طرف لوٹ آئے اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کرے، پھر التحیات پڑھ کر سلام پھیرے، اور اگر لوٹا نہیں بلکہ تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ میں بیٹھا اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کیا، تو اصح (صحیح ترین) مذہب پر نماز نہ ہوئی، اس نماز کو دوبارہ پڑھے، اور جتنا قرآن ان تین رکعتوں میں پڑھا ہے اس کو دہرائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۶۵۳)

مسئلہ ۳۳۱: اگر دو رکعت پڑھ کر نہیں بیٹھا چار رکعت پڑھ کر بیٹھا تو یہ چار رکعتیں دو شمار ہوں گی مگر سجدۂ سہو واجب ہوگا اور جتنا قرآن ان چاروں رکعتوں میں پڑھا ہے، اس کو دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (شامی، فتاویٰ رضویہ،)

قعدۂ اولیٰ میں شک ہو گیا

مسئلہ ۳۳۲: کسی کو قعدۂ اولیٰ میں شک ہو گیا کہ قعدہ میں بیٹھا کہ نہیں تو ایسی حالت میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ ۸)

قعدۂ اولیٰ میں بھول کر سلام پھیر دیا

مسئلہ ۳۳۳: اگر کسی نے نماز کے پہلے قعدہ میں بھول کر ایک طرف، یا دونوں طرف سلام

پھیر دیا، اور فوراً یاد آ گیا، اور کوئی ایسا کام جو نماز کے منافی ہے سرزد نہیں ہوا، تو فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے، اور نماز پوری کر کے آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (شامی)

نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت

مسئلہ ۳۳۴: قعدۂ اولیٰ کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے اور حسبِ دستور ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے، اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف پڑھے۔ بسم اللہ پڑھنے کا حکم امام اور تنہا نماز پڑھنے والے کیلئے ہے، جو لوگ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں انہیں بسم اللہ نہیں پڑھنا ہے کیونکہ بسم اللہ قرأت کے تابع ہے، اور مقتدیوں پر قرأت نہیں، اس لئے انہیں بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

تیسری رکعت میں سورۃ ملالی

مسئلہ ۳۳۵: اگر کسی نے تیسری یا چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورت ملالی تو نماز ہو جائے گی سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں ہوگی، (فتاوی رضویہ ۸)

تیسری رکعت میں کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر باندھا

مسئلہ ۳۳۶: کسی نے بھول کر تیسری رکعت میں اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھا کر باندھا تو اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے اور اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو سنت کے خلاف کیا مگر سجدۂ سہو بہر حال نہیں ہے۔ مسائل سجدہ سہو

تیسری رکعت میں بسم اللہ بھول گیا

مسئلہ ۳۳۷: تیسری رکعت میں الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول گیا یا قصداً نہیں پڑھی دونوں صورتوں میں اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے۔ مگر قصداً بسم اللہ چھوڑنا اچھا نہیں ہے۔

تیسری رکعت میں ثنا اور تعوذ پڑھ لیا

مسئلہ ۳۳۸: فرض، وتر اور سنت مؤکدہ کی تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر الحمد پڑھنے سے پہلے کسی نے بھول کر ثنا یا تعوذ پڑھ لیا تو سنت کے خلاف کیا، نماز ہو گئی اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۳۹: سنت غیر مؤکدہ اور نفل نماز کی تیسری رکعت میں جب کھڑا ہو تو پہلے ثنا یعنی

سبحانک اللّٰھم پھر اعوذ باللہ اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے۔

مسئلہ ۳۴۰: اگر کسی نے ثنا اعوذ باللہ اور بسم اللہ ان تینوں کو یا بعض کو نفل کی تیسری رکعت میں نہیں پڑھا تو اچھا نہیں کیا، مگر اس سے سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔

نماز کی چوتھی رکعت

ہر نماز کی چوتھی رکعت کے شروع میں الحمد شریف سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اس کے چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا۔ (ماخوذ فتاویٰ رضویہ، بہارِ شریعت)

قعدۂ اخیر میں سہو

قعدۂ اخیر میں اسی طرح بیٹھے جیسے قعدۂ اولیٰ میں بیٹھا تھا، جس کا ذکر قعدۂ اولیٰ میں ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۳۴۱: نماز کی کل رکعتیں پوری کرنے کے بعد یعنی چار رکعتوں والی نماز کی چاروں، تین رکعت والی کی تینوں اور دو رکعت والی کی دونوں رکعتوں کو پورا کرنے کے بعد آخر میں اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں پوری التحیات یعنی عبدہ ورسولہ تک پڑھی جاسکے فرض ہے، اور قعدۂ اخیرہ میں التحیات پوری پڑھنی واجب ہے، اگر ایک لفظ بھی چھوٹا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ ۳۴۲: قعدہ اخیرہ میں بیٹھا، پھر یہ گمان کیا کہ ایک رکعت باقی رہ گئی ہے کھڑا ہو گیا پھر یاد آ گیا کہ سب رکعتیں پوری ہو گئی ہیں بیٹھ گیا، اور دونوں بار کا بیٹھنا مجموعی طور پر اتنا ہو گیا جس میں پوری التحیات پڑھی جاسکے تو فرض ادا ہو گیا اس صورت میں التحیات اگر بھول گیا ہے تو سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی اور اگر التحیات کو قصداً چھوڑ دیا تو نماز لوٹانی پڑے گی سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا۔

قعدۂ اخیرہ سوتے میں گزر گیا

مسئلہ ۳۴۳: پورا قعدۂ اخیرہ سوتے میں گزر گیا، تو بیداری کے بعد اس کا اعادہ کرے یعنی بقدر التحیات بیٹھے اور سجدۂ سہو بھی کرے ورنہ نماز ہی نہ ہوگی۔ (بہارِ شریعت)

قعدۂ اخیرہ میں نہیں بیٹھا کھڑا ہو گیا

مسئلہ ۳۴۴: قعدۂ اخیرہ میں نہیں بیٹھا بلکہ بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہیں ہے یاد آتے ہی قاعدہ میں لوٹ آئے اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز لوٹائے۔ (بہارِ شریعت)

قعدہ اخیرہ میں تشہد بھول کر قرأت شروع کر دی

مسئلہ ۳۴۵: کسی نے چار رکعت والی نماز کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھی اور قعدہ اخیرہ کے موقعہ پر تشہد پڑھنا بھول گیا۔ اور قرأت شروع کر دی۔ قرأت کے بعد رکوع بھی کر لیا تو اس کا حکم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی طرح ہے جو بھول کر چوتھی رکعت کے بعد کھڑا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنے والے نے جب تک پانچویں رکعت کا سجدۂ نہیں کیا ہے، تو یاد آنے پر تشہد پڑھے اور سجدۂ سہو کرے، نماز ہو جائے گی۔ (بہارِ شریعت)

نماز بیٹھ کر پڑھنے والے نے قعدۂ اولیٰ میں قیام کی نیت کی

مسئلہ ۳۴۶: چار رکعت نماز بیٹھ کر پڑھنے والے نے دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد قعدۂ اولیٰ کی نیت کی بجائے قیام کی نیت کی، مگر قرأت شروع نہیں کی تو یاد آتے ہی تشہد پڑھے اور نماز پوری کرے، سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔ (بہارِ شریعت ج ۱)

مسئلہ ۳۴۷: اور اگر قیام کی نیت کر کے قرأت شروع کر دی تب یاد آیا تو قرأت چھوڑ کر تشہد نہ پڑھے بلکہ چار رکعت پوری کر کے اخیر میں سجدۂ سہو کرے، نماز ہو گئی۔ جو حکم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا اور قعدۂ اولیٰ چھوٹ جانے کا ہے، وہی حکم اس کا ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ ۳۴۸: قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو گیا اور چار رکعت والی نماز میں پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا یا مغرب میں تیسری پر نہیں بیٹھا، چوتھی کا سجدہ کر لیا یونہی فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا تیسری کا سجدہ کر لیا تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہو گیا نماز دوبارہ پڑھے سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا، البتہ مغرب کے سوا اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے اس کی یہ نماز نفل ہو جائے گی۔ (بہارِ شریعت، فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۱۶۸) مغرب میں تین کے بعد ایک رکعت اور پڑھ لی ہے تو چار ہو گئیں اب اگر ایک اور ملائے گا تو پانچویں رکعت ضائع ہو جائے گی۔

بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد سجدہ تلاوت یاد آیا

مسئلہ ۳۴۹: قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدۂ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا

بھول گیا ہے، یاد آنے پر اگر وہ سجدہ کر لیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد دوبارہ بقدر تشہد بیٹھے، اور تشہد پڑھے کیونکہ پہلا قعدہ جاتا رہا، پھر سجدہ سہو کرے کہ اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اگر

دوبارہ قعدہ نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔(بہارِ شریعت)

سجدۂ سہو سے قعدہ باطل نہیں ہوتا

مسئلہ ۳۵۰: سجدۂ سہو کرنے سے وہ قعدہ جو سجدۂ سہو سے پہلے کیا ہے وہ باطل نہ ہوا باقی رہتا ہے، مگر دوبارہ تشہد پڑھنا واجب ہے، اگر سجدۂ سہو کر کے بغیر التحیات پڑھے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہو گیا مگر واجب چھوڑ دینے سے گنہگار رہوا، ایسی نماز کو لوٹانا واجب ہے۔(ردالمختار بہارِ شریعت)
اگر بھول کر سلام پھیر دیا اور ابھی حرمت نماز میں ہے یعنی کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے نماز ہو جائے گی۔

قعدۂ اخیرہ میں تشہد بھول گیا یا تشہد کے بجائے الحمد پڑھی

مسئلہ ۳۵۱: قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھنا بھول گیا یا التحیات کے بجائے الحمد شریف پڑھ دیا اور سلام پھیر دیا تو یاد آتے ہی لوٹے اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے۔(عالمگیری
)

جہاں جہاں قعدۂ اخیرہ کا شبہ ہو وہاں قعدہ کرتا جائے

مسئلہ ۳۵۲: کسی کو رکعتوں میں شبہ ہوا کہ کتنی ہوئی تو اس صورت میں کم کو مان کر جتنی باقی رہ گئی ہے اس کو پڑھے، مثلاً ایک اور دو میں شک ہوا تو ایک مانے دو اور تین میں شک ہوا تو دو مانے تین اور چار میں شک ہوا تو تین مانے جہاں جہاں قعدۂ اخیرہ کا شبہ ہو وہاں وہاں قعدہ کرتا جائے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ مثلاً دو رکعت والی نماز میں شک ہوا کہ دو ہوئی یا ایک تو ایک مان لے اور قعدہ کر کے دوسری رکعت پڑھے، کیونکہ ممکن ہے کہ یہی دوسری رکعت ہو، یونہی چار رکعت والی نماز میں شبہ ہوا کہ چار ہوئی یا تین، تو تین مان لے اور قعدہ کرے پھر چوتھی کیلئے کھڑا ہو اور ایک رکعت پوری کرے پھر قعدہ کر کے سجدۂ سہو کرے، کیونکہ شک کی صورت میں یہ ممکن ہے کہ جس کو پہلی رکعت مانا ہے وہی دوسری ہو، یونہی جس کو تیسری رکعت مانا ہے وہی چوتھی ہو، اور دو رکعتی میں دو پر اور چار رکعتی میں چار پر قعدہ فرض ہے۔ اس لئے جہاں جہاں قعدۂ اخیرہ کا شبہ رکعت میں شبہ کی وجہ سے ہو وہاں وہاں قعدہ کرتا جائے تاکہ فرض ادا ہو جائے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائیگی۔(فتاویٰ رضویہ)

قعدۂ اخیرہ میں درود اور دعائے ماثورہ نہیں پڑھی

مسئلہ ۳۵۳: کسی نے قعدۂ اخیرہ میں درود شریف اور دعائے ماثور یا دونوں میں سے ایک بھول کر یا قصداً نہیں پڑھا تو اس پر سجدۂ سہو نہیں کیونکہ ان دونوں کا التحیات کے بعد قعدۂ اخیرہ میں پڑھنا سنت ہے واجب نہیں، البتہ قصداً چھوڑنا سنت کے خلاف ہے اور درود شریف کا قصداً ترک کرنا سخت محرومی ہے۔

درود شریف دوبار یا آدھا پڑھا

مسئلہ ۳۵۴: اگر کسی نے قعدۂ اخیرہ میں درود شریف ایک بار پڑھنے کے بجائے دو بار پڑھ لیا یا آدھا پڑھا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر آدھا درود شریف پڑھ کر بھولے سے دعائے ماثورہ شروع کر دی پھر خیال آیا تو اس کے لیے بہتر ہے کہ دعا چھوڑ کر پورا درود شریف پڑھے، پھر دعا پڑھے پھر سلام پھیرے مگر اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے۔ (شامی)

التحیات اور درود کے بعد سجدۂ سہو یاد آیا

مسئلہ ۳۵۵: کسی پر سجدۂ سہو واجب تھا التحیات کے بعد سجدۂ سہو کرنا یاد نہ رہا، درود شریف یا دعائے ماثورہ پڑھنے کے بعد یاد آیا، تو اسی وقت سجدۂ سہو کرے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۶۶)

خروج بصنعہ

نماز کا آخری فرض ''خروج بصنعہ'' ہے، ''خروج بصنعہ'' کا مطلب یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ پورہ کرنے کے بعد نمازی اپنے قصد وارادے سے سلام وکلام وغیرہ ایسا کام کرے جو نماز کے منافی ہو یعنی اگر وہ کام نماز کے اندر کیا جاتا تو نماز ٹوٹ جاتی جیسے نماز کے اندر السلام علیکم کہنا۔ خیال رہے کہ سلام کے علاوہ کوئی ایسا کام نمازی نے اپنے قصد وارادے سے کیا جو نماز کو توڑ دے تو نماز کا فرض ادا ہو جائیگا مگر نماز واجب الاعادہ ہوگی یعنی سلام کے بجائے کلام کر لیا یا قہقہہ لگا کر ہنسا یا کچھ کھا پی لیا تو نماز لوٹانی پڑے گی، کیونکہ قعدہ اخیرہ پورا کر کے ''السلام'' کہنا واجب ہے، جس نے اس کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے، اس کو نماز لوٹانی واجب ہے، سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ حرمتِ نماز کلام وغیرہ کر لینے سے جاتی رہی، تو اب سجدۂ سہو کا موقع ومحل بھی باقی نہ رہا۔ (خلاصہ عامہ کتب)

نماز وتر میں سہو

وتر کی تین رکعت نماز عشاء کی نماز کے بعد پڑھنی واجب ہے چونکہ یہ نماز دوسری نمازوں سے قدرے مختلف ہے، کیونکہ وتر میں دعائے قنوت اور دعائے قنوت سے پہلے تکبیر اللہ اکبر کہنا واجب ہے اس لئے اس کے مسائلِ سجدۂ سہو کوا لگ سے بیان کر دینا مناسب معلوم ہوا۔

خیال رہے کہ وتر واجب ہے اگر کسی نے سہواً یا قصداً نہ پڑھا تو دوسرے وقت میں اس کی قضا واجب ہے۔(عامہ کتب)

وتر میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا

مسئلہ ۳۵۶: وتر کی نماز تین رکعت ہے اس میں بھی قعدۂ اولیٰ (دو رکعت پر بقدر تشہد بیٹھنا) واجب ہے صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے درود شریف وغیرہ نہ پڑھے جیسے مغرب کی نماز میں کرتے ہیں ویسے ہی کرے اور اگر قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا تو یاد آنے پر لوٹے نہیں آخر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائیگی۔(شامی، بہارِ شریعت)

مسئلہ ۳۵۷: وتر کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات بھول گیا یا التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔(شامی)

تکبیر اور قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

مسئلہ ۳۵۸: وتر کی نماز میں اگر کوئی شخص تیسری رکعت میں تکبیرِ قنوت اور دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا پھر یاد آنے پر لوٹ آیا اور تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھی تو بعد میں دوبارہ رکوع نہ کرے پہلا رکوع کافی ہے اور نماز پوری کرے، یا پھر بھول سے دوبارہ دوبارہ رکوع کر لیا، یا دعائے قنوت کے لئے نہیں لوٹا اور حکم یہی ہے کہ نہ لوٹے، جب بھی نماز ہو گئی، مگر ان سب صورتوں میں اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔(درمختار)

وتر کی آخری رکعت میں الحمد بھول گیا

مسئلہ ۳۵۹: وتر کی آخری رکعت میں الحمد پڑھنا بھول گیا اور سورہ پڑھ لی تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے، اگر رکوع میں یاد آیا تو لوٹے پہلے سورۂ فاتحہ پڑھے پھر سورۂ ملائے اور قنوت پڑھ کر پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔(عالمگیر ج ۱ ص ۶۵)

دعائے قنوت چھوڑ کر امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کیا کرے؟

مسئلہ ۳۶۰: رمضان شریف میں جب وتر کی نماز باجماعت سے پڑھے اس وقت امام دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا، تو اگر مقتدی دعائے قنوت پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہوسکتا ہے تو پڑھ کر رکوع میں شریک ہوجائے، اور اگر رکوع چھوٹنے کا اندیشہ ہے تو بغیر دعائے قنوت پڑھے رکوع میں چلا جائے، اگر امام کو یاد آیا کہ قنوت بھول گیا ہے اور کھڑے ہوکر پڑھ لی تو دوبارہ رکوع کرنے کی ضرورت نہیں، پہلا رکوع کافی ہے بہرصورت اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری شامی بہارشریعت ج ۴ ص ۷)

وتر کی رکعتوں میں شک ہوا کہ کتنی ہوئی

مسئلہ ۳۶۱: وتر میں شک ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری یا تیسری ہے تو اس رکعت میں بھی دعائے قنوت پڑھے، اور قعدہ کرے، اس کے بعد دو رکعتیں اور پڑھے، اور ہر رکعت میں دعائے قنوت بھی پڑھے اور قعدہ کرے، اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (درمختار، عالمگیری بہارِشریعت ج ۴، ص ۷)

مسئلہ ۳۶۲: یونہی اگر یہ شک ہوا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو دونوں میں دعائے قنوت پڑھے اور قعدہ کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (درمختار، عالمگیری بہارِشریعت ج ۴، ص ۷)

دعائے قنوت پہلی یا دوسری میں پڑھ لی

مسئلہ ۳۶۳: اگر کسی نے دعائے قنوت وتر کی پہلی رکعت میں یا دوسری رکعت میں پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے یہی راجح ہے، اور آخر میں سجدۂ سہو کر، (غنیّہ بحر الرائق بہارِشریعت، ج ۴)

دعائے قنوت بلند آواز سے پڑھی

مسئلہ ۳۶۴: اگر کسی نے وتر کی نماز میں دعائے قنوت بلند آواز سے پڑھی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں، سنت کے خلاف ہے۔

مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے

مسئلہ ۳۶۵: مسبوق اس مقتدی کو کہتے ہیں جو امام کے ساتھ جماعت میں پہلی رکعت کے رکوع کے بعد کبھی بھی شامل ہوا ہے۔

مسئلہ ۳۶۶: رمضان شریف میں اگر کوئی شخص امام کے ساتھ وتر کی دوسری یا تیسری رکعت میں آ کر شریک ہوا تو دعائے قنوت امام کے ساتھ پڑھے اور اگر تیسری رکعت میں آ کر شریک ہوا تو دعائے قنوت امام کے ساتھ پڑھے اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں ملا تو بعد میں جب چھوٹی ہوئی رکعت پڑھے گا تو اس میں دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (عالمگیری بہارِ شریعت ج ۴ ص ۷)

مسئلہ ۳۶۷: اگر رکوع کے بعد تیسری رکعت میں شریک ہوا تو پھر بعد میں دعائے قنوت پڑھے۔

دعائے قنوت کے بجائے دوسری دعاء پڑھی

مسئلہ ۳۶۸: اگر کسی نے دعائے قنوت کے بجائے دوسری دعاء پڑھی جو حمد و ثناء پر مشتمل ہے ،تو واجب ادا ہو جائیگا سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں کیونکہ خاص اسی دعائے قنوت کا پڑھنا سنت ہے واجب نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۸۸)

مسئلہ ۳۶۹: اگر دعائے قنوت یاد نہ ہو تو یاد کر لینا چاہیے اور جب تک یاد نہ ہو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارْ پڑھ لیا کرے اگر یہ بھی یاد نہ ہو تو ۳ بار اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہہ لیا کرے، یہ بھی نہ آئے تو یارب یارب تین بار کہہ لے واجب ادا ہو جائے گا۔ سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

دعائے قنوت کی جگہ سورۂ اخلاص پڑھا

مسئلہ ۳۷۰: اگر کسی نے وتر میں بجائے دعائے قنوت پڑھنے کے قل ھو اللہ شریف پڑھ دیا تو واجب ادا ہو جائے گا کہ یہ بھی ثناء پر مشتمل ہے اور ہر ثناء دعاء ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) لیکن مشہور دعائے قنوت یاد کریں کہ اس کا پڑھنا سنت ہے،

مگر جو دعائے قنوت نہیں پڑھ سکتا وہ یاد کرنے تک کوئی مسنون دعا کرے مثلاً اللھم مغفرلی پڑھے یا یاربی یاربی یاربی پڑھ لیا کرئے

عیدین کی زائد تکبیروں میں سہو

دوسری نمازوں کے برخلاف عید اور بقر عید کی نمازوں میں چھ زائد تکبیریں واجب ہیں، اگر ان میں سے بعض یا کل چھوٹ گئیں تو واجب چھوٹ جائے گا۔

عیدین کی سب یا بعض تکبریں بھول گیا

مسئلہ ۳۷۱: عیدین کی سب واجب تکبیریں یا بعض بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری، بہارشریعت)

تکبیریں عیدین چھ سے زائد یا غیر محل میں کہیں

مسئلہ ۳۷۲: اگر عیدین کی نماز میں امام نے چھ تکبیروں سے زیادہ کہہ ڈالیں یا غیر محل میں کہیں تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

عیدین کی زائد تکبیریں چھوڑ کر امام رکوع میں چلا گیا

مسئلہ ۳۷۳: امام عیدین کی نماز میں دوسری رکعت میں رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر کہنا بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور رکعت کی تکبیر بھولا تو نہیں۔ (عالمگیری بہارِ شریعت)

تنبیہ ۳۷۴: جمعہ وعیدین کی نماز میں سہو ہوا، اور ہجوم زیادہ ہے تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔ (عالمگیری، ردالمختار، بہارِ شریعت)

صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت

اس نماز کو صلوٰۃ التسبیح اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہر رکعت میں پچہتر بار تسبیح پڑھی جاتی ہے اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے، علماء کرام رضوان اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اس نماز کی عظمت و بزرگی سننے کے بعد کوئی دین دار مسلمان اس کو چھوڑ ہی نہیں سکتا، اگر کوئی اس کو نہیں پڑھتا تو وہ دین کے معاملہ میں بہت سستی اور کاہلی کرنے والا ہوگا۔ اس لئے زندگی میں ایک بار تو ضرور پڑھ لینی چاہئے۔ اگر آپ نے ابھی تک نہیں پڑھی تو ضرور پڑھ لیں۔ مگر کسی قضا فرض کو ادا کرنا اس سے کئی درجے زیادہ بہتر ہے۔

حدیث: حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روز ارشاد فرمایا کہ اے چچا کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا میں آپ کی بخشش نہ کروادوں، کیا میں آپ کو کچھ دوں؟ کیا آپ کے ساتھ احسان نہ کروں؟ کیا آپ کے ساتھ احسان نہ کروں؟ اس کے بعد فرمایا کہ دس خصلتیں ایسی ہیں کہ جب آپ ان کو کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے چھوٹے بڑے، نئے پرانے پوشیدہ ظاہر سب گناہ بخش دے گا بھول کر کیا ہو یا جان بوجھ کر کیا ہو،

اس ارشاد کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ بیان فرمایا۔ بہار شریعت ج ۱ ص ۶۸۳)

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ

ترمذی شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں صلوٰۃ التسبیح کا جو طریقہ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے چار رکعت صلوٰۃ التسبیح کی نیت کر کے تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہہ کر حسبِ دستور ہاتھ باندھ لے پھر سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک پڑھے پھر یہ تسبیح سبحان الله وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر پندرہ بار پڑھے اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پھر بسم اللہ اور الحمد شریف اور کوئی سورہ پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پھر پڑھے پھر رکوع کرے، رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" تین مرتبہ پڑھنے کے بعد دس بار پھر رکوع سے سر اٹھا کر جب کھڑا ہو دس بار پھر سجدہ میں جا کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس بار، پھر سجدے سے سر اٹھا کر جب بیٹھے اس وقت دس بار پھر دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی دس بار یہی تسبیح پڑھے یونہی چار رکعت پڑھے اس طرح ہر رکعت میں پچھتر اور چاروں میں تین سو تسبیح ہوئی۔

مسئلہ ۳۷۵: پہلی رکعت پوری کرنے کے بعد جب دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو پہلے پندرہ بار اسی تسبیح کو پڑھے پھر بسم اللہ کے بعد الحمد وغیرہ حسبِ سابق پڑھ کر دوسری رکعت پوری کر کے قعدۂ اولیٰ کرے، قعدۂ اولیٰ میں التحیات اور درود شریف وغیرہ پڑھے اور سلام پھیرے بغیر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے اب تیسری رکعت میں پہلے ثناء پڑھے پھر تسبیح پندرہ بار پڑھے اس کے بعد اعوذ باللہ اور بسم اللہ وغیرہ حسبِ سابق مع تسبیح دس بار پڑھ کر اسی طرح چار رکعت پوری کر کے سلام پھیرے۔

صلوٰۃ التسبیح میں سہو ہوا

مسئلہ ۳۷۶: اگر کسی جگہ صلوٰۃ التسبیح میں سجدۂ سہو واجب ہوا تو سہو کے دونوں سجدوں میں یہ تسبیح نہ پڑھی جائے گی۔ (ردالمحتار، بہارِ شریعت ص ۶۸۴ ج ۱)

کسی جگہ تسبیح بھول گیا یا کم پڑھ دی تو کیا کرے

مسئلہ ۳۷۷: اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول گیا، یا دس سے کم پڑھی تو اس کے بعد دوسری جگہ پڑھ لے کہ تسبیح کی تعداد پوری ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ جب اس کے بعد تسبیح پڑھنے کا دوسرا موقعہ آئے وہیں پڑھ لے جیسے قیام کی تسبیح رکوع میں پڑھے مگر رکوع کی تسبیح قومہ میں نہ پڑھے سجدہ میں پڑھے

کیونکہ قومہ کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے یونہی پہلے سجدہ میں بھولا تو جلسہ میں نہیں بلکہ دوسرے سجدہ میں کہے بہر صورت اس پر سجدۂ سہو نہیں (مستفاد از عالمگیری)

مسبوق امام کے سجدۂ سہو کرنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا

مسئلہ ۳۷۸: کسی امام پر سجدۂ سہو واجب تھا اس نے قعدۂ اخیرہ میں سجدہ سہو کر لیا اس کے بعد بعد التحیات پڑھنے کی حالت میں کسی مسبوق نے امام کی اقتداء کی یہ اقتداء درست اور صحیح ہے اور بعد میں اس کے ذمہ سجدۂ سہو نہیں۔ (شامی)

مسبوق سجدۂ سہو کے دوسرے سجدہ میں شریک ہوا

مسئلہ ۳۷۹: امام پر سجدۂ سہو واجب تھا اس لیے اس نے سجدۂ سہو کیا، جب دوسرے سجدہ میں تھا اس وقت کسی نے آ کر امام کی اقتداء کی یعنی سجدہ میں امام کے ساتھ شامل ہوا تو پہلے سجدہ کی قضاء اس مسبوق کے ذمہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسبوق سہو کے سلام کو آخری سلام سمجھ کر کھڑا ہو گیا

مسئلہ ۳۸۰: امام پر سجدۂ سہو تھا اس نے سجدۂ سہو کیلئے سلام پھیرا مسبوق نے اس کو نماز کا آخری سلام سمجھ لیا اور اپنی چھوٹی ہوئی نماز ادا کرنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور امام کے ساتھ سجدۂ سہو ساقط نہیں ہوگا اس کو اخیر میں سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے۔ (عالمگیری)

امام نے سلام پھیر کر کچھ دیر بعد سجدۂ سہو کیا تو مسبوق کیا کرے

مسئلہ ۳۸۱: کسی امام پر سجدۂ سہو واجب تھا اور اسے یاد نہ رہا اور دونوں طرف آخری سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اتنے میں امام کو یاد آیا کہ مجھ پر سجدۂ سہو کرنا واجب تھا۔ لہٰذا فوراً سجدۂ سہو میں چلا گیا تو اس صورت میں مسبوق کو چاہیے کہ اگر اس نے اس رکعت کا ابھی سجدہ نہیں کیا ہے تو لوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے پھر جب امام آخری سلام پھیرے تو یہ اپنی بقیہ نماز پوری کرے اور اس درمیان میں مسبوق نے جو قیام قرأت اور رکوع ادا کیا ہے ان کا شمار نہیں کیا جائے گا سب کالعدم قرار پائیں گے اور اگر لوٹ کر امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہیں کیا جب بھی اس کی نماز دوست ہو جائے گی مگر اس صورت میں اس پر اخیر میں سجدۂ کرنا واجب ہوگا البتہ مسبوق نے اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا ہے تو نہ لوٹے اگر لوٹے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (عالمگیر ج ا

(ص٦٦)

مسبوق نے امام کے ساتھ سجدہ کیا پھراس کوخود سہو ہو گیا

مسئلہ ۳۸۲: مسبوق نے امام کے ساتھ سجدۂ کیا پھر اپنی چھوٹی ہوئی نماز جب پڑھ رہا تھا اس میں کوئی سہو ہو گیا تو دوبارہ اخیر میں اس پر سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔(مبسوط للسرخسی)

مسبوق نے بھول کر سلام پھیر دیا اور دعاء بھی مانگ لی پھر یاد آیا

مسئلہ ۳۸۳: مسبوق نے بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا پھر ہاتھ اُٹھا کر عربی میں دعا بھی مانگ لی پھر اسے یاد آیا کہ مجھے کچھ رکعت پڑھنی باقی ہے اور دعاء کے علاوہ کوئی بات چیت منافی نماز چیز نہیں پائی گئی تو فوراً کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی نماز پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائیگی۔شامی ج ۱ ص ۵۶۰۔(تنویر الضحو لسجدۃ السہو، ص ۱۱۸)

مبسوق نے زائد رکعت میں امام کی اقتداء کی

مسئلہ ۳۸۴: کوئی شخص مغرب کی نماز میں امام کے ساتھ آخری قعدہ میں شریک ہوا اور اس کو یہ علم بھی ہے کہ یہ قعدۂ اخیرہ ہے مگر امام کو شک ہو گیا کہ شاید یہ قعدۂ اولیٰ ہے اس لئے امام ایک رکعت اور پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا تو مسبوق اگر اس زائد رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔(درمختار بر حاشیہ شامی)

اس صورت میں مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑے ہو جانا چاہیے۔

مسبوق قعدۂ اخیرہ میں امام کے ساتھ صرف التحیات پڑھے

مسئلہ ۳۸۵: امام کے پیچھے مسبوق کو چاہیے کہ التحیات پڑھے اور خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے تک التحیات ختم ہو اگر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے التحیات پوری کر لی تو اس کو اختیار ہے کہ خاموش بیٹھا رہے یا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه پڑھے اور چاہے تو پوری التحیات دوبارہ پڑھے۔(تنویر الضحو لسجدۃ السہو، ص ۱۱۸)

مسبوق نے قعدۂ اخیرہ میں امام کے ساتھ درود شریف پڑھ لیا

مسئلہ ۳۸۶: مسبوق نے امام کے پیچھے قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھا تو

بعد میں اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔(تنویر الضحو لسجدۃ السہو،ص ۱۱۹)

سلام سے ذرا پہلے شریک ہوا تو التحیات پڑھ کر اُٹھے

مسئلہ ۳۸۷: امام داہنی طرف سلام پھیرنے والا تھا کہ مسبوق آکر امام کے ساتھ قعدہ میں شامل ہوا تو امام کے ساتھ سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو بلکہ پوری التحیات پڑھ کر اُٹھے (شامی)

تنبیہ: اگر تکبیر تحریمہ کہہ کر کھڑا ہی تھا یا بیٹھنے جا رہا تھا کہ امام نے السلام کا لفظ کہہ دیا تو اس کی یہ نماز نہ ہوگی الگ سے پڑھے۔

امام کے السلام کہہ دینے کے بعد مسبوق شریک ہوا

مسئلہ ۳۸۸: اگر کوئی امام کے پہلے سلام پھیرتے وقت شریک ہوا یعنی لفظ السلام کی ''میم'' کے بعد اور علیکم ورحمۃ اللہ سے پہلے شریک ہوا تو اقتداء صحیح نہ ہوئی کیونکہ سلام کی میم پر نماز ختم ہو جاتی ہے اس لئے وہ شخص اپنی نماز علیحدہ پڑھے اور دوبارہ تکبیر تحریمہ بھی کرے۔(شامی)

مسبوق وتر کی تیسری رکعت میں شریک ہوا

مسئلہ ۳۸۹: رمضان شریف میں اگر کوئی وتر کی نماز میں تیسری رکعت میں شریک ہوا اور تیسری رکعت پالی، یا رکوع میں شریک ہوا ہے تو دونوں صورتوں میں اسے بعد میں دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں اور اگر رکوع کے بعد شریک ہوا تو اخیر میں دعاء قنوت پڑھے۔(مراقی الفلاح)

مسبوق ثناء کب پڑھے

مسئلہ ۳۹۰: مسبوق کیلئے یہ حکم ہے کہ جب وہ اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پڑھنے کیلئے کھڑا ہو تو اس وقت ثناء پڑھے جس وقت جماعت میں شریک ہوا ہے اگر امام بلند آواز سے قرأت کر رہا ہے تو ثناء نہ پڑھے اور اگر آہستہ پڑھ رہا ہے تو پڑھ سکتا ہے اور اگر رکوع یا سجدہ میں شریک ہو اور موقع ہے تو تکبیر تحریمہ کے بعد ہی پڑھ لینا چاہیے۔(درمختار برحاشیہ شامی)

امام مسافر ہے اور مسبوق مقیم تو بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

مسئلہ ۳۹۱: امام مسافر ہے اور مقیم چار رکعت والی نماز میں امام کے ساتھ اس وقت شریک ہوا جبکہ امام کی ایک رکعت ہو چکی تھی تو مقیم مسبوق امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر امام کے ساتھ بیٹھے گا،

امام کے سلام کے بعد کھڑا ہوکر اپنی تین رکعت چھوٹی ہوئی نماز کو اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت بلا قرأت خاموشی سے ادا کرے، اور رکوع وسجدہ کر کے قعدہ کرے پھر التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت بھی بلا قرأت خاموشی سے ادا کرے، رکوع وسجدہ کرے اس رکعت میں بھی قعدہ کرے، اور التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو اب تیسری میں فاتحہ پڑھ کر سورۂ ملائے اور رکوع وسجدہ کر کے قعدۂ اخیرہ کرے۔ اس قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعاء ماثور پڑھے پھر سلام پھیرے، اس طرح چاروں رکعت کے بعد قعدہ کرتا ہے ان میں تین پہلے قعدے واجب ہیں اور چوتھا فرض ہے۔ لہٰذا تینوں میں سے اگر ایک بھی بھولے سے چھوٹ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، اور اگر قصداً چھوڑا تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی، یونہی مغرب کی نماز میں کوئی شخص تیسری رکعت میں شریک ہوا تو امام کے سلام کے بعد جب اپنی چھوٹی ہوئی پڑھے گا تو پہلی رکعت پر قعدہ کرے گا، پھر دوسری رکعت پر قعدۂ اخیرہ کرے گا اور سلام پھیرے گا اس میں بھی تین رکعتیں اور تین قعدے ہوئے ان میں قعدۂ اخیرہ فرض ہے اور دو پہلے والے واجب ہیں ان دو میں سے ایک امام کے ساتھ ادا کرلیا ہے ان میں سے اگر دوسرا قعدہ بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (تنویر الضحو لسجدۃ السہو، ۱۲۰)

مسافر امام کے پیچھے مقیم مثل مسبوق کے ہے

مسئلہ ۳۹۲: کسی مقیم نے چار رکعت والی نماز ایسے امام کے پیچھے پڑھی جو مسافر ہے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب یہ اپنی رکعت پڑھنے کیلئے کھڑا ہو تو دونوں رکعتوں کو بلا قرأت خاموش ادا کرے جیسے کہ امام کے پیچھے خاموش کھڑا رہتا ہے اور اگر اس کو اپنی چھوٹی ہوئی نماز میں سہو ہو گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے جیسے مسبوق پر، اور اگر اس کو ایک رکعت ملی ہے تو اپنی تین رکعتیں پڑھتے وقت پہلی دو رکعت بلا قرأت خاموش ادا کرے اور آخری رکعت قرأت کے ساتھ ادا کرے۔ (شامی)

لاحق اپنی نماز کس طرح پوری کرے

جو امام کے ساتھ نماز کے شروع میں بھی ہو اور آخر میں بھی ہو درمیان میں صرف وضو کرنے گیا، اور وضو کرنے کے دوران کوئی ایسی حرکت بھی نہ کی ہو جو وضو کو توڑ دے۔

مسئلہ ۳۹۳: ایک شخص امام کے ساتھ پہلی رکعت سے شریک رہا بیچ میں اس کا وضو ٹوٹ گیا وہ فوراً وضو کرنے کیلئے گیا جب وضو کر کے آیا اور امام اس وقت تیسری رکعت یا قعدۂ اخیرہ میں ہے تو وہ پہلے اپنی چھوٹی ہوئی نماز کو پوری کرے گا اور اس میں قرأت نہیں کرے گا خاموش رہے گا پھر اگر امام کی نماز ختم نہیں ہوئی ہے تو امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو کر بقیہ ارکان پورے کرے اگر وہ امام کے ساتھ

اپنی چھوٹی ہوئی نماز کو ادا کئے بغیر شامل ہو گیا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعت بلا قرأت پوری کرے اس کی نماز ہو جائے گی۔ (درمختار برحاشیہ شامی،)

لاحق کو وضو کے وقت شک ہوا اور کچھ دیر سوچتا ہوا ٹھہرا رہا

مسئلہ ۳۹۴: اگر کسی کو نماز میں حدث ہوا یعنی وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے کیلئے گیا جانے کے بعد اس کو شک ہوا کہ وضو ٹوٹا ہے یا نہیں اسی سوچ میں دیر تک ٹھہرا رہا پھر وضو کیا اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری)

تعدیل ارکان اور سجدۂ سہو

مسئلہ ۳۹۵: تعدیل ارکان: نماز کے ہر رکن کو اطمینان وسکون سے ادا کرنے کو تعدیل ارکان کہتے ہیں نماز میں تعدیل ارکان واجب ہے یعنی ہر رکن، رکوع، سجدہ قومہ، (رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا) جلسہ (دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا) میں کم سے کم اتنی دیر ٹھہرنا واجب ہے جتنی دیر میں ایک بار سبحان اللہ کہا جا سکے اسے تعدیل ارکان کہتے ہیں۔

بہت سے لوگ نماز پڑھتے وقت تعدیل ارکان کا بالکل خیال نہیں رکھتے رکوع اور سجدہ وغیرہ میں بہت جلد بازی کرتے ہیں نیت باندھتے دیر نہیں ہوتی کہ فوراً رکوع میں چلے گئے رکوع میں جاتے دیر نہیں لگی جھٹ سے سر اُٹھایا نہیں دوسرے سجدے میں چلے گئے العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس طرح سے پڑھی ہوئی نمازیں اکارت اور برباد ہوگئیں ان پر ثواب کی امید رکھنا عبث ہے بلکہ اس طرح نماز پڑھنا سخت محرومی اور گناہ ہے ایسے نمازی کو حدیث پاک میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز کا چور فرمایا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح اپنی نمازوں کو برباد نہ کریں اور تعدیل ارکان کو صحیح ڈھنگ سے ادا کرنے کی عادت ڈالیں۔ (تنویر الضحو لسجدۃ السہو، ص ۱۲۱)

تعدیل ارکان بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں

مسئلہ ۳۹۶: اگر کسی کا تعدیل ارکان بھول کر چھوٹ گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (بہارِ شریعت ص ۵۱ حصہ ۴)

تعدیل ارکان عادتاً یا جان بوجھ کر ادا نہیں کیا

مسئلہ ۳۹۷: اگر کسی نے جلدی نماز پڑھنے کی عادت بنالی ہے کہ تعدیل ارکان ادا نہیں ہوتا یا

جان بوجھ کر تعدیل ارکان کو ادا نہیں کرتا تو ان دونوں صورتوں میں نماز واجب الاعادہ ہے یعنی نماز لوٹانی پڑے گی، سجدہ سہو سے کام نہیں چلے گا۔

نماز کا طریقہ، دعائیں اور تسبیحات مع اصطلاحات

سب سے پہلے صف میں سیدھے کھڑے ہوں، نیچے دیکھیں دونوں پاوں میں چار انگل کا فاصلہ سنت ہے اس کو درست کریں، کہ سنت کے ترک سے بھی نماز مکروہ تنزیہی ہو جاتی ہے، پھر تکبیر کیلئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور تکبیر کہے زبان سے۔

تکبیر تحریمہ: اللہ اکبر۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔

ثناء: سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکْ

ترجمہ: اے اللہ تو پاک ہے ہے اور میں تیری حمد کرتا ہوں، تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

تعوذ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

ترجمہ: اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، مردود شیطان سے۔

تسمیہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمْ

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان، رحم فرمانے والا۔

سورۂ فاتحہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَہ

ترجمہ: تمام خوبیاں اللہ کیلئے جو تمام جہانوں کو پالنے والا، بڑا مہربان، رحم فرمانے والا، قیامت کے دن کا مالک، اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھی سے مدد چاہیں، ہمیں سیدھا راستہ چلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا، نہ (ان کا راستہ) جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

آمین: یعنی آمین کہنا اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! ہماری دعا قبول فرما۔

ضم سورہ: یعنی الحمد شریف اور آمین وغیرہ کے بعد کوئی سورۂ ملانا یا کسی سورہ میں سے تین چھوٹی آیت کی مقدار یا زیادہ پڑھنا۔

تکبیر رکوع: رکوع میں جاتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

تسبیح رکوع: رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمْ پڑھنا۔

ترجمہ: پاک ہے میرا پروردگار جو عظمت والا ہے۔ اس تسبیح کو کم سے کم تین مرتبہ رکوع میں پڑھے یا

پھر پانچ،سات یا نو بار۔

تسبیح قومہ: رکوع سے سر اٹھاتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہنا۔

ترجمہ: اللہ نے سن لی اس کی جس نے اس کی حمد کی۔

امام کے پیچھے مقتدی یہ کہے۔رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ

ترجمہ: اے ہمارے رب تیرے لئے ہی حمد ہے۔

تکبیر سجدہ: سجدہ میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا۔

تسبیح سجدہ: سُبْحَانَ رَبِیَ الْاَعْلٰی۔کہنا۔

ترجمہ: پاک ہے میرا رب جو بہت بلندی والا ہے۔

دونوں سجدوں میں اس تسبیح کو کم سے کم تین بار یا پھر پانچ،سات یا نو بار پڑھے۔

تکبیر جلسہ: پہلے سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا۔

قعدۂ اولیٰ: چار رکعت اور تین رکعت والی نماز میں دو رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا کہ پوری التحیات پڑھی جاسکے اسے قعدۂ اولیٰ کہتے ہیں۔قعدۂ اولیٰ واجب ہے۔

التحیات: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاۃُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

ترجمہ: تمام جانی مالی اور بدنی عبادتیں اور نمازیں اور جملہ پاکیزگیاں اللہ کیلئے ہیں۔سلام ہو۔آپ پر اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دینا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔

قعدۂ اخیرہ: چار رکعت والی نماز میں چار کے بعد، تین والی میں تین کے بعد اور دو والی میں دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا قعدۂ اخیرہ کہلاتا ہے۔قعدۂ اخیرہ فرض ہے۔قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھنا واجب ہے اور اس کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھنا سنت ہے۔

درود ابراہیمی: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَّا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاہِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِید، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمدٍ کَمَّا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیدo

ترجمہ: اے اللہ! درود و نازل فرما ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور سیدنا محمد رسول اللہ کی آل

پر جیسا کہ تو نے درود نازل فرمایا ہے سیدنا ابراہیم اور سیدنا ابراہیم کی آل پر بیشک تو سراہا ہوا بزرگی والا ہے۔اے اللہ برکت نازل فرما سیدنا محمد رسول اللہ پر اور آپ کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ہے سیدنا ابراہیم اوران کی آل پر بیشک تو سراہا ہوا بزرگی والا ہے۔

اگر درود ابراہیمی یاد نہ ہو تو جو درود یاد ہو وہ پڑھے مگر درود ابراہیمی کا پڑھنا افضل ہے،۔

دعائے ماثورہ: یعنی وہ دعائیں جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے ان میں سے کچھ یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالِدَ وَلِجَمِیْعُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتْ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتْ اَلاحْیَآئِ مِنْھُمْ وَلْاَمْوَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّحِمِین۔

ترجمہ: اے اللہ بخش دے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور اس کو جو پیدا ہوا اور تمام ایمان والے مردوں اور عورتوں کو اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو اور جو ان میں زندہ ہیں اور جو مر چکے بیشک تو دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے اپنی رحمت سے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃُ مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم۔

ترجمہ: اے اللہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور بیشک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں ہے تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم کر بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

(۳) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَائِ وَفِتْنَۃِ الْمَمَات اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاثِمِ وَالْمَغْرَمِ ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَلَیْۃِ الدَّیْنِ وقَھْرِ الرِّجَالْ۔

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں کانے دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے اے اللہ تیری پناہ مانگتا ہوں گناہوں سے اور تاوان سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبہ اور لوگوں کے قہر سے۔

(۴) اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃَ وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃٌ وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ اے ہمارے رب ہم کو دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچالے۔اس دعاء کو اللھم کے بغیر نہ پڑھے۔

سلام: دعائے ماثورہ کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا۔

ترجمہ: تم سب پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔

نماز کے مکروہات

مکروہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مکروہ تحریمی ۲۔ مکروہ تنزیہی

مکروہ تحریمی کی شرعی تعریف: مکروہ تحریمی وہ ہے جس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے لیکن حرام سے کم۔ مکروہ تحریمی اگر نماز میں ہو جائے تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے۔

آستین اوپر کرنا مکروہ

مسئلہ ۳۹۸: کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہو یا دامن سمیٹے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر پہلے سے چڑھی ہو اور اگر نماز میں چڑھائی تو نماز ہی ٹوٹ جائے گی عمل کثیر ہونے کے سبب۔ اگر آدھی آستین سے کم کپڑا لپیٹا ہو تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی۔ (شامی)

مرد کا جوڑا باندھنا

مسئلہ ۳۹۹: مرد کو جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر نماز میں جوڑا باندھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

کنکریاں ہٹانے کا مسئلہ:

مسئلہ ۴۰۰: کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر سنت کے طور پر سجدہ نہ ادا ہوتا ہو تو ایک بار ہٹا سکتا ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب نہ ادا ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے چاہے کئی بار ہٹانا پڑے۔ (شامی)

نماز میں انگلی چٹکانے کا مسئلہ:

مسئلہ ۴۰۱: انگلیاں چٹکانا انگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۰۲: نماز کے لئے جاتے وقت اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں مکروہ ہیں۔

نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے کا مسئلہ

مسئلہ ۴۰۳: کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ رکھنا نہ چاہیے۔ (درمختار)

نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا

مسئلہ ۴۰۴: ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے چاہے تھوڑا ہی منہ پھرا ہو۔ اگر منہ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں۔ دوران نماز آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا منع ہے۔

تشہد میں بیٹھنے کا مسئلہ

مسئلہ ۴۰۵: تشہد یا سجدوں کے درمیان کتے کی طرح بیٹھنا (یعنی گھٹنوں کو سینہ سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا) مرد کا سجدے میں کلائیوں کو بچھا کر نماز پڑھنا اور اسی طرح کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

کپڑا اوڑھنے کا مسئلہ

مسئلہ ۴۰۶: کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔ یوں بھی بے ضرورت اس طرح لپٹنا نہ چاہیے اور خطرہ کی جگہ تو سخت ممنوع ہے یونہی چادر کے ساتھ ناک منہ چھپانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ بہار شریعت

بے ضرورت کھانسی اور جمائی کا مسئلہ

مسئلہ ۴۰۷: بے ضرورت کھانسی لینا، قصداً جمائی لینا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر جمائی خود آئے تو حرج نہیں مگر روکنا مستحب ہے۔ اگر روکے سے نہ رکے تو ہونٹ دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رکے تو ہاتھ منہ پر رکھ لے۔ قیام میں داہنا ہاتھ کی پشت رکھے اور باقی حالتوں میں بایاں۔

مختصر لباس میں نماز

مسئلہ ۴۰۸: صرف پائجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور کرتہ یا چادر موجود ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہے اور اگر دوسرا کپڑا نہیں تو معاف ہے۔

انتظار یا دکھاوے کا مسئلہ

مسئلہ ۴۰۹: کسی خاص آنے والی کی خاطر نماز کو طول دینا مکروہ تحریمی ہے اور اگر جماعت پا جانے کے خیال سے ایک دو تسبیح کے برابر طول دیا تو کراہت نہیں۔ (عالمگیری (

قبر کے سامنے نماز پڑھنا

مسئلہ ۴۱۰: قبر کا سامنے ہونا جب کہ کوئی چیز بیچ میں حائل نہ ہو تو وہ مکروہ تحریمی ہے۔ (در

مختار، عالمگیری)

غیر کی زمین میں نماز پڑھنے کے مسائل

مسئلہ ۴۱۱: زمین مبغوض یا پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جتے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔(درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴۱۲: مقبرہ میں جو جگہ نماز کے لئے مقرر ہو اور اس جگہ میں قبر نہ ہو تو وہاں نماز پڑھنے میں حرج نہیں۔ کراہت اس وقت ہے کہ قبر سامنے ہو اور نمازی اور قبر کے درمیان کوئی چیز بقدر سترہ حائل نہ ہو۔ ورنہ اگر قبر داہنے یا بائیں یا پیچھے ہو یا سترہ کے برابر کوئی چیز حائل ہو تو کچھ بھی کراہت نہیں۔ (عالمگیری، غنیۃ، قاضی خاں)

کفار کے عبادت خانوں میں جانے کا مسئلہ

مسئلہ ۴۱۳: کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہے۔ بلکہ ان میں جانا بھی منع ہے۔ فتاوی رضویہ

الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کا مسئلہ

مسئلہ ۴۱۴: الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یونہی انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن شیروانی وغیرہ کے بٹن نہ لگنا اگر اس کے نیچے کرتہ وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا رہا تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر نیچے کرتہ وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی ہے۔(بہارِ شریعت)

مسئلہ ۴۱۵: کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اور اوپر نہ کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں، اس پر عنقریب چالیس احادیث استاذ العلماء مفتی ظہور احمد جلالی صاحب کی من عنہ بیان ہوں گیں

مسئلہ ۴۱۶: سیاہ خضاب لگانا حرام ہے ایسے شخص کی نماز بھی مکروہ تحریمی ہے، حدیث شریف میں ہے بالوں کو کسی چیز سے تبدیل کر دو لیکن سیاہی سے بچو، کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے سیا خضاب لگایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا۔

دوسری حدیث: مسند امام احمد، میں حدیث ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا آخر زمانہ میں کچھ لوگ سیاہ خضاب لگائیں گے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گے۔ ایسے شخص کو حدیث شریف میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بوڑھے کوے کو ناپسند فرماتا ہے، ایک روایت میں ہے سب سے پہلے فرعون نے سیاہ

خضاب لگایا۔(فتاوی رضویہ ج ۲۳ ص ۴۹۵)

تصویر کے متعلق اہم مسائل

مسئلہ نمبر ۴۱۷: جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۱۸: اگر تصویر نمازی کے سر پر ہو یعنی چھت میں بنی ہو یا لٹکی ہو یا سجدہ کی جگہ میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہوتا ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ یونہی نمازی کے آگے یا داہنے یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے اور پیچھے ہونا بھی مکروہ ہے۔ اگرچہ آگے اور دائیں بائیں ہونے سے کم مکروہ ہے۔) بہار شریعت)

مسئلہ نمبر ۴۱۹: اگر تصویر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں ہوتا تو کراہت نہیں۔ (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۴۲۰: اگر تصویر غیر جاندار کی ہے جیسے پہاڑ، دریا، درخت، پھول پتی غیرہ تو کچھ حرج نہیں۔

(فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۴۴۰: تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی تو تو نماز میں کراہت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۲۱: تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے اور اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ (ردالمختار)

مسئلہ نمبر ۴۲۲: اگر تصویر ذلت کی جگہ میں ہو۔ جیسے جتا اتارنے کی جگہ میں ہو یا ایسے فرش میں ہو جس کو پاؤں سے روندتے ہوں تو نماز میں کراہت نہیں جب کہ اس پر سجدہ نہ ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۲۳: اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ کھڑے ہو کر دیکھنے میں اس کے بدن کے حصہ الگ الگ نہ دکھائی دیں تو ایسی تصویر نمازی کے آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہونے میں نماز مکروہ نہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر ۴۲۴: اگر تصویر کا پورا چہرہ مٹا دیا تو کراہت جاتی رہی۔ (ہدایہ وغیرہ(

عمومی تصویر کا حکم

مسئلہ نمبر ۴۲۵: تصویر کے یہ احکام تو نماز کے ہیں۔ رہا تصویر کا رکھنا تو اس کے بارے میں حدیث کا مفہوم ہے کہ جس گھر میں شوقیہ کتا یا تصویر ہو، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ یعنی جب کہ توہین کے ساتھ نہ ہوں اور نہ اتنی چھوٹی ہوں کہ کھڑے ہو کر دیکھنے میں بدن کے حصے الگ الگ نہ دکھائی دیں (یعنی جب کہ تصویر ذلت کی جگہ میں ہو یا بہت چھوٹی ہو کہ دیکھنے میں بدن کے حصے الگ

الگ نہ دکھائی دیتے ہوں تو ایسی تصویر کے گھر ہونے سے حرج نہیں)۔(فتح القدیر وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴۲۶: تصویر کا بنانا یا بنوانا دونوں حرام ہیں چاہے دستی ہو یا عکسی دونوں کا ایک حکم ہے۔

مکروہاتِ تنزیہی کے اہم مسائل

مکروہ تنزیہی کی تعریف

مکروہ تنزیہی جس کا کرنا شرعاً پسندیدہ نہیں لیکن کرنے پر سزا و عذاب بھی نہیں۔''

مسئلہ ۴۲۷: سجدہ یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ وقت تنگ ہو یا ریل چلے جانے کے خوف سے ہو تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۴۲۸: کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے جب کہ اور کپڑے ہوں ورنہ کراہت نہیں۔(بہار شریعت)

ننگے سر نماز پڑھنے کے مسائل

مسئلہ ۴۲۹: سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی سے بوجھ معلوم ہوتا ہے یا گرمی معلوم ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ننگے سر پڑھتا ہے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اگر نماز کو حقیر خیال کر کے ننگے سر پڑھے مثلاً یہ سوچے کہ نماز کوئی مہتم بالشان چیز نہیں جس کے لئے ٹوپی عمامہ پہنا جائے تو یہ کفر ہے اور اگر خشوع وخضوع کے لیے ننگے سر پڑھے تو مستحب ہے۔(بہار شریعت)

نماز میں ٹوپی گر جائے تو کیا کرے؟

مسئلہ ۴۳۰: نماز میں عمامہ یا ٹوپی گر پڑی، اس کو اٹھالینا افضل ہے جب کہ عمل کثیر سے نہ ہو۔ ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے تو چھوڑ دے اور نہ اٹھالینے سے خضوع مقصود ہو تو نہ اٹھانا افضل ہے۔(شامی) دوسرے کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اٹھا کر نمازی کے سر پر گرا ہوا عمامہ رکھے۔

مسئلہ ۴۳۱: ماتھے سے خاک یا گھاس چھڑانا مکروہ ہے جب کہ نماز میں تشویش نہ ہو اور تکبر کی وجہ سے چھڑا رہا ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر تکلیف دہ ہوں یا خیال بٹتا ہو تو حرج نہیں اور نماز کے بعد چھڑانے میں تو مطلقاً مضائقہ نہیں بلکہ چھڑا دینا چاہیے تاکہ ریا نہ آئے (ریا، معنی نمائش، دکھاوا جو کام دوسروں کو دکھاوے کے لئے کیا جائے اس کو ریا کہتے ہیں۔ ریا حرام و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ریا کو شرک اصغر فرمایا گیا جو عمل ریا سے کیا جائے اس پر ثواب کے بدلے عذاب ہو گا)۔ (عالمگیری(، بہار شریعت)

پیشانی سے پسینہ پونچھنا

مسئلہ ۴۳۲: یونہی حاجت کے وقت پیشانی سے پسینہ پونچھنا بلکہ ہر وہ عمل قلیل کہ نمازی کے لیے مفید ہو جائز ہے اور جو مفید نہ ہو وہ مکروہ ہے۔(عالمگیری)

ناک سے پانی پونچھنا

مسئلہ ۴۳۳: نماز میں ناک سے پانی بہا تو اس کو پونچھ لینا زمین پر گرنے سے اچھا ہے اور اگر مسجد میں ہو تو پونچھنا ضروری ہے۔ مسجد میں نہ گرنے دے۔(عالمگیری)

مسئلہ ۴۳۴: نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے اور عذر ہو تو حرج نہیں اور علاوہ نماز کے اس طرح بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔(درمختار) مگر دو زانوں بیٹھنا ادب کی علامت ہے۔

مسئلہ ۴۳۵: سجدہ کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا اور اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا بلا عذر مکروہ ہے۔

مسئلہ ۴۳۶: رکوع میں سر کو پیٹھ سے اونچا یا نیچا رکھنا مکروہ ہے۔(بہار شریعت)

مسئلہ ۴۳۷: جوں یا مچھر جب ایذا پہنچاتے ہوں تو پکڑ کر مار ڈالنے میں حرج نہیں جب کہ عمل کثیر سے نہ ہو۔(غنیۃ و بہارِ شریعت)

مسئلہ ۴۳۸: مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ ۴۳۹: کوئی شخص کھڑا یا بیٹھا باتیں کر رہا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت نہیں جب کہ باتوں سے دل بٹنے کا خوف نہ ہو۔ مصحف شریف اور تلوار کے پیچھے اور سونے والے کے پیچھے نماز مکروہ نہیں۔(درمختار، ردالمختار)

مسئلہ ۴۴۰: جلتی آگ نمازی کے ہونا باعث کراہت ہے۔ شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴۱: بغیر عذر ہاتھ سے مکھی مچھر اڑانا مکروہ ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ ۴۴۲: ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے مثلاً زینت لہو ولعب وغیرہ۔

مسئلہ ۴۴۳: نمازی کا آنکھیں بند کرنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر آنکھیں بند کرنے میں اس کو کمال خشوع حاصل ہو تو مکروہ نہیں ہے

مسئلہ ۴۴۴: امام کا محراب میں اس طرح کھڑے ہونا کہ اسکے قدم محراب میں ہوں یہ مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ امام ایک الگ مکان میں اکیلا کھڑا ہے، اور محراب اس لئے نہیں بنایا گیا کہ اس میں

امام کھڑا ہو بلکہ محراب اس لئے بنایا گیا ہے کہ امام کیلئے صف کے درمیان میں کھڑا ہونا آسان ہو، ہاں اگر امام کے قدم محراب سے باہر ہیں اور سجدہ محراب میں ہو تو یہ جائز ہے۔ (شامی، ج ۲،ص ۱۴۹)

نماز کے لئے دوڑنے کا مسئلہ

مسئلہ ۴۴۵: نماز کے لئے دوڑنا مکروہ ہے۔ (ردالمختار) اس کا ثبوت حدیث سے بھی ملتا ہے۔

''جب تم نماز کے لیے آؤ تو بھاگتے ہوئے نہ آؤ بلکہ اس طرح چلتے آؤ کہ تم پر سکون اور وقار طاری ہو''

چالیس احادیث کپڑا لٹکانے سے متعلق

مسئلہ ۴۴۷: نماز کے جملہ مکروہات میں سے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا بھی ہے، بلکہ یہ عمل نماز کے علاوہ بھی ممنوع ہے، اور سرکار مبارک بھی اس پر بہت سختی فرماتے ہیں، اور یہ عین احادیث کی روشنی کے مطابق ہے۔

اب مفتی ظہور احمد جلالی صاحب کا ایک رسالہ نقل کیا جاتا ہے شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات۔
اول الخلق افضل الخلائق، صاحب نبوت دائمہ، مستمرہ سیدنا خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کے راوی (اول خلیفۃ الرسول علی الاطلاق افضل الناس بعد الانبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کہ (ان الناس اذا راواالمنکر ولم ینکرہ اوشک ان یعمھم اللہ بعقابہ) لوگ جب برائی دیکھیں اور اس پر انکار نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا سب کو گھیر لے۔

(امام کتب الحدیث مسند امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ حدیث نمبر 1 جلد نمبر 1)

منکر (یعنی بُرائی) کی مختلف نوعیتیں ہوتی ہیں۔ عقیدہ کی برائی، عمل کی برائی، پھر عقیدہ کی بُرائی کی مختلف صورتیں ہیں۔ عقیدہ قطعیہ کا انکار یا اس میں تشکیک۔ عقیدہ ظنیہ کا انکار یا اس میں تشکیک پھر یہ انکار و شک کبھی دلیل کی بنا پر ہوتا ہے اور کبھی محض ہٹ دھرمی اور سینہ زوری کی بنا پر۔ اس طرح عمل کی بھی کئی جہتیں ہیں۔ فرض، واجب، سنت اور مستحب وغیرہ۔ پھر ارتکاب منھی عنہ میں حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی اور اساءت داخل ہیں۔ اسی طرح سنتوں کی سنن ابدی اور سنن زوائد قسمیں بنتی ہیں۔ بعض سنتوں کی بعض دوسری سنتوں کی نسبت تاکید زیادہ ہوتی ہے۔ نیز ماحول اور حالات کے مطابق سنت کی اہمیت زیادہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجرمائۃ شھید

ترجمہ: جو شخص میری امت میں فساد کے دور میں میری سنت کو مضبوطی سے تھام لے گا۔ اس کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف حدیث نمبر 166 (بیہقی کتاب الزھد)

انہیں مسائل میں سے ایک مسئلہ اپنا جبہ، قمیض، پاجامہ، تہبند، پینٹ اور شلوار کو گٹوں (ٹخنوں) سے اوپر رکھنا ہے۔

یعنی کپڑا اتنا لمبا نہ ہوگا کہ وہ گٹوں (ٹخنوں) کو ڈھانپ لے۔ یہ مسئلہ اس دور میں ایک معمولی سا مسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔ چہ جائیکہ خلاف سنت کے ارتکاب پر تعجب کیا جائے۔ الٹا سنت پر عمل پیرا کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

یہ عاجز و ناتواں تمام مشائخ وعلماء کی کفش برداری کو اپنا اعزاز سمجھتا ہے۔ اور جب ان کے لمبے جبوں اور شلواروں کو دیکھتا ہے اور اس کی مذمت میں وارد احادیث طیبہ کی طرف خیال کرتا ہے۔ تو کیفیت یہ ہوتی ہے۔

حیرت اندر حیرت ست ایں (مثنوی) کارِ ما

کپڑا لٹکا کر گٹے ڈھانپنا کس قدر مذموم ہے اس کا انداز اس حدیث شریف سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عبادہ بن قرط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"انکم تاتون اشیاء هی ادق فی اعینکم من الشعر کنا نعدها علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم من الموبقات قال فذکروه لمحمد فقال صدق اری جر الازارمنه۔"

ترجمہ: کہ تم ایسی چیزیں لاتے ہو (کام کرتے ہو) کہ وہ تمہاری نظر میں بال سے بھی باریک ہیں (یعنی معمولی ہیں) جب کہ ہم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں مہلکات میں سے شمار کرتے تھے۔ لوگوں نے یہ بات راوی محمد علیہ الرحمہ کے سامنے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبادہ نے سچ فرمایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جر ازار بھی انہیں چیزوں میں سے ہے۔

(مسند امام احمد حدیث نمبر 20628 جلد نمبر 15 صفحہ نمبر 310)

اسبالِ ثوب کا شرعی حکم: ہمارے قابلِ صد احترام علمائے، اصحاب علم مشائخ اور ارباب مطالعہ سجادہ نشینان گرامی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز کی کراہت وعدم کراہت سے واقف ہیں۔ پہلے لمبا جبہ یا لمبی شلوار پاجامہ سلا لینا پھر بوقت نماز کف الثوب (کپڑا لپیٹنے) کا ارتکاب کرنا۔ جبکہ جبے میں یہ تکلف ہو ہی نہیں سکتا اس سے بھی یہ بزرگ واقف ہیں جن حضرات نے لمبے جبوں اور لمبی شلواروں کی عادت اپنا رکھی ہے اور کسی صورت یہ قباحت چھوڑنے پر آمادہ نہیں ان کی خدمت میں

بالخصوص اوراس مسئلے سے لا پرواہی کرنے والوں کی خدمت میں بالعموم یہ احادیث طیبہ پیش کی جارہی ہیں یہ احادیث طیبہ متعدد صحابہ کرام علھم الرضوان سے مروی ہیں فقیر کو بحمدہ تعالیٰ مسند امام احمد علیہ الرحمہ کے مطالعہ وتلاوت کی سعادت میسر آئی۔تو اس مسئلہ میں وارداحادیث کی اشاعت کا خیال آ گیا مسند امام احمد علیہ الرحمہ کتب احادیث میں امام کتب الحدیث کی حیثیت رکھتی ہے۔اس مسئلہ کی بنیاد تواضع اور انکساری پر ہے اور کپڑا لٹکانے کی بنیاد تکبر وغرور پر ہے اس لئے ان احادیث طیبہ کے مجموعہ کا نام

اربعین تواضع آموز

تجویز کیا جاتا ہے۔اگر کوئی ایک بھی صحیح (بدعقیدہ کے کسی بڑے سے بڑے عمل کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے حتی کہ السیف لا یمحو النفاق (الحدیث) ترجمہ: منافقت کو تو تلوار بھی نہیں مٹا سکتی یہ احادیث پڑھ کر اپنے جبے،شلوار اور تہبند وغیرہ گٹوں (ٹخنوں) سے بلند رکھنے کا عزم کرلے تو فقیر کا مقصد پورا ہو گیا ۔واللہ یھدی من یشاءُ الی سنتہ

ظہور احمد جلالی

14 ربیع النور 1441ھ بمطابق 12 نومبر 2019ء

اس دور میں سلامتی ایمان کی خصوصی دعا

اللھم انی اعوذبک من شر الروافض والمترفضة واعوذبک من شر الخوارج والمتحرجة واعوذلک من شر النواصف والمتصبة

آمین بجاہ طه ویٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیه واله واصحابه وسلم

حدیث شریف نمبر 1: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی الہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کپڑا (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والے کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

(مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص نمبر 299 حدیث نمبر 2958 مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ)

حدیث شریف نمبر 2: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس چیزوں کو مکروہ جانتے تھے۔ان میں سے چوتھی چیز جرازار ہے یعنی کپڑا کھینچنا (مراد گٹوں سے نیچے چادر وغیرہ رکھنا)

(جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 26 حدیث نمبر 3774)

حدیث شریف نمبر 3: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرماتا جو تکبر سے اپنی چادر کھینچتا ہے۔

(جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 309 حدیث نمبر 4567)

حدیث شریف نمبر 4: حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا تو میں نے عرض کیا کیا اندر آ سکتا ہوں؟ آپ نے میری آواز پہچان کر فرمایا۔ اے میرے بیٹے! جب تم کسی قوم کے پاس جاؤ تو السلام علیکم کہو۔ اگر وہ جواب دیں تو پھر اندر آنے کی اجازت مانگو۔ پھر ان کے بیٹے واقد کو دیکھا کہ وہ اپنی چادر کھینچ رہے تھے۔ تو فرمایا کہ اپنی چادر اوپر اٹھاؤ۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص تکبر سے اپنی چادر کھینچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرماتا۔

(جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 441 حدیث نمبر 4884)

حدیث نمبر 5: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا کھینچتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظرِ (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

(جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 490 حدیث نمبر 5038)

حدیث شریف نمبر 6: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا کہ ان کی چادر (تہبند) نئی ہونے کی وجہ سے کھڑ کھڑ کرتی تھی۔ یعنی آواز دیتی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ عرض کیا۔ عبداللہ ہوں۔ فرمایا کہ اگر تو اللہ کا بندہ ہے تو اپنا تہبند بلند کرو۔ تو میں نے تہبند اوپر اٹھالیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اور اوپر اٹھاؤ۔ تو میں نے اور بلند کرلیا۔ یہاں تک کہ آدھی پنڈلی تک پہنچ گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو شخص اپنا کپڑا تکبر کی وجہ سے کھینچتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میری چادر کسی وقت لٹک جاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم تکبر کرنے والوں میں سے نہیں ہو۔

(جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 516 حدیث نمبر 6340)

حدیث نمبر 7: محمد بن عباد فرماتے ہیں کہ میں نے نافع بن عبدالحارث کے غلام مسلم بن یسار کو حکم دیا کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھیں جب کہ میں ان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا کہ تم نے تکبر سے تہبند کھینچنے والے کے متعلق کیا سنا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بروز حشر اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔

(جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 74 حدیث نمبر 5460)

حدیث شریف نمبر 8: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں فیروز بادشاہ کے ہدیہ کئے ہوئے جوڑوں سے ایک جوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پہننے کیلئے عطا فرمایا تو میں نے تہبند باندھ لیا جس کے

سعید بن عاص سے ملاقات ہوئی ابان بن سعید کہنے لگا۔اے میرے چچازاد یہ کیا میں تجھے خشوع کرنے والا تواضع کرنے والا دیکھ رہا ہوں۔اپنی چادر تہبند نیچے لٹکاؤ جب کہ آپ کا تہبند نصف پنڈلی تک تھا۔ مالی اراک متخشفعاً اسبل وکان ازارہ الی نصف ساقیہ اس کے جواب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ھکذا ءازارۃ

صاحبنا ہمارے صاحب (آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تہبند اسی طرح ہوتا ہے۔

(کنز العمال جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 331+332 حدیث نمبر 1532)

حدیث شریف نمبر 40: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار لیتے ہوئے تھے۔ایک نوجوان آیا اس نے آپ کی شانِ رفیع کو بیان کیا جس کا آپ نے جواب عنایت فرمایا۔جب وہ نوجوان واپس پلٹا تو دیکھا کہ اس کا تہبند زمین کو چھو رہا ہے۔تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے بلا کر فرمایا کہ اے میرے بھتیجے اپنا کپڑا اٹھاؤ۔اس میں کپڑے کی پاکیزگی ہے اور رب تعالیٰ کی رضامندی کا حصول

(الریاض النضرہ صفحہ نمبر 407)

حرفِ آخر......قارئین محترم نے احادیث کثیرہ دیکھ لی ہیں۔جن سے واضح ہوتا ہے کہ ٹخنے ڈھانپ کر رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔اگر بہ نیت تکبر ہو تو حرام ہے اور اگر تکبر کی نہ ہو تو بھی ٹخنے ڈھانپ کر رکھنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی روایات میں مطلقاً آیا ہے۔

ما اسفل من الكعبين من الازار فی النار

ترجمہ: کہ جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو پس وہ آگ میں ہے اس کی شرح میں علامہ علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ وہ شخص تکبر و فخر اور غرور کی وجہ سے کپڑا لٹکانے والا آگ میں ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حدیث نمبر 4314)

حرفِ آخر

الغرض! ان احادیث کی روشنی میں ٹخنے ڈھاپ کر رکھنے کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں ہے۔کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان تہبند بلند رکھنے کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور کسی صورت میں ٹخنے ڈھانپ کر رکھنے کو برداشت نہیں فرماتے تھے۔

ان احادیث طیبہ کو پڑھنے کے باوجود جو شخص ٹخنے ننگے کرنے میں تردد کا شکار ہے اور طبیعت گوارا نہیں فرماتی تو وہ کنز العمال کی حدیث شریف نمبر 41198 ضرور ملاحظہ فرمائے۔

مفسداتِ نماز

ذیل میں ان صورتوں کا ذکر کیا ہے جن صورتوں میں نماز توڑ دینا شرعاً جائز ہوتا ہے۔

مصیبت زدہ کی مدد کا مسئلہ

مسئلہ نمبر ۴۴۸: کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو اسی نمازی کو پکارتا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو اور اس کے سوا وہاں کوئی اور نہ ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو، آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہگیر کنوئیں میں گرنے لگا ہے۔ ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے۔ جب کہ یہ نمازی اس کے بچانے کی قدرت رکھتا ہے۔

(درمختار، ردالمختار)

زور سے پیشاب کا آنا

مسئلہ نمبر ۴۴۹: پیشاب پاخانہ معلوم ہو یا کپڑے یا بدن پر اتنی نجاست دیکھی کہ جتنی نجاست کے ہوتے نماز ناجائز ہے تو ان تینوں صورتوں میں نماز توڑ دینا ضروری ہے اور پیشاب پاخانہ جب بہت زور سے ہو تو جماعت چھوٹ جانے کا بھی خیال نہ کرے، ہاں اس صورتمیں وقت جانے کا خیال کیا جائے۔ (ردالمختار)

مسئلہ نمبر ۴۵۰: سانپ وغیرہ مارنے کے لئے جب کہ کاٹنے کا صحیح ڈر ہو تو نماز توڑ دینا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۵۱: کوئی جانور بھاگ گیا اس کے پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھیڑیئے کے حملہ کرنے کے ڈر سے نماز توڑ دینا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۵۲: اپنے یا پرائے ایک درہم کے نقصان کا ڈر ہو۔ مثلاً دودھ ابل جائے گا یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جل جانے کا ڈر ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور لے کر بھاگ جائے گا۔ ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۵۳: اگر نفل نماز میں ہو اور ماں باپ، دادا دادی وغیرہ اصول پکاریں اور ان کو اس کا نماز میں ہونا معلوم نہ ہو تو نماز توڑ دے اور جواب دے۔ (درمختار، ردالمختار)

چند وہ باتیں جن سے نماز فاسد (ٹوٹ) ہو جاتی ہے

مسئلہ نمبر ۴۵۴: کلام مفسد نماز ہے یعنی نماز میں بولنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے چاہے جان بوجھ کر بولے یا بھولے سے ایک آدھ بات بولے یا زیادہ۔

مسئلہ نمبر ۴۵۵: کلام وہی مفسد ہے جس میں اتنی آواز ہو کہ کم سے کم خود سن سکے اگر کوئی مانع نہ ہو۔

مسئلہ نمبر ۴۵۶: کسی کو بھولے سے بھی سلام کیا تو نماز جاتی رہی چاہے خالی السلام ہی کہا ہو۔ علیکم نہ کہہ پایا ہو۔

مسئلہ نمبر ۴۵۷: زبان سے سلام کا جواب دیا تو نماز جاتی رہی اور ہاتھ یا سر کے اشارے سے دیا تو مکروہ ہوئی۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۵۸: نماز میں چھینک آئے تو الحمد للہ نہ کہے۔ اگر بھول کر کہہ دیا تو نماز نہ گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۵۹: خوشی کی خبر کے جواب میں الحمد للہ کہا یا بری خبر پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا یا تعجب کی خبر پر سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہا تو نماز جاتی رہی۔ (نور الایضاح)

مسئلہ نمبر ۴۶۰: امام کو کسی عجمی زبان میں لقمہ دیا نماز ٹوٹ جائے گی۔ شامی

مسئلہ نمبر ۴۶۱: کھنکورے میں جب وہ حرف نکلے جیسے اخ تو یہ مفسد نماز ہے جب کہ نہ عذر ہو نہ صحیح غرض ہو۔ اگر عذر سے ہو جیسے طبیعت نے مجبور کیا یا صحیح غرض کیلئے ہو جیسے قرات میں آواز صاف کرنے کیلئے ہو تو مفسد نماز نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۶۲: مقتدی نے اپنے امام کے سوا کسی اور کو لقمہ دیا، نماز جاتی رہی۔

مسئلہ نمبر ۴۶۳: امام نے اپنے مقتدی کے سوا کسی اور کا لقمہ لیا، نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ نمبر ۴۶۴: آہ، اوہ، اف تف، یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور حروف پیدا ہوئے ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ گئی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے، آواز اور حروف نہیں تو حرج نہیں۔ (عالمگیری، ردالمختار)

مسئلہ نمبر ۴۶۵: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ نکلی تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ یونہی چھینک کھانسی جمائی ڈکار میں جتنے حرف مجبوراً (بے اختیار) نکلتے ہیں وہ معاف ہیں۔ (ردالمختار)

مسئلہ نمبر ۴۶۶: پھونکنے میں اگر آواز پیدا نہ ہو تو وہ مثل سانس کے ہے کہ مفسد نہیں مگر قصداً کرنا مکروہ ہے اور اگر پھونکنے میں دو حرف پیدا ہوں جیسے اف، تف تو مفسد نماز ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۶۷: نماز میں قرآن شریف سے یا محراب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ہاں اگر پڑھتا ہے یاد سے اور نظر پڑتی ہے لکھے ہوئے پر حرج نہیں۔ (ردالمختار)

مسئلہ نمبر ۴۶۸: عمل کثیر کہ نہ اعمال نماز سے ہو نہ نماز کی اصلاح کیلئے کیا گیا ہو مفسد نماز ہے۔ عمل قلیل مفسد نہیں جس کام کرنے والے کو دور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے بلکہ

گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عمل کثیر ہے اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شبہ وشک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں تو یہ عمل قلیل ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۶۹: دوران نماز کرتہ یا پاجامہ پہنا یا تہہ بند باندھا تو نماز جاتی رہی کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۷۰: نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے جان کر ہو یا بھول کر ہو تھوڑا ہو یا زیادہ ہو یہاں تک کہ اگر تل بلا چبائے نگل لیا یا کوئی بوند منہ میں گری اور نگل لی نماز جاتی رہی۔

مسئلہ نمبر ۴۷۱: موت، جنون، بے ہوشی سے نماز جاتی رہتی ہے اگر وقت میں آرام ہو جائے تو ادا پڑھے اور اگر وقت کے بعد آرام ہو تو قضا پڑھے۔ جب کہ جنون و بے ہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہو یعنی نماز کے چھ وقت کامل تک برابر نہ رہا ہو کہ اگر چھ وقت کامل تک برابر رہے قضا واجب نہیں بلکہ نماز اس کو اس وقت کی معاف ہے۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمختار)

مسئلہ نمبر ۴۷۲: قصداً غیر نماز کا عمل کیا یا کوئی سبب غسل کا پایا گیا، نماز جاتی رہی۔

مسئلہ نمبر ۴۷۳: کسی رکن کو جانبوجھ کر ترک کیا نماز جاتی رہی۔

مسئلہ نمبر ۴۷۴: بلا عذر نماز کی کسی شرط کو ترک کیا مثلاً ستر کھول دیا یا قبلہ سے مکمل گھوم گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ نمبر ۴۷۵: قعدہ اخیرہ کے بعد سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت یاد آیا اور اس کو ادا کیا اور ادا کرنے کے بعد پھر قعدہ نہ کیا تو نماز نہ ہوئی۔

مسئلہ نمبر ۴۷۶: کسی رکن کو سوتے میں ادا کیا تھا اس کو دوبارہ نہیں دہرایا، نماز نہ ہوئی۔

نماز میں زہریلے حشرات مارنے کا شرعی حکم۔

مسئلہ نمبر ۴۷۷: سانپ یا بچھو مارنے سے نماز نہیں ٹوٹتی جب کہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی ضرورت ہو۔ اگر مارنے میں تین قدم یا زیادہ چلنا پڑا یا تین ضرب یا زیادہ لگانا پڑی تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ نمبر ۴۷۸: نماز میں سانپ بچھو مارنے کی اجازت ہے اگر چہ نماز ٹوٹ جائے۔

مسئلہ: سانپ بچھو کو نماز میں مارنا اس وقت مباح ہے (مباح کے معنی جائز حلال جس پر شریعت کی طرف سے کوئی روک نہیں) جب سامنے گزرے اور تکلیف دینے کا ڈر ہو اور اگر کاٹنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۷۹: ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا

لیا، پھر کھجایا، پھر ہاتھ ہٹالیا، پھر کھجایا، پھر ہاتھ ہٹالیا۔ اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر کئی مرتبہ کھجایا تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا اور اس سے نماز نہ جائے گی۔ (عالمگیری، غنیۃ) مگر ایک رکن کی مقداد دیر نہ ہو ورنہ عمل کثیر ہو جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۴۸۰: تکبیرات انتقال میں اللہ کے الف کو یا اکبر کے الف کو کھینچا اور اللہ یا اکبر کی ب کے بعد الف بڑھا دیا کہ اکبار ہو گیا تو ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ گئی اور اگر تکبیر تحریمہ میں ایسا کیا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴۸۱: قرأت یا اذکار نماز میں ایسی غلطی جس سے معنی فاسد ہو جائیں نماز توڑ دیتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۸۲: نمازی کے آگے سے چاہے آدمی گزرے یا جانور نماز نہیں ٹوٹتی البتہ گزرنے والا بہت گنہگار ہوتا ہے۔ اگر نمازی کے سامنے سے جانے والا جانتا کہ اس میں کیا گناہ ہے تو سو برس کھڑا رہنے بلکہ زمین میں دھنس جانے کو اچھا سمجھتا اور نمازی کے آگے سے نہ گزرتا۔

مسئلہ: اگر میدان میں نمازی کے سامنے سے تین گز چھوڑ کر آگے سے گزرے تو حرج نہیں لیکن گھر اور مسجد میں ایسا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ: نمازی کے آگے اگر سترہ ہو تو سترہ کے پیچھے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (تین گز جگہ یہ اصل میں اندازہ ہے موضع قدم مصلّٰی سے لے کر اس کے موضع سجود تک کا اور موضع سجود سے یہاں مراد وہاں تک کی جگہ ہے جہاں تک حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر کرنے سے نگاہ پھیلتی ہے۔ اتنی جگہ میدان میں چھوڑ کر اس کے بعد سے گزر سکتا ہے۔

وجد فی الصلٰوۃ

مسئلہ ۴۸۳: فان ان فیھااوتاوہ اوبکٰی فارتفع بکائہ(ای حصل منہ الحروف)فان کان (ای کل ذلک)من ذکر الجنۃ اوالنار لم یقطعھالانہ یدل علی زیادۃ الخشوع فان کان من وجع او مصیبۃ قطعھا لان فیھااظھار الجزع والتأسف فکان من کلام الناس (ھدایہ) یعنی نمازی نے نماز میں، آہ، کی یا، اوہ، کیا یا اتنا رویا کہ اس کا رونا حروف پر مشتمل ہو جائے پس اگر یہ حالت اس پر جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے اس پر طاری ہوئی تو نماز فاسد نہیں کرتی کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے یہ حالت ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیوں کہ اس میں بے چینی اور افسوس کا اظہار ہے (اسے عام لوگوں کی باتوں میں سے شمار کیا جاتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (مجموعۂ رسائل حصہ دوم

ص ۶۲)اگرکوئی امام کی قرأۃ سے رویااور کہانعم اُو بلانمازی کی زبان سے بے اختیار نکلا نعم جی ہاں یا کہا کیوں نہیں ،اسکی نمازنہیں ٹوٹے گی ،(حاشیہ طحطاوی ۳۲۵)اسی طرح جن حروف کے نکل جانے سے نماز فاسدنہیں ہوتی ان میں سے حالت وجد بھی ہے ،علامہ شیخ احمد طحطاوی حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں:الوجد مراتب وبعضه یسلب الاختیار فلاوجه لمطلق الانکار ،یعنی وجد کی کئی اقسام ہیں ایک وجدایسا ہوتا ہے جو بلا اختیار نکل جاتا ہے پس اس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ،(مجموعۂ رسائل حصہ دوم ص ۶۵)

غلط قراءۃ کرنے سے متعلق باب

نماز میں قراءت کے فریضہ کا اہم مقام

قرأۃ نام ہے اس چیز کا کہ تمام حروف مخارج سے ادا کئے جائیں ،کہ ہرحرف(کی آواز)دوسرے حرف سے ممتاز ہوجائے ،اورآہستہ پڑھنے میں اتنا ضروری ہے کہ خودسنیں ،ورنہ قرأۃ نہ ہوگی تو نماز بھی نہیں ہوگی (فیضان فرض علوم جلد ا،ص ۱۹۷)

نماز کے اہم ارکان میں سے ایک بہت اہم رکن قرأت ہے جس کی صحیح طریقہ سے ادائیگی کی طرف توجہ دینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے، کیوں کہ بعض مرتبہ اس میں ایسی غلطی ہوجاتی ہے جس سے نماز میں فساد پیدا ہوجاتا ہے،اورنمازی کواس کا پتہ تک نہیں چلتا۔قرأت یعنی قرآن کریم کا پڑھنا نماز کا اہم ترین رکن ہے،سنن ،نوافل ،وتر ؛نیز دورکعت والی فرض (فجر وجمعہ) کی تمام رکعات میں تین یا چار رکعات والی فرض نمازوں کی کسی بھی دورکعت میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قراءت کرنا فرض ہے،قرآن کریم میں بھی اتنی مقدار قراءۃِ قرآن کوضروری قرار دیا جو بآسانی پڑھی جاسکے، چنانچہ ارشاد باری فَاقْرَءُوْامَاتَیَسَّرَمِنَ القرآن (سورۂ مزمل ۲۰) (ترجمہ) قرآن میں جوتمہیں آسان لگے وہ تم پڑھو،اورایک روایت میں توتسبیح اورقراءۃ قرآن ہی کونماز قرار دیا گیاہے،ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ نماز میں کلام الناس کی گنجائش نہیں ہے نمازتوتسبیح وتکبیراورقراءۃ قرآن ہی کا نام ہے۔قراءۃ فی الصلوۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ نماز میں جتنے بھی اوراد،واذکار(تسبیحات) ہیں،ان میں صرف قراءۃ ہی فرض ہے،اگروہ رہ جائے تو نماز باطل وبے اعتبار ہوتی ہے۔نماز میں امامت کا زیادہ حقدار وہی شخص ہے جو اقرأ یعنی قرآن مجید زیادہ اچھا پڑھنے والا ہو ترمذی شریف کی ایک روایت۔

عن أوس بن ضمعج قال سعت أبا مسعود الانصاری یقول قال :رسول اللہ ﷺ

يؤم القوم أ قرأهم لكتاب الله الخ (ترمذی:۱،۵۵)

(ترجمہ): حضرت عائشہ رحمۃ اللہ علیہا کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت، غیر نماز کی تلاوت سے افضل ہے اور غیر نماز میں قرآن کی تلاوت تسبیح و تکبیر سے زیادہ افضل ہے۔

ایک اور حدیث میں نماز کی فضیلت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے

عن أبی هریرةؓ قال :قال رسول الله ﷺ أیُحِبُّ أ حدکم احدکم اذارجع الی أهله أن یجدفیه ثلث خلفات عظام سما ن ؟قالو ؛نعم یارسول الله قال :ثلث أیات یقرأ بهن فی صلاته خیر له من ثلاث خلفات عظام سما، (رواه البیهقی فی شعب الایمان:۴/ ۳۴۹)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر لوٹے تو تین موٹی تازی حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ عرب میں اونٹ بہت ہی عمدہ مال سمجھا جاتا تھا، بطور خاص جبکہ وہ حاملہ ہو یعنی یہ دو طرح کا انعال ہے ایک تو اونٹنی اور دوسرا اس کا حمل؛ نماز میں بھی دو عبادتیں ہیں ایک نماز اور پھر اس میں قرأت کرنا۔ اس اعتبار سے دوہرے فائدے والی چیز کے ساتھ نماز کو تشبیہ دی گئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس شخص نے نماز میں کھڑے ہو کے قرآن کی تلاوت کی اسے ہر حرف کے بدلے میں سو(۱۰۰) نیکیاں ملتی ہیں، اور جس نے بیٹھ کر پڑھا اسے پچاس (۵۰) نیکیاں اور جس نے بغیر نماز کے باوضوء پڑھا اسے پچیس (۲۵) نیکیاں اور جس نے بغیر وضوء پڑھا اسے دس (۱۰) نیکیاں اور جو شخص پڑھے نہیں؛ بلکہ صرف پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سنے اسے بھی ہر حرف کے بدلہ میں ایک نیکی ملتی ہے۔ (احیاء العلوم جلد ا ص ۱۸۳، مطبوعہ مکتبہ المدینہ)

نماز میں قراءۃ کا محل، فرض قرأۃ کی مقدار

محل قراءت

مسئلہ نمبر ۴۸۴: احناف کے نزدیک فرض کی کسی بھی دو رکعت میں اور وتر ونفل کی ہر رکعت میں قراءۃ کرنا فرض ہے، لیکن فرض کی پہلی دو رکعت کو قراءۃ کیلئے متعین کرنا واجب ہے۔ شامی

والقرا ء ة فرض فی جمیع رکعات النفل --------وکذافی جمیع رکعات الوتر ---وکذاتفرض القراء ة فی کل الفرض ذوات الر کعتین کمافی الفجر والجمعة و

ظهر المسا فر و عصره و شائه أمافی ذوات الأ ربع کظهر المقیم و عصره وعشائه و کذافی الثلث کالمغرب ففرض القراء ۃ انماهوفی الرکعتین من کل منها حال کون الر کعتین بغیر عینها أی سواء کانت فی الأولیین أو لأولی والثالثة أو الأولی والرابعة أو الثانیة والثالثة أ و الثا نیة وهذ وهذاعندنا۔

(ترجمہ):اورنفل کی تمام رکعتوں میں،اور وتر کی تمام رکعتوں میں قراءت فرض ہے۔اور اسی طرح قرأت فرض ہے دورکعت والی ہرنماز میں جیسا کہ فجر ،جمعہ،مسافرکی ظہروعصروعشاء میں ۔جب کہ چار رکعت والی نماز میں جیسا کہ مقیم کی ظہروعصر وعشاء اور تین رکعت والی نماز جیسے مغرب ،توان میں دورکعتوں میں غیر متعین طور پرقرأت فرض ہے،چاہیے وہ پہلی دو ہوں یا آخیری دو ہوں پہلی اور تیسری ہو یا پہلی اور چوتھی ہو یادوسری اور تیسری یا دوسری اور چوتھی ہو۔اور یہ ہمارے نزدیک ہے۔مگرنماز کے واجبات میں سے یہ بات ہے کہ،

ومنها القراءۃلقادر علیها۔۔۔۔وهی فرض علمی فی جمیع رکعات النفل و الوترو فی رکعتین من الفر ض۔وأما تعین القراء ۃ فی لیین من الفرض فهو واجب۔

(ترجمہ)اورفرائض میں سے ایک فرض قادرشخص پرقراءۃ کرنا ہے،اور یہ عملاً فرض ہےنفل اوروتر کی تمام رکعتوں میں اورفرض کی دورکعتوں میں جب کہ فرض کی پہلی دورکعتوں کی تعیین واجب ہے۔(درّمع الشامی:۱۶۵،۲،مطبوعہ رحمانیہ)

وأما محل القراءۃ ففی الفرئض الرکعتان هکذاالمحیط ،ثنائیا او ثلاثیا أورباعیا و سواء کانتاأولین أو خریین أو مختلفین ۔۔۔۔وفی الوتر النفل الرکعات کلها ،یجب تعیین الأولیین من الثلاثیة والرباعیة المکتوبتین اللقراء ۃ المفروضة۔

(ترجمہ)بہرحال قراءۃ کامحل فرائض میں دورکعتیں ہیں جیسا کہ محیط میں ہے چاہے دو یا تین یاچار رکعت والی نماز اور برابر ہے کہ وہ پہلی دو ہوں یا آخیری دو ہوں یا مختلف ہواور وتر ونفل میں تمام رکعتوں میں فرض ہے،تین اور چار رکعت والی فرض نمازوں میں پہلی دورکعتوں کوفرض قراء ۃ کے لئے متعین کرنا واجب ہے۔(عالمگیری:۶۹۔۱۷/۱۔شامی ۲،۱۸۷)

کتنی مقدار میں قراءۃ فرض ہے

مسئلہ نمبر ۴۸۵: قراء ۃ کی مقدارِفرض کے سلسلہ میں فقہاء احناف کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک قراءۃ کی فرض مقدارقرآن کی کوئی بھی ایک آیت کریمہ ہے جو دو یا تین کلمات پرمشتمل ہونی چاہیےلہذا (اگرایک کلمہ یاایک حرف پرمشتمل ہوتوایسی آیت کی تلاوت

سے قراءۃ کی فرضیت ادا نہ ہوگی)، اور صاحبین کے نزدیک ایک طویل آیت یا تین چھوٹی آیتیں جو ایک طویل آیت کی بقدر ہو قرأءہ کرنا فرض ہے۔

ومنها القراء ة :وفرضها ،عندأبي حنيفة يتأدى بآية واحد ،وان كا نب قصير۔ة ---۔ ثم عنده اذاقرأ آية قصير ة هي كلمة واحدةك 'مدهامتان'آو آية هي حرف ك 'صاد'،'نون'،'قاف'؛فيه اختلاف بين المشائض الأصح أنه كا يجوز،

(ترجمہ)اور فرائض صلوۃ میں سے قراءۃ ہے اور، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فریضہ ایک آیت سے ادا ہو جاتا ہے اگرچہ چھوٹی ہو۔ پھر امام صاحب کے نزدیک جب ایک ایسی چھوٹی آیت پڑھی جو چند کلمات یا دو کلموں پر مشتمل ہو جیسے باری تعالیٰ کا فرمان: ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّ رَ يا ثُمَّ نَظَرَ تو بلا اتفاق مشائخ نماز درست ہے اور اگر ایک ایسی آیت پڑھی جو ایک کلمہ ہے جیسے: مدھامّتٰن یا ایسی آیت جو ایک حرف ہے جیسے: صاد، نون، قاف تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اصح قول یہ ہے کہ نماز درست نہ ہوگی۔

(عالمگیری ۶۹، ۱، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

نماز میں سورۂ فاتحہ کی قراءۃ اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ یا سورۃ کے قائم مقام (ایک طویل یا تین چھوٹی آتیوں) کا ملانا فقہ حنفی میں واجب ہے۔

أ ما قراء ة الفاتحة والسورة أو ثلاث آيا ت فهي واجبة أيضا (شامی ۱۶۵، ۲، مطبوعہ رحمانیہ)

وتجب قرأء ة الفاتحة وضم السورة أومايقوم مقامها من ثلاث التى آيات وقصار أوآية طويلة فى الأولیين بعد الفاتحة جميع ركعات النفل والوتر۔

(ترجمہ): اور فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ پھر سورت یا اس کے قائم مقام تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی آیت کا پڑھنا فاتحہ کے بعد پہلی دو رکعت میں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں واجب (عالمگیری :۱۷۔ا، مطبوعہ رشیدیہ)

کتنی قرأۃ کرنا سنت ہے

نماز میں فرض اور واجب قراءۃ کی مقدار بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فقہاء کرام نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ حالتِ اقامت میں فجر اور ظہر میں طوال مفصل (سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک) عصر اور عشاء میں اوساط مفصل (سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک) اور مغرب میں قصار مفصل (سورۂ لم یکن سے آخر قرآن تک) پڑھنا مسنون ہے۔

واستحسنوا فی الحضرطوال المفصل فی الفجر والظهر و أساطه فی العصر والعشاء وقصار ہ فی المغرب ،وطوال المفصل :من الحجرت الی البروج والأ وساط من سورة البروج الی لم یکن و القصار من سورة لم یکن الی الأخر۔(عالمگیری:۹۹۔۱)

(ترجمہ): فقہاء کرام نے بہ حالت حضر، فجر وظہر میں طوال مفصل، عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل، سورتوں کر پڑھنا مستحسن قرار دیا ہے۔طوال مفصل سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک ہے۔اور اوساط مفصل سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک اور قصار مفصل سورۂ لم یکن سے آخر تک ہے۔

فقیہ الامت سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سوال: نماز میں کتنی مقدار قراءۃ فرض، کتنی واجب اور کتنی سنت اور مستحب کہاں تک ہے؟

جواب: ایک آیت کی مقدار فرض ہے، الحمد اور تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت واجب ہے، فجر و ظہر میں سورۂ حجرات سے آخر بروج تک کوئی سورت اور عصر وعشاء میں بروج سے لم یکن' تک اور مغرب میں لم یکن کے بعد سے ختم تک۔اس کی مقدار دوسرے مقام سے، جماعت میں کوئی مریض یا ضعیف وغیرہ ہو کہ طویل سے مشقت ہوگی تو اس کی حالت کا خیال کرنا واجب ہے اور نفلوں میں جب تک مشقت نہ ہو قراءۃ کرنا مستحب ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۶،ص ۸۴)

کن نمازوں میں قرأۃ بلند آواز سے کرنی ہے

امام کے لیے جہر اور سر کی تفصیل

مسئلہ نمبر ۴۸۶: فجر، مغرب، اور عشاء کی ابتدائی دو رکعات: جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک میں با جماعت ادا کی جانے والی وتر؛ ان تمام نمازوں میں جہراً قراءۃ کرنا واجب ہے، چاہے نماز وقت پر ادا کرے یا بعد میں جماعت کے ساتھ قضاء کرے۔

یجهر الامام وجو بأفی الفجر و أولیی العشاء ین اداء و قضاءً وجمعة وعیدین وترایخ ووتر بعد ھا أی رمضان فقط للتوارث(درمع الشامی:۲/۲۴۹عالمگیری:۱/۹۲)

ویجهر الامام فی صلوة الفجر والمغرب والعشاء والجمعة والعیدین والتی یخافت فیھا الظهر والعصر (خلاصۃ الفتاوی:۱۔۹۴)

(ترجمہ): امام نماز فجر، مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعات میں چاہے ادا کرے یا قضاء کی جماعت کروائے اسی طرح جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کی وتر میں جہرا قراءۃ کرے گا توارثاً عمل منقول

ہونے کی وجہ سے۔توارث کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ یہ تھا آپ صلوۃ فجر اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں جہراً قراءۃ کرتے تھے اور ان کے علاوہ میں سراً اور اسی پر بعد والے لوگوں کا بھی کا عمل جاری ہے۔

جہر اور سر میں منفرد کا حکم

مسئلہ نمبر ۴۸۷: اور منفرد یعنی تنہا نماز ادا کرنے والے کیلئے جہری نمازوں (فجر ،مغرب، عشاء) میں، جہر وسرّ دونوں کا اختیار ہے البتہ بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے لیکن اس میں امام کی طرح زیادہ آواز بلند نہ کرے اور سری نمازوں (ظہر،عصر) میں اس کیلئے آہستہ قراءۃ کرنا لازم ہے۔

وان کا ن منفردا ان کانت صلوۃ یخافت فیها یخافت حتما هو الصحیح ۔وان کا نت صلوۃ یجهر فیها فهو بالخیار والجهر افضل ولکن لا یبالغ مجل الامام لأنه لا یسمع غیرۃ۔ (عالمگیری:۱ / ۹۲)

اکیلے آدمی کیلئے دن کے نوافل میں آہستہ قراءۃ کرنا ضروری ہے البتہ رات کے نوافل میں آہستہ یا بلند آواز سے دونوں کی گنجائش ہے۔عالمگیری میں ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۸۸: کتنی آواز میں بندہ پڑھے تو وہ جہر ہوجاتا ہے اور سر (آہستہ) پڑھنے کی حد کیا ہے

جہر کا ادنی درجہ یہ ہے کہ دوسرا شخص قاری کی قراءۃ کی آواز سن سکے اور سر یعنی آہستہ قراءۃ کرنے کی ادنی حد یہ ہے کہ آدمی خود سن سکے، یہ فقیہ ابوجعفر ہندوانی رحمہ اللہ کا قول ہے اور فقہاء احناف کے یہاں یہی ارجح اور اصح ہے۔آہستہ پڑھنے میں پاس والا سن لے تو حرج نہیں۔(فتاوی رضویہ ج۶ ص۳۳۶)

وأدنی الجهر اسماع غیر ہ وأدنی المخافتة اسماء نفسه ومن بقربه ---فشر ط الهند وانی الفضلی لو جودها :خرو ج صوت یصل الی اذنه ---أأن ماقاله الهندوانی أصح وأرجهِ لا عتماد اکثر علمائنا علیه۔(شامی ۲،۳۰۸)

سیدی اعلی احضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،قرآن قرأت سے ہے اور قرأت پڑھنا ہے اور پڑھنا نہیں ہوگا مگر زبان سے،اور دل میں تصور کرنے کو پڑھنا نہیں کہتے۔

(فتاوی رضویہ، ج۶ ص ۱۹۳)

مسئلہ نمبر ۴۸۹: آہستہ قرأۃ والی نماز میں کسی نے کچھ بلند پڑھ لیا؟

جواب: اگر امام صاحب سری نماز میں ایک دو آیت اس طور پر پڑھے کہ قریب ایک دو شخص سن لیں تو یہ سری قراءۃ کے منافی نہیں ہے؛ بلکہ اسے سر ہی کہا جائے گا۔اور جہر تو یہ ہے کہ صف اول

کوسنائی دے البتہ جہری نماز میں امام صاحب اتنے زور سے قراءۃ نہ کرے کہ جس کہ وجہ سے دوسروں کوتکلیف ہو۔(سرکار میاں صاحب مبارک اس مسئلہ کی طرف اکثر یاد دہانی کرواتے رہے ہیں تانکہ نماز جیسی اہم عبارت چھوٹے مکروہات سے بھی محفوظ رہے)

ان الامام اِذا قرأ فی صلاۃ المخافتة بحيث سمع رجل أو رجلان لا يكون جهر ا ،والجهرأن يسمع الكل أى كل الصف الأول لاكل المصلين ۔(درمع الشامی:۲۔۳۰۹)

(ترجمہ):امام صاحب سرّی نماز میں اس طور پر قراءۃ کرے کہ ایک،دوآدمی سن لیں تو یہ جہر نہیں ہوگا اور جہر یہ ہے کہ صف اول کوسنائی دے نہ کہ تمام نمازیوں کو۔

مسئلہ نمبر ۴۹۰: ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے قرأۃ کرنے کا حکم کیا ہے؟

ويجهرالامام وجوبا بحسب الجماعة ،فان زاد عليه أساء ـ۔ قوله فان زاد عليه أسائ۔وفی الزاهدی عن أبی جعفر ،لوزاد على الحاجة فهو أفضل الا اذا أجهد نفسه أو أذى غيره۔(درمع الشامی:۲۔۳۰۹)

جماعت کے مطابق جہر کرنا واجب ہے،اس سے زیادہ جہر کرنا برا ہے۔حاجت سے(کچھ) زیادہ آواز ہوتو افضل ہے مگر اتنی نہ ہو کہ خود کو مشقت میں ڈالے یا کسی دوسرے کوتکلیف ہو۔

مسئلہ نمبر ۴۹۱: ظہر،عصر کی نماز میں کسی امام نے کچھ کلمات بلند آواز سے پڑھ دیئے تو کیا حکم ہے۔

جواب: اگر امام نے ان رکعتوں میں جن میں آہستہ پڑھنا واجب ہے جیسے ظہر اور عصر کی تمام رکعتیں اور عشاء کی تیسری اور چوتھی جبکہ مغرب کی تیسری رکعت میں اتنا قرآن پاک جس سے فرض قرأۃ ادا ہوسکے(اور وہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک چھوٹی آیت ہے) بھول کر بلند آواز سے قرأۃ پڑھ دی تو بلاشبہ سجدہ سہو واجب ہوگا ،اب اگر بلاعذر شرعی سجدہ نہ کیا یا اتنی قرأۃ قصداً بآواز بلند کردی تو نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اگر اس مقدار سے کم ہے یعنی ایک آدھ کلمہ بآواز بلند نکل جائے تو راجح مذہب میں کچھ حرج نہیں ۔(فتاوی رضویہ ۲۵۱،۶

قراءۃ میں تجوید کی اہمیت وضرورت

مسئلہ نمبر ۴۹۲: کیا تجوید سیکھنا ضروری ہے یا یہ صرف قاری صاحبان کیلئے ضروری ہوتی ہے۔

جواب: اس قدر قرأۃ سیکھنا کہ ایک حرف کو دوسرے حرف سے ممتاز کرسکے،یہ واجبات اور اہم دینی امور میں سے ہے،ہر آدمی پر مخارج کو صحیح ادا کرنے میں مکمل کوشش کرنا اور ہر حرف کو اس کے مخرج سے

صحیح ادا کرنا لازم ہے تا نکہ قرآن اس طرح پڑھے جس طرح اللہ تعالیٰ نے نازل کیا نہ کہ معاذ اللہ مداہنت و بے پروائی سے کہ آج کل عوام بلکہ یہاں کے کثیر بلکہ اکثر خواص نے بھی (بغیر تلفظ کے پڑھنے کو) اپنا شعار بنالیا، فقیر یعنی (اعلی حضرت) نے بگوش خود بعض مولوی صاحبوں کو پڑھتے سنا قل ھواللہ احد حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہرگز احد نہیں فرمایا نہ جبرائیل امین علیہ السلام نہیں ایسے پہنچایا نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں پڑھایا پھر) احد) کوقرآن کیوں کہا جائے، ایسے شخص کو جو سیکھنے کی قدرت رکھتا ہے کون ایسے غلط قرآن پڑھنے کی اجازت دے سکتا ہے، ولہذا آئمہ دین نے وضاحت فرمائی ہے کہ کسی آدمی سے اگر کوئی لفظ غلط ادا ہوتا ہو تو اس کو صحیح کرنے کیلئے کوشش کرنا واجب ہے بلکہ جب تک قرآن کے مخارج درست نہیں ہوتے اس پر کوشش کرتے رہنا ضروری ہے اگر چہ کئی سال لگ جائیں، تھوڑی کوشش کرنے والے کو معزور نہیں سمجھا جائے گا، کیونکہ قرآن پاک کو غلط پڑھنا بالا جماع حرام ہے جبکہ کوشش کرنے والا جب تک کوشش کرتا رہے گا اس پر غلط قرأة کا حکم نہیں لگے گا۔ (فتاوی رضویہ ج ٦ ص ۲۶۱)

سیدی اعلٰی حضرت کے اس فتوی سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو صحت اور تجوید کے ساتھ پڑھنا از حد ضروری ہے، بعض مرتبہ انسان صحت اور تجوید سے غفلت برتنے کی بناء پر قرآن کریم کی تلاوت سے بجائے ثواب حاصل کرنے کے گناہ مول لیتا ہے، حدیث شریف میں ہے: رب قاری ء للقرآن والقرآن یلعنہ ﴿ذکرہ الغذالی فی احیاء علوم الدین من قول أنس بن مالک (شرح خلاصۃ التبیان ص ۱۸)

(ا) بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ وہ قرآن پڑھتے ہیں: لیکن قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔ نماز کی قرأت میں تو صحت و تجوید کی ضرورت واہمیت مزید بڑھ جاتی ہے کیوں کہ بسا اوقات قراء تِ صلوۃ میں دورانِ تلاوت قاری سے ایسی غلطی کا صدور ہو جاتا ہے جس سے نہ صرف تلاوت خراب ہوتی ہے بلکہ نماز تک میں فساد پیدا ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں اگر چہ نماز فاسد نہیں ہوتی ؛ لیکن نماز کے ایک اہم رکن قرأت میں نقص پیدا ہو جانے کی وجہ سے مقدار ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے، فن تجوید کی مشہور کتاب خلاصۃ البیان میں لکھا ہے۔ وقد صلاۃ من لم یجود مقدار النقصان فیہ بل یفسدھا بعض اللحن الجلی کما فصل فی زلۃ القاری من کتب الفقہ (ترجمہ): اور تجوید سے نہ پڑھنے والے کی نماز میں نقصان کے بقدر کمی واقع ہو جاتی ہے؛ بلکہ بعض لحن جلی کی صورتیں نماز کو فاسد کر دیتی ہیں کہ کتب فقہ باب زلۃ القاری میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ (شرح خلاصۃ البیان: ص ۲۰)

امام کا درست تلاوت کرنے والا ہونا

مسئلہ نمبر ۴۹۳: نماز میں صحت قرأت کی اسی ضرورت واہمیت کے پیش نظر فقہاء کرام نے صحت امامت کیلئے جن شرائط کو بیان کیا ہے، ان میں سے ایک شرط یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ امام وقاری کو ایسے اعذار سے صحیح وسالم ہونا چاہیے جو قرأت میں مخل بنتے ہیں مثلاً رعاف، وأ وأ ۃ، تمتمہ، لثغ، وغیرہ؛ چنانچہ فقہ کی مشہور ومعتبر کتاب نور الایضاح میں مذکور ہے۔ وشروط صحة الامامة للرجال الأصحاء ستة أشياء الاسلام والبلوغ ،والعقل والذ كورة والقراء ة والسلامة الأعذار كالر عاف والفأفأ ة والتمتمة واللثغ۔

ترجمہ: تندرست مردوں کی امامت صحیح ہونے کے لئے چھ چیزیں شرط ہیں۔(۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا (۴) مذکر ہونا (۵) قراءت پڑھنے پر قادر ہونا (۶) عذروں سے سلامت ہو مثلاً نکسیر، گفتگو میں فاء فاء نکلنا، تاء تاء نکلنا، زبان کی شکستگی (یعنی سین کی جگہ ثاء اور راء کی جگہ عین نکلے)۔(نور الایضاح:۷۸،۷۷)

نماز میں صحت قرأت کی ضرورت واہمیت کو فقہاء کرام نے استحقاق امامت کے مسئلہ میں بھی مدنظر رکھا ہے چنانچہ فقہاء کے نزدیک 'نماز کے احکام کو زیادہ جاننے والے) کے بعد امامت کا زیادہ حقدار احسن تلاوۃً وتجویداً للقراءۃ ہے یعنی ایسا شخص جو اچھے طریقہ سے تلاوت اور صحت وتجوید کے ساتھ قرأت کر سکتا ہو، چنانچہ علامہ شامی رقم طراز ہے۔

والا حق بالا مامة ـ ـ ـ الأعلم بأ حكام الصلاة ـ ـ ـ ـ ثم الأحسن تلاوةً وتجويد اً للقراء ة ـ قولة الأ حسن تلا وة و تجويد اً: أفاد بذلک أن معنى قولهم أقرأ أی أجوه لا أ كثر هم حفظا ـ ـ ومعنى الحسن فی التلاوة أن تكون عالما بكيفية الحرو ف والوقف وما يتعلق بها

ترجمہ: امامت کا زیادہ حقدار نماز کے احکام کو زیادہ جاننے والا ہے، پھر اچھے طریقہ اور تجوید کے ساتھ قرأت کرنے والا، مصنف کے قول: ثم الأحسن تلاوة وتجویدا، سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ فقہاء کرام کے قول 'أقرأ' کے معنی 'أجوذ' ہے نہ کہ اکثرھم حفظا۔ ـ ـ اور تلاوت میں حسن کا معنی یہ ہے کہ امام حروف اور وقف کی کیفیتوں اور ان کے متعلقات سے واقف ہو۔(درمع الشامی: ۲۹۴ـ۲)

مسئلہ نمبر ۴۹۴: ایک امام صاحب درست مخارج جانتے ہیں مگر لغزش ہوئی یا زبان بہک گئی تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

جواب: جو شخص قادر ہے حروف کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے پر اور بے خیالی اور بے پرواہی یا

جلدی کرنے کی وجہ سے درست مخارج ادا نہیں کرتا یا سیکھے تو آ جائے مگر نہیں سیکھتا ہمارے آئمہ کرام کے نزدیک اس کی نماز باطل ہے، اور اس کی امامت کے بطلان اور اس کے پیچھے پڑھنے والوں کی نماز کے فاسد ہو جانے میں تو کسی کا اختلاف نہیں، علمائے متأخرین نے آسانی کی وجہ سے جو وسعت دی ہے اس میں تحقیق یہ ہے کہ وہ اس شخص سے متعلق ہے جو درست مخارج جانتا ہے اور صحیح پڑھ سکتا ہے مگر زبان سے بہک کر غلط ادا ہو گیا۔

یاد رہے جو صحیح تلفظ ادا نہیں کر سکتا مگر سیکھ چکا ہے تلفظ اس کے پیچھے بھی صحیح پڑھ سکنے والے کی نماز نہیں ہو گی۔ اس مسئلہ جلیلہ سے عوام بلکہ بہت سے علماءٔ و مشائخ تک غافل ہیں۔ (فتاوی رضویہ ض ٦ ص ٢٨١)

امام کو لقمہ دینے کے احکام

نماز میں امام سے دوران قرأت کسی غلطی کا صدور ہو، کوئی لفظ یا آیت چھوٹ جائے یا آگے کی آیت یاد نہ آئے؛ تو ایسی صورتوں میں مقتدی کی طرف سے اس کی نشاندہی کی جاتی ہے، اسے اصطلاح فقہاء میں فتح علی الامام (امام کو لقمہ دینا) کہتے ہیں۔ اس طرح امام کو لقمہ دینا مقتدی کے لئے اپنے امام کے حق میں کبھی فرض، کبھی واجب، کبھی جائز اور کبھی اپنے ہی امام کو لقمہ دینا نماز کو توڑ دیتا ہے۔ مقتدی کیلئے اپنے امام کو لقمہ دینے کے جواز کا ثبوت احادیث مبارکہ سے فراہم ہوتا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مرتبہ نماز میں دوران قراءۃ ایک آیت کریمہ تلاوت سے رہ گئی تو صحابہ کرام میں بہت بڑے قاری حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لقمہ دیا:

عن أبي بن كعب ؓ أن رسو ل الله ﷺ صلى بالنا س فترک آية :أيكم أخذ عليّ شيئا من قراء تی ؟فقال أبيّ:أنا يا رسول الله تركت آية كذوكذا فقال رسول الله ﷺ قد علمتُ ان كا ب أحد أخذ ها على فائک أنت هو۔

(حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک آیت چھوٹ گئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کس شخص نے مجھے بتایا تھا؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی تھی، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ ہی گمان تھا جس نے بتایا ہے وہ آپ ہی ہوں گے۔

(مسند احمد: ۴۷۴۔۱۵)

مفتی ہاشم مدنی صاحب نے یہ حدیث نقل کی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ((کنا نفتح علی عھد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الائمۃ))یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں اپنے اماموں کولقمہ دیا کرتے تھے۔

(احکام لقمہ ص ۸)

ابوداؤد شریف کی ایک حدیث سے بھی فتح علی الامام کے جواز کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

عن عبداللہ ابن عمر أن النبی ﷺ صلی صلاہ فیھا فلبس علیہ فلما انصر ف قال لأبی:أصلیت معنا؟قال:نعم ،قال:فما منعک۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی اس میں قرآت فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قراءت میں التباس ہوگیا، پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا آپ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ پھر کس چیز نے آپکو (لقمہ دینے سے) روکا۔(ابوداؤد شریف: ۱۳۱)

اس حدیث کے ماتحت بذل المجھود میں تحریر فرماتے ہیں:الحدیث یدل علی أن المقتدی یجوزلہ الفتح علی امامہ (ترجمہ) اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مقتدی کیلئے اپنے امام کولقمہ دینا جائز ہے۔(بذل المجھود:۳۸۷۔۴)

مقتدی کا امام کولقمہ دینا کب جائز ہے؟

مسئلہ نمبر ۴۹۵: صحیح قول کے مطابق مقتدی کے لئے اپنے امام کو قرأۃ کے معاملہ میں لقمہ دینا مطلقاً جائز ہے، یعنی ہر صورت میں لقمہ دینا درست ہے چاہے امام نے ضرورت کی مقدار جتنی قرأۃ کرلی ہو یا نہ کی ہو، امام دوسری آیت کی طرف منتقل ہوگیا ہو یا نہ ہوا ہو، (فتاوی رضویہ، ج ۶، ص ۳۵۴) سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگرچہ امام ہزار آیات پڑھ چکا ہو، تب بھی لقمہ دینا جائز ہے۔اعلم بأنفتح المصلی لا یخلو من ثلاثۃ أو جہ :اما ان یکون علی امامہ ۔۔۔فان کان الفتح علی امامہ لا تفسد صلاتہ ۔۔۔قالو لاتفسد علی کل حال (تاتارخانیہ:۲۲۵)

ترجمہ: جان لو! مصلی کا لقمہ دینا تین طریقہ سے خالی نہیں ہوگا، یاتو اپنے امام کو (لقمہ دینا) ہوگا۔اگر لقمہ دینا اپنے امام کو ہے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، مشائخ نے فرمایا کی کسی بھی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفاتح وآخذ بکل حال :قولہ بکل حال:أی سواء قرأ الاما قدرما تجوز بہ الصلاۃأم لا ،وانتقل الی آیۃ أخری أم لا

،تکرر الفتح ام لا ،هو صح

ترجمہ: برخلاف مقتدی کا اپنے امام کولقمہ دینا، اس لئے کہ وہ مطلقاً ہر حال میں نماز فاسد نہیں کرتا، نہ لقمہ دینے والے کی نہ لینے والے کی، مصنف کا قول: بکل حال، کا مطلب یہ ہے کہ چاہے امام نے بقدر ضرورت قرأۃ کرلی ہو یا نہ کی ہو، دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا ہو یا منتقل نہ ہوا ہو، لقمہ دینا مکرر رہا ہو یا مکرر نہ ہوا ہو (بہر صورت لقمہ دینا قرأۃ کے معاملہ میں جائز ہے)؛ یہ ہی قول زیادہ صحیح ہے۔

(درّ مع الشامی: ۳۸۲:۳۸۱:۲-۲)

لیکن بعض فقہاء کے نزدیک ماتجوز بہ الصلوۃ کی مقدار قرأت ادا ہوجانے کے بعد اور امام کے دوسری آیت کی طرف منتقل ہو جانے کے بعد لقمہ دینا اور امام کا لقمہ لینا مفسد صلوۃ ہے۔لہٰذا امام اور مقتدی کے لئے مناسب اور دور از کراہت بات یہ ہے کہ نہ مقتدی لقمہ دینے میں جلدی کرے اور نہ امام مقتدی کو لقمہ دینے پر مجبور کرے، بلکہ امام کو چاہیے کہ دوسری آیت کی طرف منتقل ہو جائے، یا بقدر ضرورت قرأۃ کر چکا ہو تو رکوع میں چلا جائے، فتح القدیر کے حوالہ سے یہ بات ہے۔

ولو كان الامام انتقل الى آية أخرى تفسد صلاة الفاتح وتفسد صلوةالامام لوأخذ بقوله لوجود التلقين والتلقن من غير ضرور ة وينبغى للمقتده أن لا يعجل بالفتح والامام أن لا ليجئهم الهئهم بل يركع اذاجاء أونه أوانتقل الى آية أخرى۔

ترجمہ: اور اگر امام ایک آیت سے دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا ہو تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر اس نے مقتدی کا لقمہ لے لیا تو امام کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی،، دوران نماز سیکھنا، سکھانا بغیر ضرورت پائے جانے کی صورت کی وجہ سے، اور مقتدی کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ لقمہ دینے میں جلدی نہ کرے اور امام کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے بلکہ رکوع کا وقت آ چکا ہو تو رکوع کر دے یا دوسری آیت کی طرف منتقل ہو جاے۔(فقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۲ ،ص ۸۷۲، مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی)

سوال: بعض مرتبہ فرض نماز میں امام پر نسیان طاری ہوتا ہے، اس وقت مقتدی لقمہ دے سکتا ہے؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ فرض نماز میں امام کا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھ لینے کے بعد کسی کا لقمہ قبول کر لینا نماز فاسد کر دے گا اس مسئلہ کے متعلق تفصیل درکار ہے۔بینوا توجروا۔

جواب: امام سے فرض نماز میں قراءت میں بھولنے یا متشابہات وغیرہ کی وجہ سے غلطی ہو جاوے تو دیکھا جائے گا اگر یہ بھول سورۂ فاتحہ اور ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھ لینے کے بعد ہوئی تو رکوع کر لے، مقتدی کو لقمہ دینے دینے پر مجبور نہ کیا جائے اور مقتدی کو بھی چاہئے کہ جلدی نہ کرے۔لیکن اس کے باوجود کسی مقتدی نے لقمہ دیدیا اور امام نے لقمہ قبول کر لیا تو صحیح قول کے بموجب نماز

درست ہوجائے گی فاسد نہیں ہوگی۔امام وخصوصی ہدایت دی گئی ہے کہ مقتدی کولقمہ دینے پر مجبور نہ کرے بایں طور کہ ایک آیت یا ایک کلمہ بار بار پڑھتا رہے یا خاموش کھڑا رہے،جس سے مقتدی لقمہ دینے پر مجبور ہو،اگر بقدار واجب (ایک روایت کے مطابق بقدار مستحب) قرأت کر چکا ہے تو رکوع کرلے یا اگلی آیت یا سورت پڑھنا شروع کردے۔

ينبغي للمقتدى أن لا يعجل بالفتح الامام أن لا يلجئهم اليه بل ير كع اذا جاء أو ينتقل الى آية أخرى (هدايه:١/١١٦) وكذافى فتاوى هندية (١/٢٣)

قراءۃ میں غلطی کی وجہ سے سجدہ سہو یا کراہت کا حکم

مسئلہ نمبر ۴۹۶: نمازی سے دوران نماز قراءۃ میں جو غلطیاں واقع ہوتی ہیں،بعض ان میں سے ایسی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے نماز فاسد ہوکر واجب الاعادہ ہوتی ہے،اور سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو پاتی،جیسے نماز میں سورۂ انفطار کی تلاوت کرتے ہوئے آیت کریمہ:

ان الابرار لفی نعیم کے بجائے ان الابرار لفی جحیم پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی اور اعادہ کرنا واجب ہوگا۔

وان تغير المعنى نحوان يقرأ:ان الابرار لفى جحيم۔۔۔وان لفجار لفى نعيم أكثر المشائخ على أنها تفسد وهو الصحيح (عالمگیری:١٠٣٠١)

اور بعض مرتبہ قراءۃ میں ایسی غلطی کا وقوع ہوتا ہے،جس کی بنا پر نماز فاسد تو نہیں ہوتی؛البتہ اس میں کچھ نقص پیدا ہوجاتا ہے اور سجدۂ سہو سے اس کی تلافی ہوجاتی ہے،چنانچہ اگر سجدہ سہو کرلیا تو نماز درست ہو گی اور اعادہ کی ضرورت بھی باقی نہیں رہے گی۔مثلاً کسی نے بھول کر سورۂ فاتحہ کو دوبار پڑھا یا اکثر پڑھ کر دوبارہ دہرائی یا فاتحہ کے ساتھ ایک آیت قصیرہ یعنی ایک چوٹی سی آیت (ایک کلمہ والی) پڑھ کر رکوع میں چلا گیا یا مقدار واجب سے قراءۃ کم کی (مثلا فاتحہ مکمل نہ پڑھی) تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔

ولو كررها فى الأوليين يجب عليه سجود السهو، ولو قرأ الفاتحة وحدها وترك السورة يجب عليه سجود السهود، وكذالوقرأمع الفاتحة آية قصيرة۔(عالمگیری: ١٥٨/١)

فما كان من واجبات القراء ة يجب سجود السهو بتركه، اذا قرأ فاتحة الكتاب مرتين ساهيا فعليه السهو، ولو قرأمع الفاتحة آية قصيرة وركع ساهيا فعليه السهو۔

(فتاوی تاتارخانیہ:۱/۳۹۱۔۳۹۳)

ترجمہ: قراءۃ کے جوواجبات ہیں، ان کی سہواً ترک کرنے سے سجدہ سہوواجب ہوگا، اگرسورہ فاتحہ کو سہوادوبار پڑھا، یاسورہ فاتحہ کے بعد سورت ترک کر دیا، یا اس کے ساتھ ایک ہی چھوٹی آیت پڑھی تو اس پر سجدہ سہوواجب ہوگا۔

جانبوجھ کرفاتحہ کودوبار پڑھنے کاحکم کیاہے؟

مسئلہ نمبر ۴۹۷: سورۃ فاتحہ کوعمداًمکرر پڑھنامکروہ تحریمی ہے پھرتکرار فاتحہ پہلی دورکعتوں میں سے کسی بھی رکعت میں ہواور مسلسل ہویعنی تکرار فاتحہ کے درمیان قرأت سورۃ کے ذریعہ فصل نہیں ہواتوایسی صورت میں نمازمکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔اوراگرتکرار فاتحہ پہلی دورکعتوں میں نہیں ہے، بلکہ تیسری یاچوتھی رکعت میں ہویاپہلی دومیں سے ایک رکعت میں ہولیکن مسلسل نہیں، بلکہ درمیان میں قرأت سورت کافصل ہے یعنی پہلے سورہ فاتحہ کی تلاوت کی، پھرکوئی اورسورت تلاوت کی پھردوبارہ سورہ فاتحہ پڑھی توسجدہ سہونہ ہوگا۔

من الواجبات جملة أشياءٔ؛ منها تعيين قرائة الفاتحة فان قراء تها واجبة عندنا۔۔۔ ومنها الاقتصار فيها أى فى الركعتين الأوليين على مرة واحدة فى كل وحدة فانه واجب حتى لو كررها فى ركعة كره ان كان عندا ووجب سجود السهولو سهوا لأنه مخالف للمتوارث۔۔۔ وقيد بالأوليين الاقتصار على مرة واحدة فى كل ركعة مما بعدهما ليس بواجب حتى لو كررها سهوالا يجب سجود السهو۔

ترجمہ: واجبات کے چندامورہیں: ان میں سے ایک سورہ فاتحہ کی تعیین ہے، بلاشبہ سورہ فاتحہ کاپڑھنا ہمارے نزدیک واجب ہے، اورپہلی دورکعتوں میں سے ہرایک رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنے پراقتصارکرناواجب ہے، یہاں تک کہ اگرعمداًسورہ فاتحہ ایک رکعت میں مکرر پڑھی تومکروہ ہوگااوراگرسہوا مکرر پڑھی توسجدہ سہوواجب ہوگا، اس لئے کہ یہ عمل متوارث کے خلاف ہےاورپہلی دورکعتوں کے ساتھ مقید ہے، اس لئے کہ پہلی دورکعت کے بعدوالی کسی بھی رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنے پراقتصار واجب نہیں ہے، یہاں تک کہ اگرسہواً مکرر پڑھ لیا(تیسری یاچوتھی رکعت میں)توسجدہ سہوواجب نہیں ہوگا۔

(عالمگیری: ۱/۹۲)

ولو كرر الفاتحة فى ركعة من الأوليين متواليا ۔۔۔۔ يجب عليه سجود السهو ولو قرأ الفاتحة ثم السورة ثم الفاتحة لايلزمه السهو۔

ترجمہ: اوراگر پہلی دورکعتوں میں سے کسی رکعت میں مسلسل سورہ فاتحہ مکرر پڑھی تواس پرسجدہ سہوواجب ہوگا،اوراگرسورہ فاتحہ پڑھی پھرسورت پڑھی پھرسورہ فاتحہ پڑھی تواس پرسجدہ لازم نہ ہوگا۔
(مسائل زلۃ القاری ص ۵۵)

سورۃ فاتحہ کا اکثر حصہ دوبارہ پڑھنے کا حکم

مسئلہ نمبر ۴۹۸: سورۃ فاتحہ کا اکثر حصہ مکرر پڑھنے کی صورت میں حکم وہی ہوگا جو پوری سورہ فاتحہ مکرر پڑھنے کی صورت میں ہوتا ہے، یعنی اگرسورہ فاتحہ کا اکثر حصہ مسلسل پہلی ،دوسری رکعت میں سے کسی بھی رکعت میں مکرر پڑھا توسجدہ سہوواجب ہوگا اورآخیری دورکعتوں میں مکرر پڑھا یا سورۃ فاتحہ کا اکثر حصہ پہلی دورکعتوں میں مکرر پڑھا،لیکن مسلسل نہیں بلکہ درمیان میں قرأت سورت کا فاصلہ کیا ہےتو سجدہ سہولازم نہ ہوگا۔

"ولو قرأ الفاتحه الا حرفا أوقرأ اكثر ها ثم أ عادها ساهيا فهو بمنزلة مالو قرأها مرتين۔"

ترجمہ: اگرسورہ فاتحہ پڑھی مگرایک حرف (دوحرف)نہیں پڑھے، یااکثرسورہ فاتحہ پڑھی، پھربھول سےدوبارہ اس کااعادہ کیاتووہ پوری سورہ فاتحہ کےدومرتبہ پڑھنے کےدرجہ میں ہے۔
(عالمگیری:۱/۱۵۸۔درمع الشامی:۲/۱۵۲)

مفتی منیب الرحمن صاحب نےفرمایا ہےفرض قراۃ کی مقداراگرسورت فاتحہ میں تکرارکرلیا تب بھی سجدہ دہوواجب ہےاوراسی میں احتیاط ہے۔

فاتحہ کے بعددوسری کسی سورۃ کومکرر پڑھنے کا حکم

مسئلہ نمبر ۴۹۹: فرائض میں ایک ہی رکعت میں ایک سورت مکرر پڑھنا مکروہ ہے،اسی طرح اگر اسے دوسری سورتیں یاد ہونے کے باوجود دورکعت میں ایک ہی سورت پڑھتا ہےتووہ بھی مکروہ ہے۔ ہاں نوافل میں مکروہ نہیں۔

يكره للمصلى سبعة سبعون شيئاً۔۔۔وتكرار السورة فى ركعة واحدة من الفرض

ترجمہ: نمازی کے لئےستتر(۷۷)چیزیں مکروہ ہے۔اورفرض کی ایک رکعت میں سورت مکرر پڑھنا (مکروہ ہے)۔

"ويكرة تكرار السورة فى ركعة واحدة من الفرض وكذا تكرارها فى الركعتيں ان حفظ

غیرھا وقید بالفرض لأنه لا یکرہ فی النفل۔"

ترجمہ: اور فرض کی ایک رکعت میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا مکروہ ہے اور اسی طرح اگر کوئی دوسری سورت یا دہو تو دوسری رکعت میں پہلی رکعت والی سورت کو مکرر پڑھنا مکروہ ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۵۲)

ایک آیت سے دوسری کی طرف منتقل ہونے کا حکم

لو انتقل فی الرکعة الواحدة من آیة الی آیة یکرہ۔ (شامی ۲/۲۶۹)

ترجمہ: اگر ایک ہی رکعت میں ایک آیت سے دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا تو یہ مکروہ ہے۔

"اذاأراد أن یقرأ فی صلاته سورة فأخطا فقرأ سورة أخری لا سھو علیه"

(عالمگیری: ۱، ۱۵۸)

ترجمہ: نماز میں ایک سورت کی تلاوت کی، اس میں خطا کی تو پھر دوسری سورت پڑھی تو اس میں بھی سجدہ سہو نہیں آئے گا۔

دوسری رکعت میں الٹی سورۃ پڑھنے کا حکم

مسئلہ نمبر ۵۰۰: "واذا قرأ فی الرکعة الأولی سورة وقرأ فی الرکعة الثانیة سورة قبلھا فلا سھوعلیه" (عالمگیری)

ترجمہ: اگر پہلی رکعت میں ایک سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت میں اس سے پہلے والی سورت پڑھ لی تو اس صورت میں اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (ہاں اگر جانبوجھ کر ایسا کرے گا تو گناہگار رہوگا توبہ لازم ہے)

مسئلہ نمبر ۵۰۱: زبان سے جس سورہ کا ایک کلمہ بھول کر نکلا، اب اسی کا پڑھنا لازم ہے اگرچہ وہ پچھلی صورت ہو بغیر کراہت کے نماز درست ہے جانبوجھ کر ترتیب کے خلاف پڑھے تو گناہ ہے نماز پھر بھی ہو جائے گی۔ (فتاوی رضویہ ص ۶، ۳۵۰)

اگر امام نے غلط پڑھنے کے بعد صحیح پڑھ لیا؟

مسئلہ نمبر ۵۰۲: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ امام سے نماز میں دوران قراءت ایسی غلطی ہو جاتی ہے جو مفسد صلوۃ ہوتی ہے اور پھر خود بخود کسی کے لقمہ دینے سے اس کی اصلاح کر لیتا ہے، اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہوگا؟ نماز درست ہو جائے گی یا اعادہ واجب ہوگا؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے دو قول ملتے

ہیں: (۱) بعض فقہاء نے صحت صلوۃ کو ترجیح دی ہے، کیوں کہ اس قسم کی غلطی سے احتراز ناممکن ہے۔ لہٰذا دفع حرج اور عموم بلوی کے پیش نظر صحت صلوٰۃ کا حکم دیا جائے گا۔

"ذكر فى الفوائد لو قرأ فى الصلوة بخطأفاحش ثم رجع وقرأ صحيحا، قال عندى صلاته جائزة" (عالمگیری:۱/ ۸۲،)

"ان الصلوة اذا جازت من وجه وفسدت من وجه يحكم بالفساد احتياطا الا فى باب القراء ة لأن للناس فيها عموم البلوى۔" (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر:۱/ ۲۶۷)

ترجمہ: نماز جب ایک اعتبار سے درست اور ایک اعتبار سے فاسد ہو تو احتیاطا فساد کا حکم ہوگا، مگر باب قراءت میں، اس لئے کہ اس میں عموم بلوی ہے۔ مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری تحریر فرماتے ہیں: اس قسم کی غلطی اور لغزشوں سے احتراز ناممکن ہے، خصوصاً تراویح میں، اگر اصلاح کے بعد بھی فساد کا حکم قائم رکھا گیا تو ناقابل برداشت تنگی لازم آئے گی لہٰذا دفعاً للحرج اور عموم بلوی کے پیش نظر مفتی کو صحت صلوۃ کا قول اختیار کرنا چاہیے۔

مسئلہ نمبر ۵۰۳: "ان الصلوة اذا جازت من وجه وفسدت من وجه يحكم بالفساد احتياطاً الا فى باب القراء ة ، لأن للناس عموم البلوى، كذا فى الظهيرية، ذكر فى الفوائدلو قرأفى الصلوة ۔۔۔۔"

(الفتح الرحمانی فی فتاوی السید ثابت أبی المعانی، جمعہ مولانا الشیخ حامد مرزا الفرگانی النمنکانی، نزیل المدینۃ المنورۃ ص: ۱۶۳)

اگر کسی نے قراءۃ میں کھلی ہوئی غلطی کی، پھر لوٹا کر صحیح پڑھا تو اس کی نماز جائز اور درست ہے۔ (عمدۃ الفقہ)

(۲) جب کہ دیگر فقہاء نے فساد صلوۃ کا قول اختیار کیا ہے، علامہ ہام ابن وہبان دمشقی اپنے رسالہ منظومہ میں نقل فرماتے ہیں: "ان لحن القارى وأصلح بعده: اذا غير المعنى ، الفساد مقرر" (مسائل زلۃ القاری ص ۶۴)

ترجمہ: قاری نے غلط پڑھنے کے بعد اصلاح کر لی، اگر معنی متغیر ہو چکا ہے تو فساد باقی رہے گا۔

قراءۃ میں غلطی کے بعد اس کے صحیح پڑھنے سے نماز کا حکم:

سوال: نماز میں کس طرح کی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟ اگر معنی بدل گیا، پھر صحیح کر کے اعادہ کر لیا تو اس طرح سے نماز صحیح ہوگی یا نہیں،؟

جواب: جو غلطی منافی الصلوۃ ہے، اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اگر معنی بگڑنے سے نماز فاسد ہو گئی تھی تو اس لفظ کا صحیح طور پر اعادہ کر بھی لے تو نماز کا اعادہ ضروری ہونا چاہیے، البتہ عالمگیری ج ا ص ۷۲ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز صحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ: معنی میں تغیر فاحش سے مراد

قرأت میں غلطی کی وجہ سے معنی میں جو تغیر پیدا ہوتا ہے، وہ تغیر کبھی تو تغیر فاحش ہوتا ہے اور کبھی تغیر فاحش نہیں ہوتا، اگر معنی میں پیدا ہونے والا تغیر فاحش نہیں ہے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر معنی میں پیدا ہونے والا تغیر فاحش ہے تو اس صورت میں نماز فاسد ہو کر واجب الاعادہ ہو جاتی ہے۔ معنی میں کونسا تغیر فاحش ہے اور تغیر فاحش سے کیا مراد ہے؟ یہ امر قابل توجہ ہے، کیوں کہ بہت ہی مرتبہ دوران نماز قرأت میں غلطی کی وجہ سے معنی میں تغیر تو پیدا ہو جاتا ہے، مگر وہ تغیر ایسا فاحش نہیں ہوتا، جس سے نماز فاسد ہو جائے۔ مثلاً ایک شخص نے نماز میں سورہ بروج کی تلاوت کرتے ہوئے ذلک الفوز الکبیر کے بجائے ذالک الفوز العظیم پڑھا تو معنی میں تغیر تو ہوا، لیکن یہ تغیر فاحش نہیں لہٰذا اس صورت میں نماز واجب الاعادہ نہیں۔

ذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل ان کانت الکلمة التی قرأها مکان کلمة یقرب معناهاوهی فی القرآن لاتفسد صلاته نحو: ان قرأ مکان العلیم الحکیم۔

ترجمہ: بدل کے طور پر ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کی جگہ پڑھ دینا، اگر وہ کلمہ جسے اس دوسرے کلمہ کی جگہ پر پڑھا ہے، وہ قرب المعنی ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم بھی موجود ہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، جیسے العلیم کی جگہ الحکیم پڑھا۔ (عالمگیری ۲۹۵/۱)

تغیر فاحش سے مراد معنی میں پیدا ہونے والا ایسا تغیر ہے جس سے معنی بہت زیادہ متبدل ہو جائے۔ معنی مقصود قرآن کے خلاف ہو جائے، قاری کا اخبار قرآن کے خلاف خبر دینا لازم آئے، کفر و شرک کے بجائے ایمان و اسلام یا ایمان و اسلام کی بجائے کفر و شرک کا معنی پیدا ہو، جنت و جہنم کا فرق ہو جائے۔ معنی میں عذاب و رحمت کا فرق ہو جائے، وغیرہ وغیرہ۔ تغیر معنی کی ان جیسی صورتوں میں نماز فاسد اور واجب الاعادہ ہو جاتی ہے۔

(۱) مثلا ایک شخص نے سورہ بینہ کی تلاوت کرتے ہوئے "ان الذین امنو ا وعملو الصلحت کے بعد اولئک هم خیر البریة" کے بجائے درمیان میں وقف کئے بغیر "ان الذین امنو وعملو الصلحت اولئک هم شرا لبریة" پڑھ دیا۔

(۲) یا کسی شخص نے سورہ زمر کی تلاوت کرتے ہوئے "بل الله فاعبدو کن من الشکرین" کے بجائے "بل الله فاعبد وکن من الخاسرین" پڑھ دیا تو یہ معنی میں تغیر فاحش کہا جائے گا، اور اس سے نماز فاسد ہو کر واجب الاعادہ ہوگی۔

(۳) کوئی "اناکنافاعلین" میں" فاعلین" کی بجائے "غافلین" پڑھ دیا تو نماز فاسد

ہوجائے گی۔

"أما اذا غير المعنى بأن قرأ: ان الذين امنو وعملو الصلحت أولئک هم شر البرية تفسد عند عامة علمائنا وهو الصحيح۔"(عالمگیری۱/۲۹۶)

ترجمہ: بہر حال جب معنی میں تغیر پیدا ہو جائے اس طور پر کہ "ان الذين امنو وعملو الصلحت أولئک هم شر البرية" پڑھا تو ہمارے اکثر علماء کے نزدیک نماز فاسد ہوجائے گی اور یہ ہی صحیح قول ہے۔

فتاوی رضویہ میں شرح منیہ کی فصل زلۃ القاری کے حوالہ سے ہے کہ جہاں تبدیلی حرف کی وجہ سے معنی فاسد ہوگا وہاں نماز کے فاسد ہونے کا حکم جاری ہوگا۔

قاری کی غلطیاں

دوران نماز قرأت میں مختلف قسم کی غلطیاں واقع ہوتی ہیں، کبھی آیت میں، کبھی کلمہ میں تو کبھی اعراب وغیرہ میں، پھران غلطیوں کی بھی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ کتب فقہ میں ان کے مسائل وجزئیات کو زلۃ القاری" کے عنوان سے ذکر کیا جاتا ہے

نمازی سے دوران قرأت ہونے والی مختلف غلطیوں اوران کی صورتوں کو اب تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

قرأت میں ہونے والی غلطیاں چھ(٦)قسم کی ہیں:

(۱) آیت میں غلطی (۲) کلمہ میں غلطی (۳) حروف میں غلطی (۴) اعراب میں غلطی

(۵) کلمہ کو قطع کرنے میں غلطی (٦) وقف وابتداء میں غلطی

آیت میں غلطی

نمازی سے آیت میں چھ(٦) طریقے سے غلطی واقع ہوتی ہے:

(۱) زیادتی:

یعنی نماز قرأت میں جس سورت کی تلاوت کر رہا تھا اس سورت کی دو آیتوں کے درمیان کسی دوسری سورت کی آیت کو زیادہ کردے، مثلاً سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے "ملک يوم الدين اياک نعبد واياک نستعين" کے درمیان میں "ان الله هو الرزاق ذوالقوة المتين" کو زیادہ کرکے

"مالک یوم الدین ان اللہ هو الرزاق ذوالقوہ المتین ایاک نعبد وایاک نستعین "پڑھا یا "صراط الذین انعمت علیهم" کے بعد "من النبین والصدیقین والشهدآء والصلحین" زیادہ کر دیا۔

(۲) نقصان (کم کرنا)

یعنی نمازی دوران قرأت کسی آیت کو چھوڑ دے۔ مثلاً سورہ فجر کی تلاوت کرتے ہوئے "والفجر" کے بعد "والشفع والوتر" پڑھا اور درمیان میں ایک آیت "ولیال عشر" کو چھوڑ دیا۔

(۳) تقدیم:

کسی بھی بعد والی آیت کو پہلے پڑھ دینا۔

(۴) تأخیر:

نمازی نے کسی آیت کو ماقبل کی آیت سے مقدم کر دیا اور ماقبل کی آیت کو مؤخر کر دیا۔ مثلا سورہ شمس کی تلاوت کرتے ہوئے "والسمآء وما بنها والارض وما طحها" کے بجائے "والارض وما طحها ، والسمآء وما بنها" پڑھا۔

(۵) ابدال (بدل دینا):

نمازی جس سورت کی تلاوت کر رہا تھا، اس سورت کی آیت کی جگہ کسی دوسری سورت کی آیت کو پڑھ دیا، مثلاً سورہ لیل کی تلاوت کرتے ہوئے "والیل اذا یغشی والنهار اذا تجلی" کے بجائے "والیل اذا یغشی ، والنهار اذا جلها وما خلق الذکر والنثی" پڑھا۔

(٦) تکرار (دو مرتبہ پڑھنا:

نمازی قرأت میں کسی سورت کی ایک آیت کو دو مرتبہ پڑھ لے، مثلا سورہ التین کی تلاوت کرتے ہوئے "والتین الزیتون ، وطور سینین" کے بعد "وهذا البلد الامین ، وهذا البلد الأمین" دو مرتبہ پڑھا۔ آیت میں ہونے والی ان چھ (٦) طریقوں کی غلطیوں کا حکم یہ ہے کہ اگر مصلی نے ہر آیت پر وقف تام کرنے کے بعد دوسری آیت شروع کی ہے تو نماز میں فساد پیدا نہ ہوگا۔ اور اگر مصلی نے آیت پر وقف نہیں کیا، بلکہ وصل کیا ہے تو اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ معنی میں تغیر وتبدل پیدا ہوا یا نہیں اگر معنی میں تغیر فاحش پیدا نہیں ہوا تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر بر بناء وصل معنی میں تغیر فاحش ہو گیا ہے تو نماز میں فساد پیدا ہو کر نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ (مسائل زلۃ القاری ص ۰ ۷)

زلۃ القاری للامام النفسی میں ہے:

"الخطأ فی الأیة فعلی ستة أوجه : فهی الزیادةوالنقصان والتقدیم والتأخیر، والابدال والتکرار۔الجواب: فی کلها: لو وقف علی کل آیة لم تفسد بالاتفاق، وان وصل ولا مخالفة بین المعنیین لم تفسد أیضاً، وان اختلفا فهو علی الاختلاف الذی یأتیک فی اقسام الوقف۔"

ترجمہ: آیت میں ہونے والی غلطی چھ قسم پر ہے، زیادتی، نقصان، تقدیم تاخیر، ابدال اور تکرار۔ ان تمام صورتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر مصلی نے ہر آیت پر وقف کیا ہے تو بالاتفاق نماز فاسد نہیں ہوگی، اور اگر وصل کیا اور معنی میں مخالفت نہیں تب بھی فساد صلوۃ کا حکم نہ ہوگا۔ لیکن اگر معنی میں مخالفت ہے تو اس کا حکم اختلاف کے مطابق ہوگا جس کی تفصیل وقف کی اقسام میں آئے گی۔ عالمگیری میں امثلہ کے ساتھ اس کی وضاحت یوں ہے:

(۱) "والعصر ان الانسان ، ثم قال: ان الابرار لفی نعیم"

(۲) "أوقرأ: والتین ، الی قوله : وهذا البلد الأمین ، ووقف ثم قرأ:لقد خلقنا الانسان فی کبد"

(۳) "أوقرأ: ان الذین امنو وعملو الصلحت ، ووقف ثم قل أولئک هم شرالبریة ، لاتفسد أما اذالم یقف ووصل ان لم یغیر المعنی نحو: أن یقرأ : ان الذین أمنو وعملو الصلحت فلهم جزاء الحسنی ، مکان قوله : کانت لهم جنت الفردوس نزلا، لا تفسد۔أما اذا غیر المعنی بأن قرأ: ان الذین امنوا وعملو الصلحت أولئک هم شرا البریة ان الذین کفرو من اهل الکتاب الی قوله خالدین فیها أولئک هم خیرالبریة تفسد عند عامة علمائنا وهو الصحیح۔"

ترجمہ: اگر ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ پڑھ دیا، اگر وقف تام کیا ہے پھر دوسری آیت یا آیت کے بعض حصہ سے شروع کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی جیسا کہ:

(۱) "وَالعَصرِ اِنَّ الاِنسَانَ" پڑھا پھر "اِنَّ الاَبرَارَ لَفِی نَعِیم" پڑھا۔

(۲) یا "والتین" سے باری تعالیٰ کے قول "وهذا البلد الأمین" تک پڑھا اور وقف کر دیا پھر "لقد خلقنا الانسان فی کبد" پڑھا۔

(۳) یا "ان الذین امنو وعملو الصلحت" پڑھ کر وقف کر دیا پھر "أولئک هم شر البریة" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر وقف نہیں کیا بلکہ وصل کیا، مگر معنی میں تغیر فاحش پیدا نہیں ہوا

جیسے "ان الذین امنو وعملو الصلحت فلهم جزاء الحسنی" پڑھ دیا بجائے "کانت لهم جنات الفردوس نزلا" پڑھنے کے، تونماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر معنی میں تغیر واقع ہوجائے اس طور پر کہ "ان الذین امنوا وعملو الصلحت أولئک هم شر البریة ، ان الذین کفرو ا من أهل الکتاب" سے "خالدین فیها أولئک هم خیر البریة" تک پڑھا، تو ہمارے اکثر علماء کے نزدیک نماز فاسد ہوجائے گی اور یہ صحیح ہے۔

(عالمگیری: ۱۰۳/۱)

چند فتاوجات اور دیگر تطبیقات:

(۱) امام نے سورہ حجر کی آیت "ولقد أتینک سبعا من المثانی الخ" میں "فسبح بحمد ربک" کے بعد "وکن من الساجدین" کی جگہ "واسغفره" تین بار پڑھا۔ تو اس صورت میں بلا کراہت نماز ہوگئ (کفایت المفتی: ۳/ ۴۶۵-۴۶۶)

(۲) نماز عشاء میں "وکذب بالحسنی فسنیسره للعسری" کی جگہ "للیسری" پڑھ دیا، اگر وصل کر کے ایک ہی سانس میں پڑھا ہو تو نماز فاسد ہے ور اعادہ ضروری ہے۔ اور اگر "وکذب بالحسنی" پر وقف کر کے یعنی آیت شروع کر کے سانس توڑ کر دوسرے سانس میں "فسنیسره للیسری" سے ابتداء کی تو نماز فاسد نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ؛ ۳،۱۱۹)

(۳) فجر کی نماز میں امام نے سورہ نبیاء میں "الا حمیما وغساقا" کے بعد بجائے "جزا ء وفاقا" کے "جزاء من ربک عطاء حسابا" پڑھا۔ اس صورت میں اگر "وغساقا" پر آیت کر دی تھی تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔

(۴) نماز میں سورہ میں کے بعد کی آیتوں کو چھوڑ کر پڑھ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔

(۵) سورہ عصر میں "الا الذین امنو وعملو الصلحت وتواصو ابالحق" کی جگہ "الا الذین امنو ا وعملو الصلحت فلهم اجر غیر ممنون" پڑھا تو چونکہ آیت کریمہ کا معنی درست ہے لہذا نماز صحیح ہوگئ۔

(۶) سورہ بلد میں "وتواصو بالصبر وتواصو بالمرحمه" کے بعد وقف کیا پھر "اولئک اصحب المشئمة" پڑھا تو درمیان میں چونکہ وقف تام کر دیا یعنی سانس توڑ کر ٹھہر گیا پھر دوسری آیت پڑھی لہذا نماز فاسد نہیں ہوئی۔

(۷) سورہ جمعہ میں آیت "بئس مثل القیوم الذین کذبو بایت الله" چھوٹ گئ تو نماز میں کوئی نقص نہیں آیا۔

(۸) سورہ قیامۃ میں "بل یرید الانسان لیفجر امامه" کے بجائے "بل یرید الانسان الن نجمع عظامه" پڑھا تو نماز ہوجائے گی۔

(۹) امام نے "قل هو الله احد" پڑھی اور اس میں "الله الصمد" چھوڑ دیا تو نماز ہوگئی۔

(۱۰) سورہ زلزال میں "واخرجت الارض اثقالها" چھوڑ دی تو معنی میں تغیر نہ ہونے کی وجہ سے صحت نماز میں کچھ شبہ نہیں۔

(۱۱) "بلی قدرین علی ان نسوی بنانه" آیت کریمہ پڑھنا بھول گیا اور اول سے اخیر تک پورہ سورہ قیامہ پڑھی تو نماز درست ہوگئی۔

(۱۲) "والشمس وضحها اور والسماء وما بنها" کے درمیان کی آیات چھوڑ دی تو نماز ہو گئی۔

(۱۳) سورہ مرسلت میں "فالملقیت ذکرا" کے بجائے "فالمدبرات امرا" پڑھا تو اس صورت میں نماز ہوگئی۔

(۱۴) سورہ رحمن میں "حو رمقصورت فی الخیام" اور "متکئین علی رفرف" کے درمیان کی آیات چھوڑ دی تو نماز ہوگئی تو نماز میں کوئی نقص نہیں رہا۔

کلمہ میں غلطی

دوران قرأت نمازی سے کلمہ میں واقع ہونے ولی غلطیاں بھی حسب سابق (زیادتی، نقصان، تقدیم، تاخیر، ابدال، تکرار) چھ طریقے پر ہوتی ہیں:

(ا) زیادتی:

نماز قرأت کرتے ہوئے کسی کلمہ کو زیادہ کردے، اس کی چار صورتی ہیں:

(ا) وہ زیادہ کیا ہوا کلمہ قرآن میں ہوگا اور معنی میں تغیر واقع نہیں ہوا ہوگا، مثلاً سورہ ناس کی تلاوت کرتے ہوئے "مالک الناس" کے بعد" أجمعین" زیادہ کرکے" ملک الناس أجمعین" پڑھا، یا سورہ حشر کی تلاوت کرتے ہوئے، آخری آیت میں "وهو العزيز الحكيم" کے بعد "الرحيم" بڑھا کر "وهو العزيز الحكيم الرحيم" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ اسی طرح سورہ ملک (تبارک الذی) کی تلاوت کرتے ہوئے پڑھا "الذی خلق الموت والحیوة اللیبلوکم أیکم أحسن عملا وهو العزيز الغفور الرحيم" یعنی "وهو العزيز الغفور" کے بعد "الرحيم" کا اضافہ کردیا، اسی طرح سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے "الرحمن

الرحيم الكريم" پڑھا یعنی "الرحمن الرحیم" کے بعد "الکریم" بڑھادیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(۲) وہ زیادہ کیا ہوا کلمہ قرآن میں موجود اور معنی میں تغیر فاحش واقع ہوجائے، مثلاً سورہ بروج کی تلاوت کرتے ہوئے "ان الذین امنو" کے بعد "وکفرو" کو زیادہ کرکے "ان الذين وكفرو وعملو الصلحت لهم جنت تجري من تحتها الانهر" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ یا جیسے پارہ ۲۶ میں سورہ فتح کی تلاوت کرتے ہوئے اس طرح پڑھا "وعد الله الذين امنو ثم كفرو ا وعملو الصلحت منهم مغفرة وأجر اعظيما" یعنی "وعد الله الذين امنو" کے بعد "ثم کفروا" کا اضافہ کردیا۔ اسی طرح سورہ بینہ کی قرأت کرتے ہوئے یوں پڑھے "ان الذين امنوا فكفروا وعملو الصلحت أولئک هم خير البرية "یعنی" ان الذين امنوا" کے بعد کلمہ "فکفرو" بڑھادیا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۳) وہ زیادہ کیا ہوا کلمہ قرآن میں موجود نہ ہو اور معنی میں تغیر فاحش پیدا ہوجائے، مثلاً سورہ مرسلت کی تلاوت کرتے ہوئے قاری نے المکذبین کے بعد الموحدین کو زیادہ کرکے ويل يومئذ اللمكذيب الموحدين پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۴) وہ زیادہ کیا ہوا کلمہ قرآن میں موجود نہ ہو اور معنی میں بھی تغیر فاحش واقع نہ ہو، مثلا سورہ واقعہ کی قرأت کرتے ہوئے "لحم طير" کے بعد قاری نے "دجاجة" کو زیادہ کرکے "ولحم طير دجاجة مما يشتهون" پڑھا یا جیسے سورہ نحل کی تلاوت کرتے ہوئے یوں پڑھے "والخيل والبغال والحمير والفرس لتركبوها زينة" یعنی "الفرس" کا اضافہ کردیا تو اس صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہوجائے گی اس لئے کہ یہ لفظ قرآن کریم میں نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں نماز فاسد نہ ہوگی، کیوں کہ معنی میں زیادہ تغیر نہیں ہوا ہے اور اکثر مشائخ نے یہ ہی عدم فساد والا قول اختیار کیا ہے۔

"مسائل هذاالفصل على وجهين ؛ أ حدهما أن تكون الكلمة الزائدة موجودتة فى القرآن وانه على قسمين، ان كان لا يغير المعنى لاتفسد صلاته بالاجماع، نحو أن يقرأ: ان الله كان بعباده خبيراً بصيراً، أويقرأ: قد كسر الذين كافروا وكذبو بلقآء الله فان كان يغير المعنى تفسد صلاته بلا خلاف، نحو أن يقرأ: والذين امنو واكفرو بالله ورسله أولئک هم الصديقون، أويقرأ: فاما من امن وطغى واثر الحيوة الدنيا۔ الوجه الثانى؛ أن لا تكون الكلمة الزائدة موجودة فى القرآن، وأنه على قسمين أيضاً، ان كان ليغير المعنى نحوأن يقرأ: فيهما فاكهة ونخل تفاح ورمان، أويقرا: من ثمره اذاأثمر واستحصد عند عامة المشائخ لا تفسد صلاته، وزعمواأن هذا قول أبى

حنیفة وعندأبی یوسف تفسد صلاته۔ وان کان یغیر المعنی نحوأن یقرأ: انما نملی لهم یزدادواثماً وجمالاً، تفسد بلا خلاف"

ترجمہ: اس فصل کے مسائل دوقسم پر ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ کلمہ زائدہ قرآن میں موجود ہو اور اس کی دوصورتیں ہیں: اگر معنی میں تغیر واقع نہیں ہوا تو بالا جماع نماز فاسد نہ ہوگی، جیسے "ان اللہ کان بعبادہ خبیرا! بصیراً" پڑھا (سورہ فاطر) یا "قد خسر الذین کفروا وکذبو بلقآء الله" پڑھ دے۔ اور اگر معنی میں تغیر پیدا ہو گیا تو بالاتفاق اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے "والذین امنو وکفرو باللہ ورسلہ أولئک هم الصدیقون" پڑھے یا "فاما من آمن وطغیٰ وآثر الحیوة الدنیا" پڑھ دے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ کلمہ زائدہ قرآن کریم میں موجود نہ ہو، اس کی بھی دوصورتیں ہیں: اگر معنی میں تغیر نہیں ہوا جیسے "فیهما فاکحه ونخل وتفاق ورمان" پڑھے تو اکثر مشائخ کے نزدیک اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی اور مشائخ کا خیال ہے کہ یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر معنی میں تغیر پیدا ہو گیا جیسے "انما نملی لهم یزدادو انما وجمالا" تو بالاتفاق نماز فاسد ہو جائے گی۔

(تاتارخانیہ: ۱۰۳، ۲/محیط برھانی: ۴۳،۲/۲/عالمگیری: ۱۰۲/ ۱۰۳،۱)

"فالمعتبر فی عدم الفساد عند عدم تغیر المعنی کثیراً وجود المثل فی القرآن عنده والموافقة فی المعنی عندهما۔" (شامی: ۲، ۳۹۳)

ترجمہ: معنی میں عدم تغیر فاحش کے وقت عدم فساد صلوۃ کا حکم امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کلمہ کے قرآن میں موجود ہونے کے اعتبار سے ہوگا، اور طرفین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک معنی میں موافقت ومطابقت کے اعتبار سے۔

"اعلم أن الکلمة الزائدة اما أن تکون فی القرآن أولا ، وعلی کل اما أن تغیر أولا، فان غیرت أفسدت مطلقا نحو: وعمل صالحا وکفرو فلهم أجرهم، ونحو: وأما ثمود فهدیناهم وعصیناهم: وان لم تغیر فان کان فی القرآن نهو : وبالوالدین احسانا وبرا، لم تفسد فی قولهم والا نحو : فاکهة ونخل وتفاح ورمان۔لا تفسد وعند أبی یوسف تفسد لأنها لیست فی القرآن۔" (شامی: ۲، ۳۹۵۔۳۹۶)

ترجمہ: تو جان کہ کلمہ زائدہ یا تو قرآن کریم میں موجود ہوگا یا نہیں ہوگا اور دونوں صورتوں میں معنی متغیر ہوا ہوگا یا نہیں ہوا ہوگا، اگر معنی متغیر ہو چکا ہے، تو مطلقاً نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے "وعمل صالحا وکفرفلهم اجر هم" پڑھا یا "واما ثمود فهدینا هم وعصینا هم" پڑھا۔ اور اگر معنی متغیر نہیں ہوا تو اس صورت میں اگر وہ کلمہ قرآن کریم میں موجود ہے جیسے "وبالوالدین احساناً

وبرا" تو اس صورت میں بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی۔ ورنہ (یعنی معنی میں تغیر فاحش نہیں ہوا اور وہ کلمہ قرآن میں موجود بھی نہیں ہے) جیسے "فاكهة ونحل وتفاح ورمان" پڑھا تو امام ابو یوسف کے یہاں نماز فاسد ہو جائے گی۔

چند فتاوی اور مزید تطبیقات:

(۱) اگر نماز میں "لا يملكون منه خطابا" کے بجائے "لا يملكون منه الا خطابا" پڑھا تو معنی میں تغیر فاحش کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۲) کلمہ کو چھوڑنے کی وجہ سے معنی میں تغیر پیدا نہ ہو، مثلاً سورہ قلم کی تلاوت کرتے ہوئے: "حماز مشاء بنميم" میں "مشاء" کو چھوڑ کر "حماز بنميم" پڑھا، یا سورہ حشر کی تلاوت کرتے ہوئے "الملک القدوس السلم المؤمن" کے بجائے "القدوس" کو چھوڑ کر "الملک السلم المومن" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ (مقالہ زلۃ القاری)

"وان ترک كلمة من آية فان لم يتغير المعنى كما لو قرأ ؛ وما تدرى نفس ماذا تكسب غدا، وترک ذا أو قرأ : ولئن اا‌تبعت أهواء هم من بعد ما جاء ک من العلم وترک من أو قرأ: وجزاء سيئة سيئة مثلها، بترک سيئة الثانية لا تفسد ۔ وان تغير المعنى بأن قرأ: فمالهم لا يؤمنون وترک : لا أوقرأ: واذا قرى عليهم القرآن لا يسجدون، وترک لا فانه تفسد صلوته عند العامة لأئه اخبر بخلاف ماأ خبر الله واعتقاده كفر، وقيل: لا تفسد لأن فيه بلوى وضرورة والصحيح هو الأول۔"

ترجمہ: اور اگر آیت میں سے کسی کلمہ کو چھوڑ دیا اور معنی میں تغیر نہیں ہوا جیسا کہ "وما تدرى نفس ماذا تكسب غدا" میں سے ذا کو چھوڑ دیا۔ "یا ولئن اتبعت اهواء هم من" بعد "ماجاءک من العلم" میں سے من کو چھوڑ دیا۔ یا "وجزا سيئة سيئة مثلها" میں سے "دوسر سيئة" کو چھوڑ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر معنی میں تغیر پیدا ہو گیا تو اس طور پر کہ "فمالهم لا يؤمنون" میں سے لا کو چھوڑ دیا۔ یا "واذا قرى عليهم القرآن لا يسجدون" میں سے لا چھوڑ دیا تو بلا شبہ اکثر فقہاء کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے خبر دینے کے بر خلاف خبر دیا اور اس طرح کا اعتقاد کفر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی، کیوں کہ اس میں عموم بلوی اور ضرورت ہے، مگر صحیح پہلا قول ہی ہے۔ (حلبی کبیری: ۴۲۴)

(شامی: ۲.۳۹۶)

سوال: جو امام نماز میں کوئی حرف (کلمہ) بھول کو چھوڑ دے، جیسا "اِذَا جَاءَ اجلهم" میں جاء

"أجلهم یاوکان سعیکم مشکورا" میں "وکان"چھوڑ کر "سعیکم" پڑھ جائے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: حامدا ومصلیاً ،ان دونوں صورتوں میں نماز فاسد نہیں۔ اور ہر صورت میں حکم یکساں نہیں، جیسی سورت ہوگی ویسا حکم ہوگا۔

چند فتاوی اور مزید تطبیقات:

(۱) سورہ ماعون میں "هم عن صلاتهم" کے بجائے "هم صلاتهم" پڑھ دینے سے نماز ہو جائے گی۔

(۲) نماز میں "فادخلی فی عبدی" کے بجائے "فادخلی عبدی" پڑھ دیا تو معنی میں کوئی فساد نہیں آیا لہذا نماز ہوگئی۔

(۳) "یاآدم اسکن انت وزوجک الجنة" میں "انت" چھوٹ گیا تو نماز صحیح ہے۔

(۴) "یایها الذین امنو اذا نودی اللصلوة من یوم الجمعة" میں "للصلوة" چھوڑ دیا تو معنی فاسد نہ ہونے کی وجہ سے نماز ہوگئی

(۵) "اولئک الذین کفروا بایت ربهم ولقآئه" میں "ولقآئه" چھوڑ دیا تو نماز درست ہوگئی۔

(۶) "فمن کان یرجوا القآ ربه" میں "کان" کو چھوڑ دیا تو نماز صحیح ہوگئی اعادہ ضروری نہیں۔

(۷) "واذا قال عیسی ابن مریم یبینی اسرآئیل انی رسول الله الیکم" میں "اسرائیل انی" چھوڑ دیا تو نماز ہوگئی کوئی نقص نہیں رہا۔

(۳) تقدیم:

کسی کلمہ کو اس سے اگلے والے کلمہ سے پہلے پڑھنا

(۴) تاخیر:

کسی کلمہ کو اس کے بعد والے کلمہ سے مؤخر کر دینا اس تقدیم وتاخیر کلمہ کی دو صورتیں ہیں

(۱) کلمہ میں تقدیم وتاخیر کی وجہ سے معنی میں تغیر پیدا نہ ہو، مثلاً سورہ بقرہ کی تلاوت کرتے ہوئے "من کان عدو الله وملئکته ورسوله وجبریل ومیکئیل فان الله عدو اللکفرین من ورسله ومیکل وجبریل فان الله عدو اللکفرین" پڑھا۔ یا سورہ انعام کی تلاوت کرتے ہوئے "وزکریا ویحی وعیسی والیاس" کی جگہ "ویحی وزکریا وعیسی والیاس" پڑھا تو اس

صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس طرح انتیسویں پارے میں سورہ دہر کی تلاوت کرتے ہوئے آیت کریمہ "فاصبر الحکم ربک ولا تطیع منهم اثما أو کفورا" کے بجائے "فاصبر لحكم وربک ولا تطع منهم کفوراأواثما" پڑھا یعنی کلمہ متقدم "اثما" کو پیچھے اور کلمہ متأخر "کفوراً" کو آگے کر دیا تو، اس صورت میں عدم تغیر معنی کی وجہ سے فساد صلوۃ کا حکم نہیں ہوگا۔

(۲) کلمہ میں تقدیم وتاخیر کی وجہ سے معنی میں تغیر پیدا ہو جائے مثلاً سورہ انفطار کی تلاوت کرتے ہوئے "ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم" کی جگہ "ان الابرار لفی جحیم وان الفجار لفی نعیم" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

"ان قدم کلمة على كلمة أو اخر ان لم يتغير المعنى لا تفسد نحو ان قرأ لهم فيها زفيرو شهيق، وقدم الشهيق وكذا في الخلاصة وان تغير المعنى نحو: أن يقرأ: ان الابرار لفي جحيم، وان الفجار لفي نعيم، فاكثر المشائخ على أنها تفسدوهو الصحيح۔"

ترجمہ: اگر ایک کلمہ کو دوسرے پر مقدم کر دیا یا مؤخر کر دیا اگر معنی میں تغیر پیدا نہیں ہوا تو نماز فاسد نہ ہوگی، جیسے "لهم فيها زفيرو شهيق" میں "شهيق" کو مقدم کر دیا۔ اسی طرح خلاصہ میں ہے اور اگر معنی میں تغیر پیدا ہو گیا جیسے "ان الابرار لفی جحیم ، وان الفجار لفی نعیم" پڑھے تو اکثر مشائخ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور یہ ہی صحیح قول ہے۔ (عالمگیری: ۱/۱۰۳)

"أن يقدم كلمة على كلمة ولا يغير المعنى، بأن يقرأ: لهم فيها شهيق وزفير،أو فأنبتنا فيها عنبا وجا، لا تفسد صلاته، ولو قرأ : ان الابرار لفي جحيم، وان الفجار لفي نعيم، فأكثر المشائخ أنه تفسد وهو الصحيح۔" (تاتارخانیہ: ۲/۱۰۱۴)

"وكذلک ان قرأ: انما ذلكم الشيطن يخوف أوليائه فخافون ولا تخافوهم ، لا تفسد صلوته وان تغير المعنى تفسد صلوته۔" (محیط برہانی: ۲/۳۰)

ترجمہ: اسی طرح اگر "انما ذلکم الشیطن یخوف أولیائه فخافونی ولا تخافوهم" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی بدل گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ یعنی اگر "فخافوهم ولا تخافون" پڑھا یا "فلا تخافون" پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

چند فتاوی سے مثالیں اور مزید تطبیقات:

(۱) سورہ العصر میں پہلے "وتواصو بالصبر" پھر "وتواصو بالحق" پڑھا تو نماز درست ہو گئی۔

(۲) آیت کریمہ "الله ولى الذين امنو يخرجهم من الظلمٰت الى النور والذين كفرو اوليآؤهم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمٰت" میں "من الظلمٰت الى النور" کی جگہ "من النور الى الظلمٰت" اور "من النور الى الظلمٰت" کی جگہ "من الظلمٰت النور" پڑھا تو اس صورت میں نماز نہیں ہوئی کیوں کہ یہ غلطی مفسد معنی ہے۔

(۳) سورہ نمل میں "بسم الله الرحمن الرحيم" میں "الرحيم الرحمن" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(رسالہ زلۃ القاری)

(۴) سورہ یوسف میں "وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون" میں "الا بالله" پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

ابدال:

قاری فی الصلوۃ سے دوران قراءۃ واقع ہونے والی پانچویں قسم کی غلطی ابدال ہے یعنی ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے بدل دینا۔ اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ وہ بدلا ہوا کلمہ قرآن کریم میں سے ہے یا نہیں اور اس کی وجہ سے معنی متغیر ہوا ہے یا نہیں ہوا۔

اس طرح یہ کل چار صورتیں ہوتی ہیں:

(۱) اگر وہ بدلا ہوا کلمہ قرآن کریم میں ہے اور اس کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش بھی نہیں ہوا ہے تو اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی، جیسے مصلی نے سورہ ملک کی تلاوت کرتے ہوئے آیت کریمہ "ان الذين يخشون ربهم بالغيب لهم مغفرة واجر عظيم" پڑھا تو اس صورت میں بالاتفاق اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی ۔ سورہ بروج کی تلاوت کرتے ہوئے "وهو الغفور الودود ، ذوالعرش المجيد" کی جگہ "وهو الغفور الودود ، ذوالعرش الكريم" پڑھا یا سورہ غاشیہ کی تلاوت کرتے ہوئے "وجوه يومئذ ناعمة" کی جگہ "وجوه يومئذ ناصرة" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

مقالہ زلۃ القاری مین ہے: ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کی جگہ بدل ذکر کرنا (پڑھنا) اگر وہ کلمہ جو اس نے دوسرے کلمہ کی جگہ پر پڑھا ہے وہ قریب المعنی ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن میں موجود بھی ہے، تو اس کی نماز میں فساد نہیں آئے گا، جیسے "العليم" کی جگہ "الحكيم" پڑھا۔

"ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل--- وأنه على وجهين أيضا، الأول؛ أن يوجد الكلمة التى هى بدل فى القرآن، وأنه على قسمين، الأول: أن يوافق البدل

المبدل فی المعنی نحوان یقرأ: الفاجر، مکان الأثیم، فی قوله: طعام الأثیم، والجواب فیه أن صلاته تامة علی قول أصحبنا رحمهم الله۔"

(فتاوی تاتارخانیہ:۲/۹۵)

ترجمہ: ایک کلمہ کو دوسرے سے بدلنا، وہ دو قسم پر ہیں: قسم اول یہ کہ بدل قرآن کریم میں موجود ہو۔ پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں: اول یہ کہ بدل اور مبدل منہ کے درمیان معنی میں موافقت ہو، جیسے سورہ دخان میں باری تعالیٰ کے قول "طعام الثیم" کے بجائے "طعام الفاجر" پڑھا، اس صورت میں حکم یہ ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اس کی نماز تام ہو جائے گی۔

(۲) اگر وہ کلمہ بدل قرآن کریم میں موجود تو ہے، لیکن اس کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش واقع ہو جائے تو اس صورت میں قول صحیح کے مطابق نماز فاسد ہو جائے گی، مثلا سورہ فاطر کی تلاوت کرتے ہوئے آیت کریمہ میں بجائے "الله" کے "الشیطان" پڑھ دیا، اسی طرح میں قاری نے "نعم" کو "بئس" سے بدل کر پڑھا تو اس صورت مین صحیح قول کے مطابق نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسی طرح "ومن اظلم ممن افتری علی الله الکذبا" میں "أظلم" کو "أحسن" سے بدل کر "ومن أحسن ممن افتری علی الله کذبا" پڑھا یا سورہ مرسلت کی تلاوت کرتے ہوئے "ویل یومئذ اللمکذبین" کو "مؤمنین" یا "مسلمین" سے بدل کر "ویل یومئذ اللمومنین" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

"وان کان فی القرآن ، ولکن لاتفقاربان فی المعنی نحو ان قرأ: وعد ا علینا انا کنا غافلین، مکان فاعلین ونحوه ممالو اعتقده یکفر، تفسد عند عامة مشائخنا، وهو الصحیح من مذب أبی یوسف رحمة الله وکذا فی الخلاصة۔" (عالمگیری:۱/۱۰۲)

ترجمہ: اگر وہ کلمہ قرآن کریم میں موجود ہو، لیکن دونوں کے معنی میں بعد و دوری ہو، جیسے آیت کریمہ "وعدا علینا انا کنا فاعلین" میں بجائے "فاعلین" کے "غافلین" پڑھا اور اس کے مانند دیگر ایسی غلطیاں جس کے اعتقاد سے کفر لازم آتا ہو، تو اس صورت میں ہمارے مشائخ کے نزدیک فساد صلوۃ کا حکم ہوگا، اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب صحیح بھی یہی ہے۔

"القسم الثانی: أن یکون یخالف البدل المبدل من هیث المعنی وأنه علی نوعین: ان کان اختلافا متقاربا نحو:

أن یقرأ: الحکیم مکان العلیم	أو السمیع مکان البصیر
انحو أن یقرأ : خبیرا، مکان بصیرا	أو یقرأ: کلا انها موعظة مکان قوله تذکرة
وفی هذ النوع صلوته تامة	روی عن ابن مسعود أنه قال: لیس

الخطأ فی القرآن أن يقرأ مكان الحكيم العليم ۔ (محیط برہانی:۲،۶۶۔۶۷)
وفی الخلاصة وبه يفتی :
وان كان اختلافا متباعداً نحو :
أن يختم آية الرحمة بآية العذاب ، أو آية العذاب بآية الرحمة
أو أراد أن يقر: الرحمن علم القرآن، فجرى على لسانه الشيطن
أواراد أن يقرأ: الشيطن يعدكم الفقر ، فجرى على لسانه الرحمن
فعلى قول أبی حنيفة ومحمد تفسد صلاته، وأما على قول أبی يوسف ، لاتفسد صلاته ان لم يقصد ذلک ۔۔۔۔ وفی الخانية والصحيح هو الفساد

ترجمہ: دوسری قسم یہ ہے کہ بدل مبدل کے مابین معنی کے اعتبار سے مخالفت ہو اور اس کی صورتیں ہیں؛ پہلی یہ کہ اگر یہ اختلاف قریب المعنی ہونے میں ہے۔یعنی دونوں کا معنی قریب قریب ہے، جیسے؛ "العليم" کی جگہ "الحكيم" یا "البصير" کی جگہ "السميع" پڑھا یا جیسے "بصيراً" کی جگہ "خبيرا" پڑھا یا "كلا انها تذكرة" کے بجائے "كلا انها موعظة" پڑھا تو اس صورت میں اس کی نماز تام ومکمل ہو جائے گی ، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قرآن میں حکیم کے بجائے علیم پڑھ دینا، کوئی خطا نہیں ہے۔اور خلاصہ میں اسی پر فتوی ہے اور اگر بدل مبدل کے معنی میں بعد و دوری ہو جیسے: آیت رحمت کو آیت عذاب پر ختم کرے اور آیت عذاب کو آیت رحمت پر یا جیسے الرحمن علم القرآن پڑھنے کا ارادہ کیا، لیکن اس کی زبان پر الشیطن جاری ہو گیا، اسی طرح الشیطن یعدکم الفقر پڑھنے کا ارادہ تھا لیکن اس کی زبان سے الرحمن نکل گیا تو اس صورت میں امام ابوحنیفہؒ وامام محمدؒ کے قول کے مطابق نماز فاسد ہو جائے گی۔اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نما فاسد نہ ہوگی ، لیکن قول صحیح فساد صلوۃ ہی کا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ کا ایک دلچسپ واقعہ:

تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب میں امام رازی فرماتے ہیں کہ:

"روی أن عبد الله بن مسعودؓ کا ن يعلم رجلا القرآن ، فقال؛ ان شجرة الزقوم ، طعام الأثيم(الدكان ۴۳) وكان الرجل عجمياً فكان يقول: طعام ليتيم ، فقال قل : طعام الفاجر، ثم قال عبد الله : انه ليس الخطأ فی القرآن أن يقرأ مكان العليم الحكيم ، بل أن يضع أية الرحمة مكان أية العذاب۔"

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ایک عجمی شخص کو قرآن سکھا رہے تھے،

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا پڑھو: ان شجرة الزقوم طعام الأثيم (دخان:۴۳) تو اس آدمی نے جو عجمی تھا، پڑھا کہ طعام اليتيم۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے جب دیکھا کہ اس سے یہ لفظ أثیم نہیں پڑھا جا رہا ہے تو فرمایا کہ پڑھو: طعام الفاجر۔ پھر فرمایا کہ قرآن میں علیم کی جگہ حکیم پڑھا جانا کوئی خطا نہیں، بلکہ خطا تو یہ ہے کہ آیت رحمت کو آیت عذاب کی جگہ پر پڑھ دے۔

(۳) اور اگر کلمہ قرآن میں نہیں ہے اور اس کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش بھی پیدا ہو گیا تو اس صورت میں بالاتفاق ائمہ نماز فاسد ہو جائے گی، مثال کے طور پر نماز میں سورہ طلاق کی تلاوت کرتے ہوئے "فذاقت وبال أمرها وكان عابة أمرها خسرا" کے بجائے "فذاقت وبال أمرها و كان عاقبة أمرها نجاحا" پڑھا تو اس صورت میں سب کے نزدیک فساد صلوۃ کا حکم ہوگا۔ یا سورہ صف کی تلاوت کرتے ہوئے "ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا" میں" أظلم" کو "أعدل" سے بدل کر "ومن أعدل ممن افترى على الله كذبا" پڑھا یا سورہ مرسلت کی تلاوت کرتے ہوئے "ويل يومئذ للمكذبين" میں "مكذبين" کو "موحدين" سے بدل کر "ويل يومئذ للموحدين" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

"وان لم تكن الكلمة فى القرآن ولا تتقاربان فى المعنى تسد صلاته بلا خلاف اذا لم تكن تلك الكلمة تسبيحا ولا تحميداً ولا ذكراًالوجه الثانى: أن لا توجد الكلمة التى هى بدل فى القرآن وأنه على قسمين أيضاً۔ القسم الثانى؛ أن لا يوافق البدل المبدل من حيث المعنى ، نحوأن يقرأ: قوسرة مكان قسورة أوكعفص ، مكان كعصف أو فسحقا لأصحب الشعير ،مكان ا سعير تفسد صلاته بالاتفاق ،لأن هذه الألفاظ ليست بمنقولة فى القرآن ، وليس بين هذه الالفاظ وبين المنقولة فى القرآن مقاربة من حيث المعنى ، فلهذا تفسد عند الكل، والله اعلم" (محیط برہانی:۲؍۶۴)

ترجمہ: وہ کلمہ بدل قرآن کریم میں موجود نہ ہو، اس کی دو صورتیں ہیں: صورت ثانیہ یہ ہے کہ ان دونوں کلموں (مبدل منہ و بدل) کے معنوں میں موافقت و مطابقت نہ ہو، بلکہ مخالفت ہو، جیسے: آیت کریمہ میں "فسورة" کے بجائے "قوسرة" پڑھے یا "كعصف" کے بجائے "كعفص" یا باری تعالیٰ کے فرمان: "فسحقالاصحب السعير" کے بجائے "فسحقالاصحب الشعير" پڑھے تو بالاتفاق نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ الفاظ قرآن کریم میں وارد نہیں ہوئے، نیز بدل اور قرآن کریم کے الفاظ کے مابین معناً کوئی مقاربت بھی نہیں ہے، لہٰذا تمام کے نزدیک فساد صلوۃ کا حکم ہوگا۔

(۴) اور اگر وہ کلمہ قرآن کریم میں نہیں ہے، اور اس کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش بھی نہیں ہوا ہے، تو اس

صورت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وامام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوگی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق فاسد ہوجائے گی، اسی طرح سورہ منافقون کی تلاوت کرتے ہوئے باری تعالیٰ کے قول "والله يشهد ان المنفقين لكذبون" کے بجائے "والله يشهدو ان المنافقين لجاحدون" پڑھا، تو اس صورت میں طرفین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی، اور امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فاسد ہوجائے گی۔

چند فتاوی کی مثالیں اور مزید تطبیقات:

(۱) سورہ زلزال میں "خیرا" کی جگہ "شرا" پڑھا تو معنی میں کوئی فساد نہیں آیا اس لیے نماز درست ہوگئی۔

(۲) سورہ الطور میں "بل لا يوقنون" کے بجائے "بل لا يؤمنون" پڑھ لیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۳) "انه لا يفلح الكفرون" کے بجائے "انه لا يفلح الظلمون" سہوا پڑھ لیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۴) "ان الينا ايابهم" کی جگہ "ان علينا ايابهم" پڑھ لیا تو نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۵) "تظن ان يفعل بها فاقرة" میں "فاقرة" کی جگہ "فراق" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۶) سورہ نساء کی آیت کریمہ "ومن يضلل فلن تجد له سبيلا" میں "سبيلا" کی جگہ "نصيرا" پڑھا تو چونکہ دونوں کے مطلب میں کچھ خاص فرق نہیں ہے اس لیے نماز صحیح ہوگئی۔

(۷) "والیل اذا یغشی" میں "فسنيسرة للعسرى" پڑھا (یسری) کی جگہ تو معنی بگڑ گئے لہذا نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۸) سورہ فجر میں ایک جگہ "اهانن" اور دوسری جگہ "اکرمن" ہے دو مقتدی کے بقول دونوں جگہ "أهانن" پڑھا تو دونوں کا قول معتبر مانتے ہوئے نماز لوٹانا چاہیے۔

(۹) قوم عاد کی کفریہ حالت کا تذکرہ کرکے آخر میں "كذلك تجزى القيوم المجرمين" میں بجائے "مجرمين" کے "محسنين" پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۱۰) دوران قرأت "والله لايحب الظلمين" کو "لا يحب الصبرين" پڑھ دیا گیا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۱۱) سورہ طہ کی آیت کریمہ "کی نسبحک کثیرا، ونذکرک کثیرا" میں سہوا "کی

نسبحک قلیلا ونذاکرک کثیرا" پڑھا تو چونکہ معنی بدل گیا ہے اس لئے نماز فاسد ہوگئی اعادہ ضروری ہے۔

(۱۲) "دھاقا" کے بجائے "دحاقا" ہائے حطی سے پڑھا تو چونکہ معنی بگڑ گئے لہٰذا نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۳) امام نے "وکان الشیطن لربه کفورا" کے بجائے "وکان الشیطن للانسان کفورا" پڑھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(۱۴) سورہ ممتحنۃ پارہ "۔۔" میں "انما ینهکم الله عن الذین قتلو کم فی الدین" کی جگہ "لم یقتلوکم فی الدین اورلم یخرجو کم" کی جگہ "هم الظلمون" پڑھا تو چونکہ معنی بگڑ گئے لہٰذا نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۱۵) امام صاحب نے "ان الانسان لربه لکنود" کی جگہ "ان الانسان لربه لکبیر" پڑھا تو نماز صحیح درست ہے۔

(۱۶) امام صاحب نے نماز میں "ووجد ضآلا فهدی" کی جگہ "ووجدک ضآلا فاغنی" پڑھ لیا تو اس صورت میں معنی فاسد نہ ہونے کی وجہ سے نماز صحیح اور درست ہے۔

(۱۷) سورہ احزاب کی آیت "۷" میں "عذابا مهینا" کی جگہ "اجرا عظیما" پڑھا تو قرأت میں فاحش غلطی کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی۔

(۱۸) سورہ جمعہ کی دوسری آیت "هو الذی بعث فی الأمیین رسول منهم یتلو ا علیهم ایته" میں کلمہ "ایة" کی جگہ "ایاتنا" پڑھا اس صورت میں نماز ہوگئی۔(مقالہ زلۃ القاری)

(۱) منسوب الیہ قرآن میں موجود ہو مثلاً سورہ تحریم کی تلاوت کرتے ہوئے:

"وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِیْ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا" میں قاری نے "وَ مَرْيَمَ ابْنَتْ زَکرِيا" پڑھا تو اس صورت میں امام محمدؒ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی، اور اکثر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ البتہ اگر منسوب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہو تو اس صورت میں چاہے منسوب الیہ قرآن میں موجود ہو پھر بھی اس کی نماز فاسد نہ ہوجائے گی، مثلاً سورہ صف کی تلاوت کرتے ہوئے "وَاِذْ قَالَ عِيْسَی ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْکُم" میں قاری نے "وَاِذْ قَالَ عِيْسَی ابْنُ دَاوُد" پڑھ دیا تو اس صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۲) منسوب الیہ قرآن میں موجود ہو مثلاً سورہ تحریم کی تلاوت کرتے ہوئے:

"وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِیْ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا میں قاری نے وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ فرحان" پڑھ

دیا تو اس صورت میں بالاتفاق نماز فاسد ہوجائے گی۔"ولو نسب الی غیر مانسب الیه ان لم یکن المنسوب الیه فی القرآن" **نحو:**"مریم ابنة غیلان، تفسد بلا خلاف، ولو کان فی القرآن" **نحو:** "مریم ابنة القمان، وموسی بن عیسی ، لا تفسد عند محمدؒ وعلیه عامة المشائخ ولو قرأ عیسی بن لقمان، تفسد ولو قرأ موسی بن لقمان، لا لا ن عیسی لا أب له وموسی له أب الا انه أخطا فی الاسم کذا فی الوجیز للکردری"

ترجمہ: اور اگر اس کے علاوہ کی طرف منسوب کیا جس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، اور وہ منسوب الیہ قرآن میں موجود نہیں ہے، جیسے مریم ابنت غیلان تو بہ اتفاق نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر منسوب الیہ قرآن میں موجود ہے جیسے مریم ابنت لقمان، اور موسی بن عیسی تو امام محمدؒ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اور اسی قول پر اکثر مشائخ ہیں اور اگر عیسی بن لقمان پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر موسی بن لقمان پڑھا تو فاسد نہ ہوگی، اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باپ تو ہیں، مگر یہ کہ اس (قاری) نے نام میں غلطی کی۔ (عالمگیری: ۱۰۲/۱)

"قرأ عیسی بن لقمان، تفسد صلاته لأنه نسبه الی الأب ولیس له أب ، ولو قرأ، وموسٰی بن مریم، لا تفسد صلاته لأن کلا هما فی القرآن"

ترجمہ: عیسی بن لقمان پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے اس لئے کہ اس (قاری) نے حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت نسب کی طرف کردی حالانکہ ان کے باپ نہیں ہے اور اگر موسی بن مریم پڑھا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، اس لئے کہ دونوں قرآن میں ہے اور اگر موسیٰ بن عیسی پڑھا تو امام محمدؒ کے قول کے مطابق اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور امام یوسفؒ سے ایک روایت اسی طرح مروی ہے اور اکثر مشائخ اسی قول پر ہیں۔ اور اگر عیسی بن عمران پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر موسی بن لقمان پڑھا تو فقیہ ابوجعفر اور قاضی امام زرنجری نے فرمایا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی برخلاف عیسی علیہ السلام کو باپ کی طرف منسوب کرنا، اس لئے کہ عیسی علیہ السلام کے باپ نہیں ہے اور موسی بن لقمان ایسا نہیں ہے ہے اس لئے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے باپ ہیں، مگر یہ کہ اس (قاری) نے باپ کے نام میں غلطی کی اور موسی ولقمان دونوں قرآن میں موجود ہے، چنانچہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر عیسی بن سارۃ پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اسی طرح اگر مریم ابنۃ غیلان پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے اس لئے کہ اس نے وہ پڑھا جو قرآن میں نہیں ہے، واللہ اعلم۔

(فتاوی قاضی خان: ۱۵۰،۱۴۹/۱)

تنبیہ(۱): حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت حضرت مریم علیہا السلام کے علاوہ دوسرے کسی بھی شخص کی طرف کی تو نماز فاسد ہوجائے گی، کیوں کہ جب عیسی علیہ السلام منسوب ہوں گے تو مسنوب الیہ مذکر ہوگا

یا مونث اگر مذکر ہے تو چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہیں ہے، لہٰذا معنی یا تغیر فاحش کی وجہ سے نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر منسوب الیہ مؤنث ہے، مثلاً سارہ، تو وہ غیر قرآن ہوگا، کیوں کہ قرآن کریم میں حضرت مریم علیہا السلام کے علاوہ بطور علم کسی صورت کا نام مذکور نہیں، لہٰذا قاری کے غیر قرآن (مونث منسوب الیہ) کے تلاوت کرنے کی وجہ سے نماز فاسد ہوجائے گی۔

تنبیہ(۲): اوپر مذکور کتب فقہیہ کی عبارات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مختلف حضرات (لقمان، عیسی، مریم وغیرہ ہم) کی طرف نسبت کی امثلہ ابدال کلمہ کے ضمن میں ذکر کی گئی ہیں۔ جب کہ یہ مثالیں زیادتی کلمہ کی بحث میں ہونی چاہیے، کیوں کہ قرآن مجید میں کہیں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کسی دوسرے شخص کی طرف نسبت واضافت مذکور نہیں۔ اس اعتبار سے موسی کے بعد بطور منسوب الیہ جس کا بھی ذکر ہوگا وہ زیادتی کلمہ ہی شمار ہوگا۔

(۶) تکرار:

قاری کا ایک ہی کلمہ کو دو مرتبہ پڑھنا، اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) **تکرار کلمہ کی وجہ سے معنی میں تغیر پیدا نہ ہو**، مثلاً سورہ ملک کی تلاوت کرتے ہوئے "اَنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ" میں قاری نے "کبیر" کو مکرر کر کے "وَأَجْرٌ كَبِيْرٌ كَبِيْرٌ" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۲) **تکرار کلمہ کی وجہ سے معنی میں تغیر پیدا ہوجائے**، مثلاً سورہ مزمل کی تلاوت کرتے ہوئے "رَبُّ الْمَشْرِقِ والمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلاً" میں قاری نے "رَبُّ" کو مکرر کر کے "رَبّ رَبّ المشرق والمغرب" پڑھا تو تکرار کلمہ کی اس صورت میں صحیح قول کے مطابق نماز فاسد ہوجائے گی۔

"وكذا لو كرر كلمة ، قوله (وكذا لو كرر كلمة) قال فى الظهيرية وان كرر اكلمة وان لم يتغيربها المعنى لا تفسد وان تغير نحو: رب رب العالمين وملك مالك يوم الدين ، قال بعضهم لا تفسد والصحيح أنها تفسد" (درّ مع الشامی: ۲/۳۹۷)

ترجمہ: اور اگر کسی کلمہ کو مکرر پڑھا، (قولہ وکذا لو کرر کلمۃ) ظہیریہ میں فرمایا ہے کہ اگر کلمہ کو مکرر پڑھا اور اس کی وجہ سے معنی متغیر نہیں ہوا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر معنی متغیر ہوگیا جیسے "رب رب العلمین" اور "مالک یو م الدین" تو بعض مشائخ نے فرمایا نماز فاسد نہ ہوگی، اور صحیح قول یہ ہے کہ نما فاسد ہوجائے گی۔

(درمع الشامی، ۲/۳۹۷ (عالمگیری: ۱/۱۰۳)

فساد وصلوۃ کا یہ حکم نقل کرنے کے بعد شامی میں ظہیریہ کی تاکیداور اس پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی تفصیلی نوٹ سے ثابت ہوتا ہے کہ تکرار کلمہ کی صورت میں فساد صلوۃ کا حکم مطلقاً نہیں۔

اضافت کا قاری نے قصد کیا ہے تو فساد صلوٰۃ میں کوئی شک وشبہ نہیں، بلکہ کفر کا اندیشہ ہے۔ "هذا ما ظهر لی فتأمله" (شامی:۲/۳۹۷)

خلاصہ یہ ہوا کہ تکرار، مضاف میں ہو، اور ایسے مواقع میں ہو کہ تکرار مضاف سے معنی میں فساد ہوسکتا ہوتو اس کی چند صورتیں ہیں:

تکرار مضاف الیہ کی طرف مقصود ہو تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگر تکرار قصداً ہو، اور قصد کے اول کی جمیع مابعد کی طرف اضافت کا قصد ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے "رب رب العالمين" اگر تکرار مضاف قصداً نہ، بلکہ سبقت لسانی سے ہو، یا ضافت کے معنی ومطلب کی معرفت ہی نہیں، یا بلا ارادہ تکرار ہوگئی، تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ کیوں کہ دیگر صحیح معانی کے احتمال کے ہوتے ہوئے خطا اور معنی میں تغیر فاحش یقینی نہیں۔

حروف میں غلطی:

الخطا: "فعلى ستة أوجه فهى : الزيادة والنقصان والتقديم والتأخير والا بدال والتكرار"

(زلۃ القاری، للنفسی)

نمازی سے دوران قرأت حروف میں واقعی ہونے والی غلطی چھ (۶) طریقے پر ہوتی ہے۔

(ا) زیادتی:

نمازی تلاوت کرتے ہوئے دوران قرأت کسی حرف کو زیادہ کردے، اس کی دوصورتیں ہیں

:

(ا) زیادتی حرف کی وجہ سے **معنی میں تغیر نہ ہو**، مثلاً سورہ رحمن کی تلاوت کرتے ہوئے "فيهما من كل فاكهة زوجن" میں "واو" زیادہ کرکے "وفيهما من كل فاكهة زوجن" پڑھنے، یا سورہ مرسلٰت کی تلاوت کرتے ہوئے "كانه جملت صفر" میں "ف" زیادہ کرکے فکانہ جملت صفر پڑھے، یا سورہ طٰہ کی تلاوت کرتے ہوئے "قال رب لم حشر تنى اعمى" میں "واو" زیادہ کرکے "وقال رب لم حشر تنى أعمى" پڑھے، یا سورہ الصفٰت کی تلاوت کرتے ہوئے "وما كان عليكم من سلطن ، بل كنتم قوما طغين" میں قاری نے "الف" زیادہ کرکے "بل كنتم قوما طغينا" پڑھا تو ایسی صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۲) زیادتی حرف کی وجہ سے معنی میں تغیر پیدا ہو جائے، مثلاً سورہ عصر کی تلاوت کرتے ہوئے "والعصر ان الانسان لفی خسر" میں قاری نے "والعصر" کے بعد "واو" زیادہ کر کے "وان الانسان لفی خسر" پڑھا، یا سورہ بروج کی تلاوت کرتے ہوئے "قتل أصحب الا خدود" سے پہلے "واو" زیادہ کرکے "وشاهد ومشدود وقتل أصحب الاخدود" پڑھا، تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، کیوں کہ جس بات پر قسم کھائی جا رہی ہے (جواب قسم)، اس پر واو داخل کرنے کی وجہ سے عبارت کا معنی مقصود قرآن کے خلاف ہو کر اس میں تغیر فاحش پیدا ہو جاتا ہے۔ عالمگیری میں ہے:

"ان زاد حرفاً فان كان لا يغير المعنى لا تفسد صلاته عند عامة المشائخ نهو أن يقرأ:، وانهى عن المنكر ، بزيادة الياء "وكذانحو أن يقرأ: هم الذين كفرو ، فيجزم الميم من هم يظهر الألف من الذين، وكانت الألف محذوفة فلا تفسد الصلاة، وكذا نحو أن يقرأ وما خلق الذكر و الأنثى، فاظهر الألف وكانت محذوفة وأظهر اللام وكانت مدغمة فى الذال، وان غير المعنى نحوأن يقرأ : وزرابيب مبشوثة، مكان ، وزرابى، أو مثانين ، مكان ، مثانى ، أو، الذكر والأنثى وان سعيكم لشتى، والقرآن الحكيم وانک ، بزيادة الواوتفسد"

ترجمہ: اگر کسی حرف کو زیادہ کر دیا اور معنی میں غیر پیدا نہیں ہو تو اکثر مشائخ کے نزدیک اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ جیسے یاء کی زیادتی کے ساتھ "وانهى عن المنكر" پڑھے، اور اسی طرح: "هم الذين كفروا" پڑھے، "هم" کی میم کی جزم دے اور "الذين" کے الف کو ظاہر کرے حالانکہ الف محذوف تھا، اسی طرح "وما خلق الذكر والأنثى" پڑھے الف کو ظاہر کرے حالانکہ وہ محذوف تھا اور لام کو ظاہر کرے حالانکہ وہ ذال میں مدغم تھا، تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر معنی میں تغیر پیدا ہو گیا، جیسے "ذرابيكى جگه زرابيب مثوثة" یا "مثانى" کی جگہ مثانین پڑھے، یا واو کی زیادتی کے ساتھ "الذكر والأنثى وان سعيكم لشتى، يا والقرآن الحكيم وانک" پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (عالمگیری: ۱/ ۱۰۲)

"ولو زاد حرف لا يغير المعنى لا تفسد عندهما وعن الثانى روايتان كما لو قرأ: و أهنى عن المنكر ، بيزادة اليائ، ويتعدى حدوده يدخلهم نارا، وان غير أفسدمثل : وزرابيب ، مكان ، زرابى مبثوثة ، ومثانين مكان ، مثانى وكذا، والقرآن الحكيم وانک لمن المرسلين، بيزادة الواو تفسد أ ى لأنه جعل جواب القسم قسما"

ترجمہ: اور اگر کسی حرف کو زیادہ کر دیا، مگر اس سے معنی میں تغیر پیدا نہیں ہوا تو طرفین کے نزدیک نماز

فاسد نہ ہوگی اور دوسرے (امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ) سے دوروایتیں مروی ہے۔ جیسا کہ اگر یاء کی زیادتی کے ساتھ "وانھی عن المنکر" پڑھا اور "ویتعدی حدوده یدخلھم نارا" پڑھا۔ اور اگر معنی میں تغیر پیدا ہو گیا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی جیسے "زرابی مبثوثة" کی جگہ "زرابیب" اور مثانی کی جگہ مثانین پڑھا اور اسی طرح "والقرآن الحکیم وانک لمن المرسلین" واو کی زیادتی کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائیگی، اس لئے کہ اس نے جواب قسم کو قسم بنا دیا۔

(درمعی الشامی: ۲/ ۳۹۴)

"ولو زاد حرف لا يغير المعنى لا تفسد عندهما وعن الثانى روايتان كما لو قرأ ؛ وأهنى عن المنكر ، بزيادة الياء ، ويتعدى حدوده يدخلهم نارا ، وان غير أفسد مثل : و مثانين، مكان مثانى وكذا والقرآن الحكيم لمن المرسلين، بزيادة الواو تفسد أى لأنه جعل جواب القسم قسما"

ترجمہ: اور اگر کسی حرف کو زیادہ کر دیا، مگر اس سے معنی میں تغیر نہیں ہوا تو طرفین کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اور دوسرے (امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے دوروایتیں مروی ہے جیسا کہ اگر یاء کی زیادتی کے ساتھ "وانھی عن المنکر" پڑھا اور "ویتعدی حدده یدخلھمن نارا" پڑھا اور اگر معنی میں تغیر پیدا ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی جیسے مثانی کی جگہ مثانین پڑھا اور اسی طرح "والقرآن الحکیم وانک لمن المرسلین" واو کی زیادتی کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اس لئے کہ اس نے جواب قسم کو قسم بنا دیا۔ (درمع الشامی: ۲/ ۳۹۴)

چند فتاوی اور دیگر تطبیقات:

(۱) سورہ رحمن میں "والارض وضعھا" کو "وضعاھا" اور سورہ تین میں "وعملو الصلحت" کی جگہ "وعاملو الصلحت" پڑھا تو معنی میں چونکہ غیر معمولی قسم کی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی لہٰذا نماز درست ہو جائے گی۔

(۲) "من منی یمنی" میں "من مانی یمنی" پڑھا تو یہ غلطی بھی فی نفسہ موجب فساد ہے لتغیر المعنی لیکن عموم بلوی کی وجہ سے عدم فساد کا فتوی دیا جائے گا۔

(۳) "ایطمع کل امری منھم ان یدخل جنة نعیم کلا انا خلقنھم مما یعلمون" میں "مما لا یعلمون" پڑھ دینے کے بعد اعادہ صلوۃ کیا تو یہ اعادہ صلاۃ درست ہے۔

(۴) سورہ فاتحہ میں "نستعین" کی جگہ "نستاعین" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۵) سورہ "والضحٰ" کی آخری آیت "واما بنعمة ربک فحدث" پڑھنے میں "ربک" کے

بعد الف کا اضافہ کردے تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۶) سورۃ فاتحہ میں "رب العلمین" کی جگہ "راب العالمین" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۷) سورہ والعصر میں "لفی" کے بجائے "لافی" پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی۔

(۸) سورہ لقمان میں "اولئک علی ھد ی" کی جگہ "واولئک" پڑھا تو نما فاسد نہ ہوگی۔

(رسالہ زلۃ القاری)

(۹) "ان الذین امنو" میں "وان الذین امنو" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(رسالہ زلۃ القاری)

(۱۰) سورہ توبہ میں "التائبون" کو "والتائبون" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(رسالہ زلۃ القاری)

(۱۱) "اھدنا الصراط المستقیم" میں "المستقیما" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(رسالہ زلۃ القاری)

(۱۲) پارہ نمبر ۲۴ میں "یتلون علیکم ایت ربکم" میں اگر "ایاتی" پڑھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(۱۳) "یبین ما ھی" میں "ماہیا" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (رسالہ زلۃ القاری)

(۲) نقصان:

یعنی نمازی قرأت میں کسی حرف کو کم کردے، چھوڑ دے، حذف کردے۔ حذف حرف کی اولاً دو قسمیں ہیں: (۱) حذف حرف بہ طریق ایجاز وترخیم ہو۔ (۲) حذف حرف بہ طریق ایجاز وترخیم نہ ہو۔

(۱) نقصان یا حذف حرف بہ طریق ایجاز وترخیم ہو:

بعض مرتبہ کسی حرف کو حذف کرنا ایجاز وترخیم کے طریقہ پر ہوتا ہے، اگر حرف کو کسی ایسے کلمہ سے حذف کیا جس میں قواعد کے مطابق ایجاز وترخیم جائز ہے تو اس صورت میں حذف حرف سے نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر حرف کو کسی ایسے کلمہ سے حذف کردیا جس میں ایجاز وترخیم درست نہیں تھا تو ایسی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، مثلاً سورۃ س انبیاء کی تلاوت کرتے ہوئے "قالو أنت فعلت ھذا بالھتنا یآ ابراہیم" میں "میم" کی حذف کر کے یا ابراہیی پڑھا، یا سورہ ہود کی تلاوت کرتے ہوئے "قالو یصلح قد کنت فینا" میں یا "صالح" میں سے قاری نے حاء کو حذف کر کے یا صال پڑھا، تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر سورہ ہود کی تلاوت کرتے ہوئے: "قیل ینوح اھبط بسلم منا" میں قاری نے نوح میں سے حاء کو حذف کر کے یا نو پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۲) نقصان یا حذف حرف بہ طریق ایجاز وترخیم نہ ہو۔

اگر حذف حرف بہ طریق ایجاز وترخیم نہیں ہے تو تغیر معنی اور عدم تغیر معنی کے اعتبار سے اس کی دو صورتیں بنتی ہے

(۱) نقصان حرف یعنی کسی حرف کو حذف کر دینے کی وجہ سے معنی میں تغیر پیدا نہ ہو، مثلا سورہ شوری کی تلاوت کرتے ہوئے: "ومن ایته الجوار فی البھر" کالا علام میں قاری نے واو کو چھوڑ کر "من ایته الجوار" پڑھا، یا سورہ حشر کی تلاوت کرتے ہوئے "ومن یشاق الله فان الله شدید العقاب" میں قاری نے فاء کو چھوڑ کر "ان الله شدید العقاب" پڑھا، یا سورہ نبا کی تلاوت کرتے ہوئے "وسیرت الجبال فکانت سرابا" میں قاری نے تاء اول کو حذف کر کے "--------" پڑھا تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۲) کسی حرف کو حذف کر دینے کی وجہ سے معنی میں تغیر پیدا ہو جائے، مثلاً: سورہ انشقاق کی تلاوت کرتے ہوئے "وأذنت لربھا وحقت" میں ذال کو حذف کر کے "وأنت لربھا وحقت" پڑھا، یا سورہ قصص کی تلاوت کرتے ہوئے "انه لا یفلح الظلمون" میں قاری نے لا کو حذف کر کے "انه یفلح الظلمون" پڑھا، تو ان صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

ومنھا: حذف حرف: "ان کان الحذف علی سبیل الایجاز والترخیم، فان وجد شرائطه نحو ان قرأ: ونادو یا مال، لا تفسد صلاته، وان لم یکن علی وجه الیجاز والترکیم، فان کا لا یغیر المعنی لا تفسد صلاته نحو: ان قرأ: ولقد جاء هم رسلنا بلبینات، بترک التاء من جاء ت، وان غیر المعنی تفسد صلاته عند عامة المشایخ نحو ان قرأ: ، فمالھم لا یؤمنون، بترک لا" (عالمگیری:۱/ ۱۰۲)

ترجمہ: اور قراءت میں ہونے والی غلطیوں کی ایک قسم کسی حرف کو حذف کر دینا، کم کر دینا ہے، اگر یہ حذف کرنا ایجاز اور ترخیم کے طریقہ پر ہے: جیسے "ونادو یا مالک" کو یا مال پڑھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور اگر ایجاز ترخیم کے طور پر نہ ہو، تو اگر معنی متغیر نہیں ہوا ہے تو بھی نماز میں فساد نہیں آئے گا۔ "ولقد جاء هم رسلنا بالبینات" پڑھے، اور "جاءتھم" سے "تاء" کو حذف کر دے۔ اور اگر اس طرح نقصان حرف کی وجہ سے معنی میں تغیر وتبدیل پیدا ہو جائے تو عامۃ المشائخ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ جیسے "فمالھم لا یؤمنون" کو لا ترک کر کے صرف "یؤمنون" پڑھا۔

محیط برہانی میں ہے:

"الفصل الخامس: فی حذف حرف میں الکلمة: فنقول: ان کان الحذف علی سبیل

الایجاز والترخیم یکون من تلک الکلمة فلا یو جب الفساد۔۔۔۔ أما اذا لم یکن علی سبیل الایجاز و الترخیم، فان کان لا یتغیر المعنی، لا تفسد صلاته، نحو أن یقرأ: ولقد جاء هم رسلنا بالبینات، بترک التاء من جائتهم، أویقرأ: وأوتوه من بعدما جاء هم البینات، بترک التاء من جاء تهم، أویقرا: قالو انماأنت من المسحرین، ماأنت الا بشر مثلنا، بترک الواوقبل قوله، مأنت، أالا بشر مثلنا، بترک الواوقبل قوله، ماأنت، أویقرأ: سبحان الذی بیده ملکوت کل شی، بترک الفاء من فسبحان۔ وان غیر المعنی؛ تفسد صلاته عند عامة المشائخ رحمهم الله تعالیٰ نحو أن یقرأ: فتتنزل علیهم الملائکة أن تخافو او تحزنوا، بترک لا قبل قوله تخافو وقبل قوله تحزنوا، فانه تفسد صلاته"

ترجمہ: پانچویں فصل کلمہ میں سے کسی حرف کوحذف کرنے کے بارے میں ہے۔ چنانچہ ہم کہتے ہیں: اگر حذف کلمہ میں ایجاز وترخیم کے طریقہ پر ہو، تو فساد پیدانہیں کرے گا۔ بہرحال جب ایجاز وترخیم کے طریقہ پر نہ ہواور معنی میں تغیر پیدا نہ ہوتو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی، جیسے "ولقد جا ء هم رسلنا بالبینات" پڑھے "جائتهم" سے " تاء" کوحذف کرکے۔ یا"وأوتوه من بعد ما جا ھ ئم البینات " پڑھے "جائتهم" سے"تاء" کوحذف کرکے، یا"قالو انما أنت من المسحرین ماأنت الا بشر مثلنا" پڑھے،"ما أنت" سے پہلے واوکوحذف کرکے۔ یا "سبحان الذی بیده ملکوت کل شیء" پڑھے،"فسبحان"میں سے"فاء" کوحذف کرکے۔اوراگرمعنی میں تغیر پیدا ہوجائےتو اکثر مشائخ کےنزدیک اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، جیسے "فتتنزل علیهم الملائکة أن تخافو وتحزنوا" پڑھے،"تخافو ا" اور" تحزنو ا"سے پہلے لاکوحذف کرکے۔(محیط برہانی ۲:/۷۱،۷۲)

شامی میں اس کی کچھ اور امثلہ بھی ہیں:

قولہ: "أونقص حرفاً، اعلم أن الحرف اماأن یکون من أ صول الکلمة أولا، وعلی کل اما أن یغیر المعنی أولا، فان غیر نحو: خلقنا، بلا خاء أوجعلنا، بلا جیم تفسد عند أبی حنیفة ومحمد ونحو: ما خلق الذکرو الأنثی، بحذف الا او قبل، ما خلق، تفسد۔ قالوا: وعلی قول أبی یوسف لا تفسد، لأن المقروء موجود فی القرآن۔ وان لم یتغیر کالحذف علی وجه الترخیم بشروطه الجائزة فی العربیة نحو: یا مال فی یا مالک لا یفسد اجماعًا"

(شامی:۲/۳۹۶)

ترجمہ: تو جان کہ حذف ہونے والا حرف یا تو اصل کلمہ ہوگا یا اصل کلمہ نہ ہوگا، اور دونوں صورتوں میں معنی متغیر ہوا ہوگا یا نہیں ہوا گا، اگر معنی متغیر ہو گیا، جیسے؛ "خلقنا" بغیر خاء اور "جعلنا" بغیر جیم پڑھے، تو حضرات طرفین کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے "والليل اذا يغشى، والنهار اذا تجلى ، ما خلق الذكر و الأنثى" میں ماخلق سے پہلے حرف واو کو حذف کر دیا۔ (چوں کہ عطف ختم ہو کر یہ جملے قسم سے خارج ہو کر الگ ہو جاتا ہے، اور معنی اس کا فاسد ہو جاتا ہے) اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فاسد نہیں ہوگی، اس لیے کہ پڑھا ہوا لفظ قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور اگر معنی متغیر ہوا جیسے، عربی میں ترخیم کے جواز کی شرطوں کے ساتھ، علی وجہ الترخیم کوئی حرف حذف کیا جائے، مثلاً یا مالک کے بجائے یا مال پڑھے تو بالاجماع نماز فاسد نہ ہوگی۔

چند فتاوی اور دیگر تطبیقات:

(۱) "فاستجاب لهم ربهم انى لا اضيع عمل عامل منكم" میں "عمل عامل منكم" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۲) قرأت میں "واياك نستعين" کی جگہ "وياک نستعين" بدون الف پڑھا تو نماز ہو جائے گی۔

(۳) سورہ الدھر میں "۔۔۔" کی جگہ "سبه" پڑھا تو چونکہ معنی میں تغیر فاحش پیدا ہو گیا اس لیے نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

(۴) اگر قاری نے "لو انزلنا هذا القرآن" کے بجائے "انزلن" پڑھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(۵) سورہ بقرہ میں "ما يود الذين كفرو ا من اهل الكتب ولا المشركين" میں "ولا المشركى" کی جگہ "والمشركين" پڑھا تو نماز ہو گئی دہرانے کی ضرورت نہیں۔

(۶) "يايها الذين امنو لا تلهكم اموالكم ولا اولاد كم" میں لا چھوڑ کر "اموالكم واولادكم" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۷) "وكان الله عفورا رحيما" میں "كان الله غفورا رحيما" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(رسالہ زلۃ القاری)

(۸) سورہ اعراف میں "ان الله لا يامر بالفحشآء" میں "لا" ترک کر دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۳) سورہ مزمل میں "كما ارسلنا الى فرعون رسولا" میں "الى" چھوڑ دیا تو نماز فاسد ہو جائے

گی۔

(۳) تقدیم:

یعنی نمازی کا دوران قرأت کسی حرف کو اس سے پہلے والے حرف سے آگے کر دینا۔

(۴) تاخیر:

یعنی نمازی کا دوران قرأت کسی حرف کو اس کے بعد والے حرف سے مؤخر کر دینا۔

حروف میں ہونے والی اس تقدیم و تاخیر کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) حروف میں تقدیم و تاخیر کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش پیدا ہو جائے، مثلاً سورہ مدثر کی تلاوت کرتے ہوئے: "فرت من فسوره" میں کلمہ قسورۃ کی واو کو سین سے مقدم اور سین کی واو سے مؤخر کر کے قوسورۃ پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۲) حروف میں تقدیم و تاخیر کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش پیدا نہ ہو تو مختار قول کے مطابق نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً سورہ بقرہ کی تلاوت کرتے ہوئے "فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ علینا" میں کلمہ "فانفجرت" کی جیم کی راء سے مؤخر اور راء کو جیم سے مقدم کر کے "فانفجرت" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ عالمگیری میں ہے:

"الخطأفي التقديم والتأخير: ولو قدم على حرف ان تغير المعنى تسد صلاته كعفص منكان عصف وان لم يتغير لا تفسد كما اذا قرأ غثاء أوحى، مكان أ حوى ، هو المختار"

ترجمہ: تقدیم و تاخیر میں غلطی: کسی حرف کو دورے پر مقدم کر دیا، اگر معنی میں تغیر پیدا ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے عصف کی جگہ عفص پڑھا۔ اور اگر معنی میں تغیر پیدا نہیں ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی، جیسے اُحوی کی جگہ غثاء اُوحی پڑھے۔ یہ ہی قول پسندیدہ ہے۔ (عالمگیری: ۱/۱۰۲)

"لو قد م بعض حروف الكلمة على بعض كعفص مكان كعصف وسرح مكان، خسر يفسد ان غير المعنى"

ترجمہ: اگر کلمہ کے حروف میں کسی حرف کو دوسرے پر مقدم کر دیا، جیسے؛ کعصف کی جگہ کعفص اور خسر کی سرخ پڑھ دیا، اور معنی میں تغیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (حلبی کبیری: ۴۲۴)

(۱) "فاذا برق البصر" میں "فاذا بقره البصر" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی (عندالطرفین)۔

(رسالہ زلۃ القاری)

(۵)ابدال

یعنی نماز کا قرأت میں ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا۔اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱)حرف بدل اور حرف مبدل منہ کے مخارج قریب ہوں،اور ابدال حرف کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش نہ ہوا ہو، مثلاً اخلاص کی تلاوت کرتے ہوئے "الله الصمد" میں صاد کو سین سے بدل کر "الله السمد" پڑھا، یا سورہ شوری کی تلاوت کرتے ہوئے ، "وانک لتهدی الی صراط مستقیم" میں "مستقیم" کی تاء کو طاء سے بدل کر مستقیم پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

س،کو،ص، سے یا،ق،کو،ک، سے تبدیل کرنا

(۲)بدل اور مبدل منہ کے مخارج قریب ہوں اور ابدال حرف کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش پیدا ہو گیا ہو،مثلاً سورہ حشر کی تلاوت کرتے ہوئے "لاتکونو کالذین نسو الله" میں نسوا کی سین کو صاد سے بدل کر "نصو الله" پڑھا یا سورہ شعراء کی تلاوت کرتے ہوئے "الا من اتی الله یقلب سلیم" میں بقلب کی قاف کو کاف سے بدل کر بکلب سلیم پڑھا تو اس صورت میں، اگر چہ معنی میں تغیر فاحش کا تقاضہ یہ ہے کہ نماز فاسد ہو جائے ،مگر چوں کہ قرب مخرج کی بنیاد پر اس طرح کی غلطی میں ابتلاء عام ہے، بنا بریں عموم بلوی کی وجہ سے متاخرین کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔البتہ متقدمین کا قول احوط اور اولی ہے۔

(۳)بدل مبدل منہ میں بعد مخرج ہو اور ابدال حرف کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش پیدا نہ ہو،مثلا سورہ دہر کی تلاوت کرتے ہوئے "واذا رأیت ثم رأیت نعیما وملکا کبیرا" میں "کبیرا" کی باء کو ثاء سے بدل کر قاری نے وملکا کثیراً پڑھا یا سورہ دہر ہی کی دوسری آیت "ان الله کان علیما حکیما" میں "حکیما" کے کاف کو لام سے بدل کر "حلیما" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۴)بدل اور مبدل منہ کے درمیان بعد مخرج ہو اور ابدال حرف کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش پیدا ہو جائے ،البتہ وہ ایسے حروف ہوں، کہ ان میں تمیز کرنا اور الگ الگ ادا کرنا قاری کے لئے دشوار نہ ہو،مثلاً سورہ النشرح کی تلاوت کرتے ہوئے "ألم نشرح لک صدرک" میں صدر کی صاد رکو غین سے بدل کر "ألم نشرح لک غددرک" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۵)بدل اور مبدل کے درمیان بعد مخرج ہو اور ابدال حرف کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش پیدا ہو جائے ،البتہ وہ ایسے حروف ہوں، کہ ان میں تمیز کرنا اور الگ الگ ادا کرنا قاری کے لئے دشوار ہو اور قصداً ایک حرف کو دوسرے کی جگہ نہیں پڑھا، بلکہ بلا قصد، مشقت یا عجز کی وجہ سے، یا ناواقفیت سے ایسا ہو گیا جیسے: ضاد، ظائ، ذال کے درمیان، ضاد اور دال پر کے درمیان، زاء اور ذال کے درمیان، وغیرہ تو باوجود

تغیر معنی کے، مشقت اور حرج کے پیش نظر متاخرین کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی، اگرچہ متقدمین کے نزدیک معنی میں تغیر فاحش کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ متاخرین کا قول اوسع اور متقدین کا قول احوط ہے۔ اور نماز جیسی مہتم بالشان عبادت میں حتی الامکان احوط پر عمل کرنا بہتر ہوگا۔

امام نفسی زلۃ القاری میں فرماتے ہیں:

"اقامة حرف مقام حرف أخر وهو لا يخلو اما أن يكون بينهما قرب مخرج أو بعد مخرج، وهو اما أن يتغيربها المعنى أولا يتغير۔ وان كان قرب المخرج ولم يتغير بها المعنى لم تفسد نحو أن يقرأ : اهدنا السراط المستقيم مكان الصراط، او قر: بمز يطر، مكان بمصيطر، أو قر: يبصط۔ واما ما يتغيربها المعنى كالصيف والسيف والنصر والنسر، قال محمد بن سلمة: لم تفسد لعموم البلوى۔۔ وأما اذا بعد المكرج وتغيربها المعنى نحو أن يقرأ: فسحقا لا صحب الشعير، بالشين المعجمة مكان السعير، قال أبو مطيع تفسد، وان لم يتغيربها المعنى نحو: أن يقر: انا النطيناک الكوثر، بالنون مكان، أعطيناک أوقر: فلا تكهر، بالكاف مكان، فلا تقهر على قياس أ بي يوسف تفسد لأنه ليس فى القرآن، ولو قرأ: عظيم، مكان عليم، أوقرأ: حكيم مكان حليم، لم تفسد بالاتفاق"

ترجمہ: ایک حرف کو دوسرے کی جگہ پڑھ دو حال سے خالی نہ ہوگا، دونوں حرفوں کے درمیان قرب مخرج ہوگا یا بعد مخرج، اور اس کی وجہ سے معنی متغیر ہوا ہوگا یا نہیں ہوا ہوگا۔ اگر قرب مخرج ہے اور اس کی وجہ سے معنی متغیر نہیں ہوا تو نماز فاسد نہ ہوگی، جیسے "اهدنا الصراط المستقيم" میں السراط، صاد کے بجائے سین سے پڑھے۔ یا بسط کی جگہ یبضط صاد سے پڑھے۔ اور جن صورتوں میں معنی بدل جائے، جیسے صیف وسیف اور نصر ونسر، تو ان صورتوں میں محمد بن سلمۃ فرماتے ہیں کہ عموم بلوی کے پیش نظر نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور مخرج ہوتے ہوئے تبدیلی کی وجہ سے معنی فاسد ہو جائے، جیسے "فسحقا لا صحب السيعر" کی جگہ "الشعير" پڑھے، تو اس صورت میں ابو مطیع فرماتے ہیں کہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اس کی وجہ سے معنی متغیر نہیں ہوا جیسے "انا أعطينک الكوثر" میں بجائے عین کے نون کے ساتھ "انطیناک" پڑھے یا "فلا تقهر" کی جگہ فلا تکھر کاف سے پڑھے، تو امام ابو سیفؒ کے قول کے مطابق، اس وجہ سے کہ یہ لفظ قرآن میں نہیں، نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر علیم کی جگہ عظیم پڑھے یا حلیم کی جگہ حکیم پڑھے تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی۔

(زلۃ القاری للنسفی)

عالمگیری میں کچھ مزید امثلہ کے ساتھ یہ مسئلہ یوں مذکور ہے:

"ذکر حرف مکان حرف ان ذکر حرفا مکان حرف ولم يغير المعنى، بأن قرأ: ان المسلمون ان الظالمون وما أشبه ذلک لم تفسد صلاته وان غير المعنى فان أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلاته عند الكل، وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال أاكثر هم لا تفسد صلاته"

ترجمہ: ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ پڑھنا: اگر ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ پڑھا اور معنی میں تغیر فاحش نہیں ہوا، اس طور پر کہ "ان المسلمون ان الظالمون" پڑھا بجائے مسلمین اور ظالمین کے۔ اور اس کے مانند پڑھا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر معنی میں تغیر فاحش پیدا ہو گیا اور دونوں حرفوں کے درمیان بغیر مشقت کے فصل کرنا ممکن ہو، جیسے: طاء صاد، میں صلحت کی طلحت پڑھا تو تمام کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر دونوں کے درمیان بغیر مشقت کے فصل کرنا ممکن نہ ہو، جیسے ظاء اور ضاد کے درمیان، صاد اور سین کے درمیان، طاء اور تاء کے درمیان، تو مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے، اکثر مشائخ نے فرمایا کہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (عالمگیری: ۱۰۱/۱)

شامی کی درج ذیل عبارات سے اوپر کی پانچوں صورتوں کا حکم بہت واضح طور پر سمجھا جا سکتا ہے:

"أو بلده بآخر نحو ـ ـ ـ أياب ، بدل أواب، لم تفسد مالم يتغير المعنى الا ما يشق تمييزه كالضاد والظاء فأكثر هم لم يفسد ها۔ الأصل فيما اذا ذكر حرفا مكان حرف وغير المعنى: ان أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد، والا يمكن الا بمشقة كالظاء مع الجاد المعجمتين، والصاد مع السين المهملتين والطاء مع التاء قال أكثر هم لا تفسد"

ترجمہ: حرف کو کسی دوسرے حرف سے بدل دے جیسے: أواب کی جگہ أیاب پڑھا، تو نماز فاسد نہ ہوگی جب تک کے معنی میں تغیر پیدا ہو نہوا ہو، سوائے یہ کہ تمیز مشکل ہو (تو تغیر معنی کے باوجود نماز فاسد نہ ہوگی) جیسے ضاد اور ظاء تو اکثر مشائخ نماز کو فاسد قرار نہیں دیتے ہیں۔ ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ پڑھ دے اس کی وجہ سے تغیر معنی ہو جائے تو اس صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر دونوں حرفوں کے درمیان بغیر مشقت کے فصل ممکن ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اور بغیر مشقت کے امتیاز ممکن نہ ہو جیسے: طاء معجمہ اور ضاد معجمہ کے درمیان، اور صاد مہملہ اور سین کے درمیان اور طاء اور تاء کے درمیان، تو اکثر مشائخ

نے فرمایا نماز فاسد نہ ہوگی۔

(درمع الشامی:۳۹۶/۲)

قولہ: "الا ما يشق ----- والا يمكن الا بمشقة كالظاء مع الضاد المعجمتين والصاد مع السين والطاء مع التاء قال أكثر هم لا تفسد ۔ وفى خزانة الأكمل قال القاضى أبو عاصم ان تعمد ذلك تفسد۔ وان جرى على لسانة أولا يعرف التميز لا تفسد وهو المختار۔ وفى التاتار خانية عن الحاوى حكى عن الصفار أنه كان يقول الخطأ اذا دخل فى الحروف لا تفسد لأن فيه بلوى عامة الناس لأنهم لا يقيمون الا بمشقة وفيها اذا لم يكن بين الحرفين اتحاد المخرج ولا قربه الا أن فيه بلوى العامة كالذال مكان الضاد أو الزاى المحض مكان الذال والظاء مكان الضاد لا تفسد عند بعض المشائخ۔ وبهذا كله قول المتأخرين وقد علمت أنه أ وسع وأن قول امتقدمين أحوط قال فى شرح المنية وهو الذى صححه المحققون وفرعو عليه فاعمل بما تختار والا حتياط أولى سيما فى أمر الصلاة التى هى أول مايحاسب العبد عليها"

ترجمہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا قول الا مایشق ----۔ اور اگر دونوں حرفوں کے درمیان فصل کرنا ممکن نہ ہو ،مگر مشقت سے ،جیسا کہ ظاء معجمہ اور ضاد معجمہ کے درمیان ، اور صاد مہملہ اور سین مہملہ کے درمیان ، اور طاء اور تاء کے درمیان ،تو اکثر مشائخ نے فرمایا نماز فاسد نہ ہوگی ۔اور خزانۃ الاکمل میں ہے کہ قاضی ابو عاصم نے فرمایا اگر عمداً ایسا کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اس کی زبان پر جاری ہو جائے یا وہ تمیز نہ کر سکتا ہو تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ قول مختار ہے ، اور تا تار کانیہ میں حاوی سے نقل کیا گیا ہے کہ امام صفار سے منقول ہے کہ" جب حروف میں غلطی ہو جائے تو فساد پیدا نہیں کرے گی ، اس لئے کہ اس میں لوگوں کا ابتلاء عام ہے کیوں کہ لوگ حروف کو بلا مشقت کے ادا نہیں کر پاتے ۔" اور اسی میں ہے کہ جب دو حرفوں کے درمیان اتحاد اور قرب مخرج نہ ہو ،مگر اس میں لوگوں کا ابتلاء ، عام ہو ، جیسے ذال اور صاد کے درمیان یا زاء اور ذال کے درمیان یا ظاء اور ضاد کے درمیان ،تو بعض مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ سب متاخرین کے اقوال ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ اس میں وسعت ہے اور متقدمین کا قول احوط ہے شرح منیہ میں ہے اور یہی (احتیاط کرنا) وہ قول ہے جس کی محققین نے تصحیح فرمائی ہے ، پس آپ جس پر چاہیں عمل کر سکتے ہیں اور احتیاط اُولی ہے خاص کر نماز کے معاملہ میں ، کیوں کہ یہ وہ عبادت ہے جس کا حساب بندہ سے سب سے پہلے لیا جائے گا۔ (شامی: ۲/ ۳۹۷،۳۹۶)

نوٹ: ہمارے اکابر بلخصوص سیدی اعلی حضرت اور حضرت مبارک علیہ الرحمہ کے نزدیک زیادہ تر فتوی

احوط قول کے مطابق ہوتا ہے۔

فائدہ: قرب وبعد مخرج کے بارے میں:

ہمزہ، ہاء، عین، حاء، غین، خاء، یہ چھ حروف قریب المخارج ہیں۔ قاف اور کاف، یہ دو حرف قریب المخارج ہیں۔ جیم، شین اور یاء غیر مدہ، یہ تینوں حرف قریب المخارج ہیں۔ لام، نون اور راء، یہ تینوں حروف قریب المخارج ہیں۔ طاء، دال اور تاء، یہ تینوں حروف قریب المخارج ہیں۔ زاء، سین اور صاد، یہ تینوں قریب المخارج ہیں۔ ثاء، ذال، ظاء، یہ تینوں حروف قریب المخارج ہیں۔ باء، فاء، میم اور واؤ غیر مدہ، یہ چاروں حروف قریب المخارج ہیں۔ الف مدہ، یاء، اور واو مدہ، یہ تینوں حروف قریب المخارج ہیں۔ ضاد، ظاء، قریب المخرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (خلاصۃ البیان: ۱۱، ۱۰، فوائد مکیہ: ۳۲ قرآت اکیڈمی)

علامہ نفسی اپنے رسالہ، زلۃ القاری، میں فرماتے ہیں:

فصل فی بیان قریب المخرج وبعد المخرج؛ فنقول:

وهو العين والغين والحاء والخار والهمزه والهاء من مخرج

والقاف والجيم والشين من مخرج　　والصاد والسين والزاى، من مخرج

والطاء والتاء والدال من مخرج　　واللام والراء والنون من مخرج

والباء والفاء والميم من مخرج　　والواو والياء والألف من مخرج

والظاء والثاء والذال من مخرج　　وأما الظاء والضاد فليسا من مخرج واحد،

والذا قال أبو مطيع وجماعة من مشايخ بلخ لو قرأ، ضالمين بالضاد مكان ظالمين، بالظاء تفسد لأنه لغو

ترجمہ: یہ فصل قرب مخرج اور بعد مخرج کے بیان میں ہے، ہم کہتے ہیں: عین، غین، حاء، خاء، ہمزہ اور ہاء ایک مخرج سے ہیں قاف اور کاف ایک مخرج سے ہے۔ ضاد، جیم اور شین ایک مخرج سے ہیں۔ صاد، سین اور زاء ایک مخرج سے ہیں۔ طاء، تاء اور دال ایک مخرج سے ہیں۔ لام، راء اور نون ایک مخرج سے ہیں۔ باء، فاء، میم ایک مخرج سے ہیں۔ واو، یاء اور الف ایک مخرج سے ہیں۔ ظاء ثاء اور ذال ایک مخرج سے ہیں۔ اور ظاء اور ضاد ایک مخرج سے نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے ابو مطیع سے مشائخ بلخ کی ایک جماعت نے فرمایا اگر ظلمین میں ظ کی جگہ ضالمین، ض کے ساتھ پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ لغو ہے (زلۃ القاری)

مذکور بالا عبارت میں ضاد کی جیم اور شین کے ساتھ قریب المخرج بیان کیا گیا ہے، حفص عن عاصم کے علاوہ

دیگر قراءت سے یہ ثابت ہے۔

"القول بخروج الضاد من مخرج الجیم وھو وسط اللسان ھو مذھب الامام خلیل"

(زلۃ القاری، للامام النفسی)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اہم فتویٰ

شامی میں ہے جو شخص کسی حرف کا صحیح تلفظ کرنے پر قادر نہ ہو مثلاً "الرحمن الرحیم" کی جگہ "الرھمن الرھیم" اور "الشیطان " کی جگہ "الشیتان العالمین" کی جگہ "الآلمین ایاک نعبد " کی جگہ "ایاک نابد ، نستعین" کی جگہ "نستئین ،الصراط" کی جگہ "السرات" پڑھتا ہے، ان تمام صورتوں میں اگر قرآن درست پڑھنا سیکھ رہا ہے اس کے باوجود ایسی غلطی کرتا ہے تو نماز درست اگر نہیں سیکھتا تو نماز درست نہیں ہوگی (فتاوی رضویہ جلد 6 صفحہ ۲۵۵)

(۱) امام صاحب نے "ولم یجدوا" کے بجائے "ولا یجدوا" پڑھا تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔

(۲) سورہ کہف آیت "قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا، الذین ضل سعیھم" میں "الذین" کی جگہ "اللظین" پڑھا تو یہ لفظ مہمل ہو گیا نماز لوٹائی جائے۔

(۳) نماز میں قراءت کرتے ہوئے "فی احسن تقویم" کے بجائے "ماأحسن تقویم" پڑھ دے تو نماز درست ہو جائے گی۔

(۴) سورہ دہر میں "یدخل من یشاء فی رحمتہٖ" میں "رحمتہ" کی جگہ "رحمتی" پڑھا تو نماز درست ہو جائے گی، علم بلاغت کا مشہور قاعدہ ہے جسے التفات کہتے ہیں۔ یعنی غائب کے بعد مخاطب یا متکلم یا بالعکس لانا "یدخل" میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر ضمیر غائب سے ہوا اور "رحمتی" میں متکلم سے ہوا، جس طرح "الحمد اللہ رب العالمین" میں صیغہ غائب کے ساتھ اور "ایا ک نعبد" میں مخاطب کے ساتھ۔

(۵) "لا یسمعون فیھا لغوا ولا کذبا" کی جگہ "لا یسمعون فیھا لغوا ا لا کذبا" پڑھا تو معنی کے فاسد ہونے کی وجہ سے نماز نہیں ہوئی۔

(۶) سورہ اعلیٰ میں "غثاء احوی" کو "غشاء احوی" یعنی "ث" کو "ش" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۷) سورہ طلاق میں "لقول فصل" می "ق" کو "ک" (کاف) پڑھ دیا (لکول فصل) اور یہ شخص صحیح پڑھے پر قادر ہے لہٰذا اس صورت میں نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

(۸)"خیر لک من الاولی" کے بجائے "خیر والاولی" پڑھا تو اس صورت میں نماز ہوگئی۔ معنی میں ایسا تغیر نہیں ہوا جو مفسد صلوۃ ہو اب معنی یہ ہو گئے کہ البتہ آخرت اور دنیا دونوں آپ کے لئے بہتر جیسا کہ مفہوم آیت "ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة" کا ہے۔

(۹)"لحفظون" کے بجائے "لنفظون" پڑھا تو نماز ہوگئی۔

(۱۰)"فسبح باسم ربک العظیم" میں "علیم" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۱۱) "ما انزل اللہ بھا من سلطن" سورہ نجم میں ہے اس آیت میں من کو "الا" سے بدل کر پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی

(۱۲) سورہ مرسلت "ان المتقین فی ظلل وعیون" میں "فی ضلل" پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱) تکرار:

یعنی نمازی کا قراءت میں کسی حرف کو دو مرتبہ پڑھنا۔

اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) تکرار کسی مضعف کو ظاہر کرنے کے لئے ہو مثلاً سورہ کہف کی تلاوت کرتے ہوئے "قال ذلک ماکنا نبغ ، فار تد ا علی اثار ھما قصصا" میں فارتدا کی دال کو ظاہر کر کے فارتددا پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۲) تکرار کسی مضعف کے اظہار کے لئے نہ ہو بلکہ زیادتی ہو مثلاً سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے "الحمد الله" میں کلمہ اللہ میں دو کی بجائے تین لام کے ساتھ الحمد اللہ پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

"تکرار الحرف أو الکلمة ان کرر حرفا واحدا ، فان کان ذلک اظهار تضعیف لم تفسد صلاته ، نحوأن یقرأ : ومن یرتدد ، وان کان زیادة نحوأن یقرأ: الحمد الله بثلاث لامات تفسد صلاته"

ترجمہ: حرف یا کلمہ کو مکرر پڑھنا، اگر کسی ایک حرف کو مکرر کیا اور اگر وہ تکرار اظہار مضعف ہے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی جیسے "ومن یرتدد" پڑھے اور اگر وہ تکرار زیادتی ہے جیسے "الحمد لللّٰه" تین لاموں کے ساتھ پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی (عالمگیری: ۱/ ۱۰۳)

اعراب میں غلطی

نماز میں مصلی سے دوران قرأءت اعراب میں مختلف قسم کی غلطیاں واقع ہوتی ہیں، مثلا (۱) مشدد کو مخفف اور مخفف کو مشدد پڑھنا، (۲) ممود کو مقصور اور مقصور کو ممود پڑھنا، (۳) مظہر کو مدغم اور مدغم کو مظہر پڑھنا، (۴) رفع، نصب، جر وغیرہ حرکات وسکنات کو بدل دینا وغیرہ۔ اس کی مختلف صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) تشدید وتخفیف:

نمازی دوران قرأت کسی مخفف (بغیر تشدید والے) حرف مشدد (تشدید والا) بنا کر پڑھے یا کسی حرف مشدد کو مخفف کر کے پڑھے اگر تشدید مخفف یا تخفیف مشدد سے معنی میں تغیر فاحش پیدا ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معنی میں تغیر فاحش پیدا نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً سورہ مدثر کی تلاوت کرتے ہوئے: فقتل کیف قدر میں قدر کی دال کو مخفف کر کے فقتل کیف قدر پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر سورہ فاتحہ میں ایاک نعبد کی یاء کو مخفف پڑھا تو اس صورت میں اکثر مشائخ فساد کے قائل ہیں :لیکن مختار قول کے مطابق اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

"لوترک التشدید فی قوله ایا ک نعبد وایاک نستعین أوقرأ الحمد لله رب العلمین وأسقطالتشدید علی الباء المختار أنها لا تفسد وکذا فی جمیع المواضع وان کان قول عامة المشائخ انها تفسد"

ترجمہ: اگر باری تعالیٰ کے قول: ایاک نعبد وایاک نستعین میں تشدید کو چھوڑ دیا یا الحمد اللہ رب العالمین پڑھا اور باء پر سے تشدید کو ساقط کر دیا تو مختار قول یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی، اور اسی طرح تمام جگہوں میں، اگرچہ عامۃ المشائخ کا قول یہ ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ (عالمگیری: ۱۰۴/۱)

"الفصل التاسع من زلة القاری فی ترک المدو التشدید فی موضعهما ولا اتیان بهما فی غیر موضعهما ان کان لا یغیر المعنی ولا یقبح الکلام، لا یوجب فساد الصلوة وان کان یغیر المعنی یقبح الکلام اختلف المشائخ، قال بعضهم: لا تفسد صلاته وقال عامتهم تفسد صلاته، مثال الأول فی ترک التشدید اذا قرأ"

"ملعونین اینما تقفو أخذوا وقتلو، بغیر تشدید، لا تفسد صلاته لأنه قریب من قتلوا، بالتشدید۔ مثال الثانی اذا قرأ: قل اعوذ برب الناس، وذکر الرب من غیر تشدید أوقرأ: ان النفس لا مارة بالسوء ذکر الأمارة بغیر تشدید ولو قرأ ایاک نعبد بغیر تشدید قال بعضهم تفسد صلاته لأن ایا، ضوء کأنه قرأ ضوئک نعبد، وفی

الذخيرة ولو اعتقد ذلک يکفر فاذ اقرأ سهواً تفسد صلاته ، والأصح أنه لا تفسد وفی الخلاصة وهو المختار"

ترجمہ: زلۃ القاری کی نویں فصل مداور تشدید کو ان کی جگہوں میں چھوڑ دینے اور ان کی جگہوں کے علاوہ میں ان کی بجالانے کے بارے میں ہے۔ اگر معنی میں تغیر اور کلام میں خرابی پیدا نہ ہو تو یہ نماز میں فساد پیدا نہیں کرے گا، اور اگر معنی میں تغیر اور کلام میں خرابی پیدا ہو جائے تو مشائخ کا اس میں اختلاف ہے، بعض نے فرمایا: نماز فاسد نہ ہوگی اور اکثر مشائخ فرماتے ہیں کہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ تشدید کو ترک کرنے کے بارے میں اول کی مثال جب "ملعونين اينما تقفو أخذو وقتلو" بغیر تشدید کے پڑھا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، اس لئے کہ وہ "قتلوا بالتشديد" کے قریب ہے۔ دوسرے کی مثال جب "قل اعوذ برب الناس" پڑھا اور الرب کو بغیر تشدید کے پڑھا "يا ان النفس لا مارة بالسوء" پڑھا اور الامارۃ بغیر تشدید کے پڑھا۔ اور اگر "اِيَّاکَ نعبد" بغیر تشدید کے پڑھا تو بعض مشائخ فرماتے ہیں: اسکی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لئے کہ ایا، ضوء (روشنی، سورج) کو کہتے ہیں، گویا کہ اس نے "ضوئک نعبد" (ہم تیری روشنی کی عبادت کرتے ہیں) پڑھا اور ذخیرہ میں ہے اگر اس کا اعتقاد رکھے تو کافر قرار دیا جائے گا، تو جب سہوا پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اصح قول یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی، اور خلاصہ میں ہے کہ یہ ہی قول مختار ہے۔ (فتاوی تاتارخانیہ :۲/۱۰۷)

تنبیہ: لفظ ایاک مشدد کو مخفف پڑھنے کی صورت میں فساد اور عدم فساد دونوں طرح کے قول ہے، عامہ مشائخ کی طرف فساد منسوب ہے، جب کہ عدم فساد کو مختار اور اصح کہا گیا ہے، شامی کی عبارت اس الجھن کو دور کر دیتی ہے:

"وفی الفتح : عامة المشائخ على أن ترک المدد والتشديد کالخطأ فی الاعراب فلذا قال كثير بالفساد فی تخفيف رب العالمين واياک نعبد لأن مخففاً الشمس والأصح لا يفسد وهو لغة قليلة فی ايا المشددة وعلى قول المتأخرين لا يحتاج الى هذا"

(درمع الشامی:۲/۳۹۴)

"ولو ترک التشديد فی اياک أو رب العالمين: المختار أنه لا يفسد على قول العامة فی جميع المواضع اهـ وقد منا عن الفتح ٠نه الأصح، فما مشى عليه الشارح ضعيف"

(درمع الشامی:۲/۳۹۵)

ترجمہ: فتح القدیر میں ہے کہ عامہ مشائخ کا قول یہ ہے کہ مد اور تشدید کو ترک کرنے کا حکم اعرابی غلطی کے حکم کے مانند ہے۔ اسی وجہ سے بہت سے حضرات نے رب العالمین اور ایاک نعبد کی تخفیف کی صورت میں فساد کا حکم لگایا ہے، کیوں کہ ایا یہ حالت تخفیف 'سورج' کے معنی میں ہے، اور صحیح قول یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور ایا مشدد میں ایک قلیل لغت ایسی (تخفیف) کی بھی ہے۔ اور متأخرین کے قول کے مطابق تو اس کی بھی ضرورت نہیں۔ اور اگر ایاک اور رب العامینمیں تشدید کو ترک کر دیا تو قول عام کے مطابق مختار حکم یہ ہے کہ ایسی تمام صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی، اور فتح القدیر سے ہم نقل کر چکے ہیں جو یہی اصح ہے۔ پس معلوم ہوا کہ شارح (صاحب در مختار) نے جو قول ذکر کیا ہے وہ ضعیف ہے۔

اعراب کی غلطی پر سیدی اعلیٰ حضرت کا فتوی

سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اعراب کی غلطی میں علماء متأخرین کا فتوی تو یہ ہے کہ علی الاطلاق اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ اگر چہ معنی بدل جائیں جیسا کہ شامی میں ہے مگر علمائے متقدمین وخود آئمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے نزدیک اگر اعراب کی غلطی سے معنی فاسد ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی یہی بات دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے اور اس پر عمل کرنے میں زیادہ احتیاط ہے۔ (فتاوی رضوی جلد 6 صفحہ ۲۴۸)

(۲) مد وقصر:

نمازی کا دورانِ قرأت جن جگہوں پر مد ہو وہاں مد کو ترک کر کے قصر ساتھ یعنی بغیر مد کے پڑھنا۔ اگر ترک مد کی وجہ سے معنی میں تغیر پیدا نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی اور معنی میں تغیر پیدا ہو جائے تو بھی مختار قول یہی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی؛ ہاں بعض فقہاء نے بعض صورتوں میں فساد کا حکم لگایا ہے۔ مثلاً سورۂ بقرہ کی تلاوت کرتے ہوئے "أولئک علی هدی من ربهم" میں مد کو چھوڑ دیا۔

یا سورۂ کوثر کی تلاوت کرتے ہوئے "انا اعطینک الکوثر" میں مد کو چھوڑ دیا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر سورۂ اعراف کی تلاوت کرتے ہوئے "الما جا ء موسی لمیقا تنا" میں مد کو ترک کر کے جاموس پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

وأما ترک المد ان کا لا یغیر المعنی بأن قرأ: أولئک بلا مدو انااعطینک، بدون المد لا تفسد وان کان یغیر بأن قرأ: سواء علیهم بترک المدو کذا فی قوله دعاءً ونداءً المختار أنها لا تفسد۔

ترجمہ: اور بہر حال مد کو چھوڑ دینا اگر وہ معنی میں تغیر پیدا نہیں کرتا اس طور پر کہ اُولئک بغیر مد کے پڑھا

اور انا اعطینک بغیر مد کے پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی میں تغیر پیدا کر دے، جیسے کہ سوا علیھم ترک مد کے ساتھ پڑھے اور اسی طرح باری تعالیٰ کے قول: دعاونداءمیں، تو مختار قول یہی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی۔

(عالمگیری:۱/۱۰۴)

"والصحيح ان تغير المعنى تفسد، نحوأ ن يقرأ ولما جاموس ، بغير المدلأن ال؛جاموس هوان"

ترجمہ: اور صحیح قول یہ ہے کہ اگر معنی میں تغیر پیدا ہو جائے تو نماز فاسد ہو۔جائے گی جیسے: ولما جاموس بغیر مد کے پڑھے،اس لئے کہ جاموس حیوان ہے۔ (فتاوی تا تارخانیہ:۲/۱۰۸)

خلاصہ یہ کہ مدوقصر کی غلطی کی صورت میں معنی میں تغیر فاحش ہو جائے، تب بھی عموم بلوی کے پیش نظر فساد صلوۃ کا حکم نہیں ہوگا، البتہ بعض مخصوص صورتوں میں جہاں معنی میں تغیر فاحش کے ساتھ نظم قرآنی میں بڑا خلل پیدا ہو جائے اور الفاظ بہت زیادہ تبدیل ہو جائے تو اس صورت میں نماز فاسد قرار دی جائے گی۔

چندفتاوی اوردیگرتطبیقات:

(۱) "انا اعطینک" میں بغیر کھینچے (بلامد) پڑھا تو اس غلطی سے نماز فاسد نہ ہوگی مگر صحیح پڑھنے کی کوشش لازم ہے۔

(۲) لفظ "علیھم" کے "لَی" پر،نو، دس، الف کے برابر مد کھینچ کر پڑھا تو حسب قاعدہ تجوید اس جگہ مد نہیں ہے لہٰذا یہ لحن اور خطاء ہے مگر نماز ہوگئی۔

(۳) سورہ بقرہ میں "اللہ لا الہ الا ھوؔ" کے بجائے "آللہ" کے ہمزہ کو لمبا کر کے پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔مقالہ زلۃ القاری

(۳) اظہاروادغام:

یعنی نمازی کا دوران قرأت جس مقام پر ادغام نہ ہو وہاں ادغام کے ساتھ پڑھنا اور جس مقام پر ادغام ہو وہاں اظہار یعنی ترک ادغام کے ساتھ پڑھنا۔اگر نمازی نے ایسی جگہ ادغام کیا جہاں کوئی بھی ادغام نہیں کرتا اور اس ادغام کی وجہ سے عبارت قرآن میں ایسی قباحت پیدا ہوگئی کہ کلمہ کے معنی بگڑ گئے تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً سورہ یوسف کی تلاوت کرتے ہوئے "وھم لا یشعرون میں شین" کا عین میں ادغام کر کے "وھم لا یعرون" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔اگر مصلی نے ایسی جگہ ادغام کر دیا جہاں کوئی بھی ادغام کا قائل نہیں ہے: لیکن اس ادغام کی وجہ سے معنی میں تغیر نہیں ہوا، اور اظہار کی صورت میں جو بات مفہوم ہوتی تھی، وہی بات ادغام کر دینے سے

بھی سمجھی جاتی ہے تو ایسی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً سورہ نمل کی تلاوت کرتے ہوئے قل سیروفی الارض میں لام کا سین میں ادغام کر کے "تسیرو ا فی الارض" پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگر نمازی نے ایسی جگہ جہاں ادغام تھا ترک ادغام یعنی اظہار کے ساتھ (ادغام ترک کر کے) پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً سورہ نبی اسرائیل کی تلاوت کرتے ہوئے "قل لئن اجتمعت الانس والجن" میں قل کے لام کا لئن کے لام میں ادغام نہیں کیا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

"اذأنی بالا دغام فی موضع لم یدغمه أحد من الناس ویقبح العبارة ویخر جها عن معرفة معنی الکلمة، نحوأن یقرأ: قل للذین کفروا ستغلبون بادغام الغین فی اللام فسدت صلاته وان أتی بالادغام فی موضع لم یدغمه أحد الا أن المعنی لایتغیربه ویفهم ما یفهم مع الاظهار، نحو أن یقرأ: قل سیروا بادغام اللام فی السین لا تفسد صلوته، وان ترک الادغام نحو أن یقرأ اینما تکونو یدرککم الموت بفک الادغام لا تفسد صلاته، وان فحش من حیث العبارة"

ترجمہ: جب قاری ایسی جگہ میں ادغام کرے جہاں کوئی ادغام نہیں کرتا اور عبارت میں قباحت پیدا کر دے اور کلمہ کے معنی کی معرفت سے اسے نکال دے۔ جیسے "قل للذین کفرو ستغلبون" میں غین کا لام میں ادغام کر کے ستلبون پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر کسی ایسی جگہ میں ادغام کر دیا جہاں کوئی ادغام نہیں کرتا مگر اس کی وجہ سے معنی متغیر نہیں ہوا، اور مفہوم وہی رہے جو اظہار کے وقت تھا، جیسے قل سیروا میں لام کا سین میں ادغام کرے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور ادغام چھوڑنے کی صورت میں جیسے " أ اینما تکون یدر ککم الموت" پڑھے فک ادغام کے ساتھ، تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگرچہ عبارت میں قباحت آجائے۔ (عالمگیری: ۱/ ۱۰۴)

اکابر کے فتاوی اور دیگر تطبیقات:

(۱) نماز میں "فقدضل" میں "فقد" کی دال کا ضاد میں ادغام کر دیا (فقضل) پڑھا تو اس سے نماز میں فساد نہیں آئے گا۔

(۴) تبدیل حرکت:

نمازی کا دوران قرأت کلمات قرآن کی حرکات کو بدل دینا یعنی جس جگہ زبر ہو وہاں زیر یا پیش پڑھنا یا جس جگہ پیش ہو وہاں زیر یا زبر کی حرکت پڑھنا وغیرہ۔ اگر نمازی کے اس طرح تبدیلی حرکات کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش پیدا ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر تغیر فاحش پیدا نہیں ہوا تو نماز

فاسد نہ ہوگی ،مثلاً سورہ فاطر کی تلاوت کرتے ہوئے "انما یخشی الله من عباده العلماء" میں اللہ کے زبر کو پیش سے اور العلماء کے پیش کو زبر سے بدل دیا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر سورہ مرسلت کی تلاوت کرتے ہوئے میں کے دو زیر (جر) کو دو پیش (رفع) سے بدل دیا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

"اذا لحن فی الاعراب لحنا لا یغیر المعنی بأن قرأ: لا ترفعوا أصواتکم: برفع التاء لا تفسد صلوته بالاجماع وان غیر المعنی تغیرا فاهشا بأن قرأ: وعصی آدم ربه ، بنصب المیم ورفع الرب وما أشبه ذلک مما لو تعمد به یکفر اذا قرأ خطأ فسدت صلاته فی قول المتقدمین"

ترجمہ: جب اعراب میں ایسی غلطی کی جس سے معنی میں تغیر پیدا نہیں ہوا اس طور پر کہ لا ترفعو أصواتکم کو تاء کے رفع کے ساتھ پڑھا، تو بالاجماع اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی میں تغیر فاحش پیدا ہو گیا، اس طور پر کہ "وعصی آدم ربه" کو میم کے نصب اور رب کے رفع کے ساتھ پڑھا اور اس جیسے دوسرے وہ مواقع کہ جہاں اگر عمداً پڑھے تو کافر قرار دیا جائے، تو جب غلطی سے پڑھے تو اس کی نماز بقول متقدمین فاسد ہو جائے گی۔

(عالمگیری: ۱/۱۰۴)

تنبیہ:

نمازی سے دوران قرأت اعراب میں ہونے والے مختلف طریقے کی غلطیوں کی بنا پر فساد صلوۃ کا جو قول بیان کیا گیا ہے، وہ متقدمین کا قول ہے، ابن مقاتلؒ، ابن سلام، اسماعیل زاہد وغیرہ متاخرین حضرات اس بنیاد پر کہ اکثر لوگ وجوہ اعراب کے درمیان تمیز نہیں کر پاتے ، اس لئے اعراب میں ہونے والی غلطی کی صورتوں میں عدم فساد صلوۃ کے قائل ہیں، متقدین کا قول احوط اور متأخرین کا قول اوسع ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ان الخطأ اما فی الاعراب أی الحرکات والسکون ویدخل فیه تخفیف المشدد وقصر الممدود وعکسها ــ ــ ــ والقاعده عند المتقد مین أن ما غیر المعنی تغییر ا" "یکون اعتقاده کفرا یفسد فی جمیع ذلک ــ ــ ــ ــ ــ فهذه قواعد الأئمة المتقدمین وأما المتأخرون کابن مقاتل وابن سلام، واسماعیل الزاهد وأبی بکر البلخی والهند وانی وابن الفضل والحلوانی فاتفقو علی أن الخطأ فی الاعراب لایفسد مطلقا ولواعتقاده کفرا لأن اکثرالناس لا یمیزون بین وجوه الاعراب، قال قاضی خان ما

قاله المتأخرون أوسع وما قاله المتقدمون أحوط"

ترجمہ: خطاء یا تو اعراب یعنی حرکات وسکون میں ہوگی اور اسی میں مشدد کی تخفیف اور ممدود کا قصر اور ان دونوں کا برعکس بھی داخل ہے اور متقدمین کے نزدیک اس باب میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر معنی میں ایسا تغیر پیدا ہو گیا جس کا اعتقاد کفر ہے تو ان تمام صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ ائمہ متقدمین کے قواعد ہیں اور رہے متاخرین جیسے ابن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ، ابن سلام رحمۃ اللہ علیہ، اسماعیل زاہد رحمۃ اللہ علیہ، ابو بکر بلخی رحمۃ اللہ علیہ، ہندوانی رحمۃ اللہ علیہ، ابن فضل رحمۃ اللہ علیہ اور حلوانی رحمۃ اللہ علیہ، تو یہ حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ اعراب میں غلطی مطلقاً نماز کو فاسد نہیں کرتی، اگرچہ اس کا اعتقاد کفر ہو، اس لئے کہ اکثر لوگ وجوہ اعراب کے درمیان تمیز نہیں کر پاتے، قاضی خان نے فرمایا: متأخرین نے جو بات فرمائی وہ اوسع ہے اور متقدمین نے جو بات فرمائی وہ احوط ہے۔ (شامی: ۲/۳۹۳)

عالمگیری میں یہ بھی ہے کہ:

"وما قاله المتأخرون أوسع لأن الناس لا يميزونبين اعراب و اعراب ، كذافى فتاوى قاضيخان وهو الأشبه ، كذا فى المحيط ، وبه يفتى كذافى العتابية وهكذا فى الظهيرية"

ترجمہ: اور متأخرین رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا وہ اوسع ہے، اس لئے کہ لوگ اعراب کے درمیان تمیز نہیں کر پاتے، جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں ہے، اور یہی زیادہ اچھا ہے جیسا کہ محیط میں ہے اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے، جیسا کہ عتابیہ میں ہے اور اسی طرح ظہیریہ میں ہے۔ (عالمگیری: ۱/۱۰۴) اس شرط پر کہ معنی شدید فاسد نہ ہو۔

اکابر کے فتاوی اور دیگر تطبیقات:

(۱) "افلا يَعلَمُ اذا بعثر ما فى القبور" میں "يَعلَم" معروف کو "يُعلَم" مجہول کے ساتھ پڑھا تو نماز درست ہوگئی لیکن ہر معروف کو مجہول پڑھنے کا یہ حکم نہیں۔ کہیں نماز فاسد بھی ہو سکتی ہے لہٰذا اس لفظ پر بھی تحقیق کی جائے گی۔

(۲) سورہ لہب میں "مَالُه" کی جگہ "مَالَه" پڑھا تو اس غلطی کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔

(۳) سورہ ملک میں "بِمَصَابِيحَ" کی جگہ "ح" (حاء) کو زیر کے ساتھ اور سورہ بروج میں "اِنَّ بَطشَ رَبِّ" میں "رَبِّکَ" کو زبر کے ساتھ پڑھا تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۴) سورہ دھر کی تلاوت کرتے ہوئے اس میں "مذکورا" کی جگہ "مذکور" اور "کفورا" کی جگہ "کفور" راء کو ساکن کرکے پڑھا تو اس اعرابی غلطی سے معنی نہیں بگڑے اس لئے نماز فاسد نہیں

ہوئی۔

(۵) سورہ ماعون میں "طَعام" کی جگہ "طُعام" پڑھنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۶) نماز میں سورہ نوح آیت "منا خطیئتهم اُغْرِ قُوْ فَأُد خِلُو انارا" کی جگہ "فَأَدخِلو" پڑھا تو نماز ہوگئی معنی ایسے نہیں بدلے کہ جس سے نماز فاسد ہو جائے۔

(۷) نماز میں "لقد خلقنا الانسانَ" کے بجائے "لقد خلقنا الانسانُ" پیش کے ساتھ پڑھ دے تو نماز درست ہو جائیگی مگر قصداً ایسا نہ کرے (ایضاً: ۷/۱۴۱)

(۸) "رَبِّ ابنِ لِی عِندَکَ بَیتا فِی الجنة" کی جگہ "رَبِّ اِبنِ لِی عِندَکَ بَیتا فِی الجَنة" پڑھا تو متقدمین کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی لہٰذا اعادہ افضل ہے۔ یعنی ابن کے ہمزہ کو کسرہ دے دیا ہے۔

(۹) "یایها الذین امنو لا تلهکم اموالکم وَلَا اَولَادُکُم" کی جگہ "اَولَادَکُم" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اس کی تاویل بھی ہو سکتی ہے کہ "لا تلهکم اموالکم مع" اولادکم یہ مفعول معہ بن جائے جیسے "سرت وزیدا أی مع زید"

(۱۰) "وما ضَعُفُوا" کو "وماضُعَفُوا" پڑھا تو یہ غلطی ہے لیکن نماز ہوگئی۔

(۱۱) لن تنالوا کے پارہ میں "مُنزَلِین" کو "زاء" کے زیر سے "مُنزِلین" پڑھا تو اس صورت میں نماز ہوگئی۔

(۱۲) سورۃ الزخرف آیت ۷۹ میں "مُبرِمُون" کی جگہ "مُبرَمُون" پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوگی۔

(۱۳) سورہ فاتحہ میں "اَنعَمتَ عَلَیهم" کے بجائے "انعمتُ علیهم" پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۴) سورہ بقرہ میں "وَاِذِا بتَلٰی اِبرَاهِیمَ رَبُّه" کے بجائے "واذا بتلی ابراهیمُ رَبَّه" پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۵) سورہ بقرہ میں "وَقَتَلَ دَاودُ جالوتَ" کے بجائے "وقتل داودَ جالوتُ" پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۶) سورہ بقرہ میں "وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَن یّشاء" کی جگہ "یُضٰعَفُ" پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۷) سورہ نساء میں "رسلا مبشرین ومُنذِرِینَ" میں "مُنذَرِین" پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۸) سورہ توبہ "ان الله بری ء مین المشرکین وَرَسُولُه" میں "وَرَسُولِه" پڑھا تو نماز

فاسد ہوجائے گی۔

(۱۹) سورہ نبی اسرائیل "وما کنا مُعَذِّبِین" میں "مُعَذَّبَین" پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۲۰) سورہ شعراء "لتکون من المُنذِرِین" میں "مُنذَرِین" پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۲۱) سورہ صفت میں "منذِرین" کے بجائے "منذَرین" پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۲۲) سورہ فتح "صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُولَہُ الرُّء یا" میں "صَدَقَ اللّٰہَ رَسُولُہ" پڑھا تو نماز نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۲۳) سورہ حشر میں "اَلمُصَوِّرُ" کے بجائے "اَلمُصَوَّرُ" پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۲۴) سورہ مزمل میں "فعصیٰ فِرعَونُ الرَّسُولَ" کے بجائے "فعصیٰ فِرعَونَ الرَّسُولُ" پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

قطع کلمہ میں غلطی

قطع کلمہ یعنی مصلی دوران قرأت کسی کلمہ کے بعض حروف کو پڑھے اور بعض کو چھوڑ دے مثلا قاری الحمد پڑھنے گیا، لیکن ال پڑھ کر حمد کو چھوڑ دیا، اس صورت میں اکثر مشائخ ضرورت اور عموم بلوی کی وجہ سے نماز کے فاسد نہ ہونے کے قائل ہیں اور بعض مشائخ تفصیل فرماتے ہیں کہ جو بعض کلمہ تلاوت کیا گیا ہے اور اگر لغو ہو اور اس کا کوئی معنی نہ ہو تو نماز فاسد ہوگی، اور اگر لغو نہ ہو معنی دار ہو، اور قطع کلام کی وجہ سے معنی میں تغیر
فاحش نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ علامہ نسفی نے اپنے رسالہ زلۃ القاری میں اس کی چھ صوتیں ذکر فرمائی ہیں: (۱) کلمہ میں سے ال کو قطع کر دے، مثلا سورہ کہف کی تلاوت کرتے ہوئے وربک الغفور میں ال کو قطع کر دیا پھر غفور
پڑھا تو چونکہ یہ لغو نہیں لہٰذا نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۲) کسی اسم یا فعل کے آخر میں اسم کنایہ (ضمیر) متصل ہو اور قاری اس ضمیر کو قطع کر دے، مثلا سورہ کہف کی تلاوت کرتے ہوئے وعلمہ میں نا کو قطع کر کے وعلم پڑھا تو اس صورت میں بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۳) کوئی کلمہ جمع ہو اور اس کے مفرد پر وقف کر دے اور باقی کو قطع کر دے مثلا سورہ انبیاء کی تلاوت کرتے ہوئے "حتی جعلنھم حصیدًا خٰمِدِینَ" میں "خٰمِد" پر وقف کر کے، ین، کو قطع کر دیا تو اس صورت میں بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۴) کوئی کلمہ اسم واحد ہو اور اس میں سے بعض کو تلاوت کر کے بعض کو قطع کر دے، لیکن جو تلاوت کیا وہ لغو نہ ہو جاتا ہو، مثلاً الرحمن میں الرحم پر وقف کر کے (ن) قطع کر دیا تو چوں کہ الرحم مصدر ہے اور اس سے

اسم یعنی الرحمن کا معنی مراد لیا جا سکتا ہے لہٰذا اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۵) کسی مفرد کلمہ کے نصف پر وقف کر دے، اور ادا شدہ نصف کلمہ لغو نہ ہو، اور اصل مفرد کلمہ کے معنی میں بھی نہ ہو، جیسے مالک کو قطع کر کے ما اور لک کو الگ کر دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۶) کسی کلمہ میں ایسی جگہ وقف کر کے بعض کلمہ کو قطع کر دے کہ جو بعض کلمہ تلاوت کیا ہے وہ لغو ہو جائے، مثلاً سورہ قصص کی تلاوت کرتے ہوئے "وجعلنهم أئمة يدعون الى النار" میں ید پر وقف کر کے عون کو قطع کر دیا یا سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے اھدنا الصراط میں اِہ پر وقف کر کے دِنَا کو قطع کر دیا تو چوں کہ یہ لغو ہے، لہٰذا اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ البتہ اس میں کچھ تفصیل بھی ہے، جو آگے آ رہی ہے۔

امام نسفی زلۃ القاری میں فرماتے ہیں:

"وأما الخطأ فی قطع الكلمة ، قيل لا تفسد كيفما كان للضرورة وقيل على ستة أوحه : قطع ال من الحمد ، قالو : لا تفسد، لأن الالف واللام فی الاسم المعرفة بمنزلة قد فی الفعل وكان كلمة فلم يكن لغوا"

والثانی۔۔۔۔

(ترجمہ) اور بہر حال وقطع کلمہ میں غلطی کرنے کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو نماز فاسد نہ ہوگی، ضرورت کی وجہ سے۔ اور دوسرا اقوال یہ ہے کہ اس کی چھ (۶) صورتیں ہیں۔ الحمد میں ال کو قطع کر دینا۔ مشائخ فرماتے ہیں اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی، اس لئے کہ الف اور لام اسم معرفہ میں، ایسا ہی ہے جیسا کہ فعل میں قد۔ اور قد ایک کلمہ ہے جو لغو نہیں۔ دوسری صورت میں یہ ہے کہ کوئی اسم یا فعل کے اخیر میں ضمیر متصل ہو اس کو قطع کر کے الگ پڑھا جائے، اس صورت میں یہ بھی نماز فاسد نہ ہو گی، جیسے اھد پڑھے اور نا کو قطع کر دے یا أنعم اور تاء کو قطع کر دے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ جمع کا صیغہ ہو اور اس کے واحد پر وقف کر دے جیسے رب العلم پڑھے یا الذی پڑھے اور نون کو قطع کر دے۔ چوتھی صورت میں یہ ہے کہ اسم واحد ہو اور درمیان کلمہ پر وقف کر دے، مگر جتنا لفظ ادا کیا ہو وہ لغو نہ ہو جیسے الرحم پڑھے اور نون کے تکلم سے پہلے قطع کر دے۔ اس صورت میں اصل معنی مفہوم اس لئے الرحم مصدر کو ذکر کر کے رحمن اسم کا معنی مراد لیا جائے تو یہ درست ہے۔ پانچویں صورت میں یہ ہے کہ نصف کلمہ پر وقف کر دے اور وہ لغو بھی نہ ہو: لیکن وہ اصل اسم کا معنی بھی ادا نہ ہو، جیسے باری تعالیٰ کے قول: ملک میں سے ما کو قطع کر دے۔ چوں کہ یہ لغو نہیں ہے، لہٰذا نماز فاسد نہ ہوگی۔ چھٹی صورت میں یہ ہے کہ اھدنا میں اہ یا نعبد میں سے نعب پڑھے تو یہ لغو ہے لہٰذا نماز فاسد ہو جائے گی۔

(زلۃ القاری للامام النسفی)

قطع کلمہ کی صورت میں نماز کے فساد اور عدم فساد دونوں طرح کے قول مروی ہے اور قاری سے قطع کلمہ ،سانس ٹوٹ جانے کی بنا پر بھی ہوسکتا ہے اور قصد وعمد سے بھی ہوسکتا ہے۔لہٰذا نسیان اور سانس ٹوٹنے کی صورت میں عامۃ المشائخ کا عدم فساد صلوۃ والا قول اختیار کرنا اور قصد وعمد کی صورت میں بعض مشائخ والی تفصیلی قول اختیار کرنا زیادہ مناسب اور بہتر ہوگا۔

"وعمامة لمشائخ على اأنها لا تفسد لأهذا ممالايمكن التحرز عنه فصار كالتنحنح المدفوع فى الصلاة"

(ترجمہ) اکثر مشائخ اس قول پر ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی ،اس لئے کہ یہ ان چیزوں میں ہے جس سے بچنا ممکن نہیں ہے چنانچہ یہ اس کھانسی کی طرح ہوگا جو نماز میں دفع کی جاتی ہے۔(عالمگیری:۱۰۵-۱)

وقف وابتداء میں غلطی

نمازی کا دورانِ قرأت ایسی جگہ پر وقف کرنا یا ایسی جگہ سے ابتداء کرنا جہاں موضع وقف یا محل ابتداء نہ ہو۔

اس کی دوصورتیں ہیں۔

(۱) نمازی کے غیر محل میں وقف وابتداء کی بناء پر معنی میں تغیر فاحش پیدا ہوجائے۔مثلا سورۂ نساء کی تلاوت کرتے ہوئے۔

"ولقد وصينا الذ ين أوتو الكتب من قبلكم" پروقف کر دیا اور "و اياكم أن اتقوالله" سے ابتداء کی تو اس صورت میں بعض مشائخ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اکثر مشائخ عدم فساد صلوۃ کے قائل ہیں اور یہی عدم فساد والا قول مفتی بہ بھی ہے۔

(۲) نمازی کے غیر محل میں وقف وبتداء کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش پیدا نہ ہوا ہو ،مثلا سورۂ بنی اسرائیل کی تلاوت کرتے ہوئے انہ کان عبدا شکورا میں عبدا پر وقف کر دیا اور شکورا سے ابتداء کی یا سورۂ مریم کی تلاوت کرتے ہوئے "فاتبعنى أهدک صراطا سويا" میں صراطا پر وقف کر دیا اور "ايا کم أن اتقو الله" سے ابتداء کی تو اس صورت میں بعض مشائخ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اکثر مشائخ عدم فساد کے قائل ہیں اور یہی عدم فساد والا قول مفتی بہ بھی ہے۔

(۳) نمازی کے غیر محل میں وقف وابتداء کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش پیدا نہ ہوا ہو،مثلا بنی اسرائیل کی تلاوت کرتے ہوئے انہ کان عبدا شکور میں عبدا پر وقف کر دیا اور شکور سے ابتداء کی یا سورۂ مریم کی تلاوت کرتے ہوئے "فاتبعنى اهدک صراطاسويا" میں صراطا پر وقف کر دیا اور سویا سے ابتداء کی تو اس صورت میں بہ اتفاق نماز فاسد نہ ہوگی۔

"اذاوقف فی غیر مو ضع الوقف أو ابتدأ فی غیر موضع الابتدائ،ان لم یتغیر به المعنی تغیر فاحشا نحوأن یقرأ :'ان الذین عملواالصلحت 'ووقف ثم ابتدأبقوله :'أولیک هم خیرالبر یة لا تفسد بالا جماع بین علمائنا ۔۔۔وان تغیر به المعنی تغیراًفاحشانحوان یقرأ:شهدالله انه لا اله ووقف ثم قال الاهو '،لاتفسد صلاته عندعامة علمائنا البعض تفسد صلاته والفتوں علی عدم الفساد بکل حال"

(ترجمہ): جب قاری وقف کی جگہ کے علاوہ میں وقف کرے یا ابتداء کی جگہ کے علاوہ میں ابتداء کرے ؛اگر اس کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش پیدا نہ ہوا ہو جیسے"ان الذین امنو وعملوالصلحت" پڑھے اور وقف کردے۔پھر باری تعالیٰ کے فرمان"أولیک هم خیرالبریة" سیابتداء کرے تو بالا تفاق نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر اس کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش پیدا ہوجائے جیسے "شهدالله انه لااله" پڑیاوروقف کرے پھر الاھو پڑھے تو ہمارے اکثر علماء کے نزدیک اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اورفتوی ہر حالت میں نماز فاسد نہ ہونے پر ہے۔

چند فتاوی اور دیگر تطبیقات

(۱)"ان الذین فتنو المومنین" پڑھتے ہوئے"ثم لم یتوبوا" پر سانس ٹوٹ گیا اور پھر یتوبوا سے اعادہ کیا تو (نماز فاسد نہ ہوگی)

(۲) نماز میں سورۂ نصر کی تلاوت کرتے ہوئے وستغفرہ پر وقف نہیں کیا پھر بھی نماز جائز درست ہوجائے گی۔مقالہ مسائل زلۃ القاری میں جوخلاصہ بیان کیا گیاوہ درج ذیل ہے۔

خلاصہ

☆ دوران صلاۃ قرأت میں درج ذیل قسم کی غلطیاں واقع ہوتی ہیں۔

(۱) آیت میں غلطی (۲) کلمہ میں غلطی (۳) حروف میں غلطی

(۴) اعراب میں غلطی (۵) قطع کلمہ میں غلطی (۶) وقف ابتداء میں غلطی۔

☆ آیت میں غلطی چھ قسم کی ہوتی ہے:

(۱) زیادتی (۲) نقصان (کم کرنا) (۳) تقدیم (۴) تاخیر (۵) ابدال (بدل دینا) (۶) تکرار (دومرتبہ پڑھنا)۔

☆کلمہ میں غلطی بھی چھ قسم کی ہوتی ہے:

(۱) زیادتی (کلمہ کو زیادہ کردینا) (۲) نقصان (کم کرنا) (۳) تقدیم
(۴) تاخیر (۵) ابدال (۶) تکرار۔

☆ حروف کی غلطیاں چھ قسم پر ہیں

(۱) زیادتی (۲) نقصان (۳) تقدیم (۴) تاخیر
(۵) ابدال (۶) تکرار

☆ اعراب میں عامۃ درج ذیل قسم کی غلطیاں صادر ہوتی ہیں۔

(۱) تشدد تخفیف (۲) مدوقصر (۳) ادتحام واظہار
(۴) ابدال حرکت

غلطی کی وجہ سے فساد وعدم فساد کے کچھ عام قواعد

☆ غلطی کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش ہوجانے سے عام طور پر نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

☆ قرب المخارج اور جن حروف میں تمیز کرنا مشکل ہو جیسے؛ ض، ظ، ذ، وغیرہ؛ ایسے حروف میں غلطی واقع ہونے کی صورت میں باوجود تغیر معنی کے نماز فاسد نہ ہوگی، جبکہ وہ قرأۃ سیکھنے کی کوشش کرتا ہو۔

☆ البتہ بعض اکابر کے فتاوی میں ایسی صورتوں میں بھی معنی میں بہت زیادہ خرابی پیدا ہوجائے تو فساد صلوۃ کا حکم ہے۔

☆ اسی طرح اگر قاری قصداً ان حروف کو ایک دوسرے کی جگہ پڑھے تو بھی نماز فاسد ہوجائے گی جیسے قلب سلیم کے بجائے کلب سلیم پڑھنا۔

☆ کلمہ میں غلطی کی صورت میں نماز کے فساد اور عدم فساد کے بارے میں طرفین کے نزدیک معنی میں تغیر وعدم کا اعتبار ہے، جبکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک غلط پڑھے ہوئے کلمہ کے قرآن میں وجود وعدم وجود کا اعتبار ہے چنانچہ ان التقین فی بساتین پڑھنے کی صورت میں امام یوسفؒ کے نزدیک نماز فاسد ہوجائے گی، اور طرفینؒ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی، البتہ متغیر ہوجائے تو بالاتفاق نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆ مدوقصر میں ہونے والی غلطی نماز میں فساد پیدا نہیں کرتی؛ لیکن مدوقصر میں غلطی بناء پر نظم قرآنی بہت زیادہ مختل ہوجائے تو فساد صلوۃ کا حکم ہوگا۔ جیسے جاءموسی کے بجائے جاموس پڑھ دے۔

☆ قطع کلمہ کی غلطی اگر نسیان ی سانس ٹوٹ جانے کی وجہ سے ہو اور ادا شدہ حصہ معنی دار ہو تو عدم فساد کا حکم ہوگا اور اگر ادا شدہ حصہ لغو اور مہمل ہوجائے تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

☆ وقف وابتداء میں غلطی کی بناء پر معنی میں تغیر فاحش پیدا ہوجائے تو نماز فاسد ہو جائے گی ، ورنہ عدم فساد کا حکم ہوگا۔

☆ اعراب کی غلطیوں میں جہاں تغیر فاحش پیدا ہوجائے ان صورتوں میں متقدمین بر بناء احتیاط فساد صلوۃ کے قائل ہیں اور متاخرین عموم بلوی اور سہولت وآسانی کے پیش نظر عدم فساد صلوۃ کے قائل ہیں۔

☆ آیات میں ہونے والی غلطیوں میں اگر قاری نے وقف تام کر دیا ہو تو تغیر معنی کے باوجود نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر وصل کیا ہو لیکن معنی میں تغیر نہیں ہوا تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی ، ہاں اگر بر بناء وصل معنی میں تغیر فاحش پیدا ہوجائے تو فساد صلاۃ میں کوئی شبہ نہیں۔

☆ ابدال نسبت واضاحت میں اگر منسوب الیہ کا قرآن میں وجود ہواور معنی میں تغیر پیدا نہ ہوا ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی ، ورنہ فساد صلوۃ کا حکم ہوگا۔

☆ اکابر کے فتاوی دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ غلطی کی صورت میں قاری کے عالم ۔غیر عالم ، واقف ۔غیر واقف اور مجود۔غیر مجود ہونے کا بھی اعتبار کیا جانا چاہیے،

☆ تغیر فاحش کے باوجود نماز فاسد نہ ہونے کا حکم عموم بلوی اور حرج کی وجہ سے رخصت اور وسعت دینے کے لیے ہوتا ہے۔ ایسی صورتوں میں بعض اکابر کے فتاوی میں احتیاطاً فساد کا حکم بھی ملتا ہے، رسالہ مذکور میں درج فتاوی میں اس بات کو مدنظر رکھا جائے۔ (ماخذ مقالہ زلۃ القاری)

فہرست امثلہ وآیات

سہولت کے پیش نظر رسالہ میں مختلف مقامات پر بطور مثال وشاہد مذکور قرآن کریم کی آیات کو فساد کے حکم تصریح کے ساتھ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

یادرہے کہ یہ امثلہ فقط ہمارے اس رسالہ میں مذکور آیات کی ہیں، اور اس پر فساد یا عدم فساد کا حکم بھی اسی کے مطابق ہے۔ ان مثالوں پر دیگر امثلہ کو قیاس نہ کیا جائے ، کیوں کہ فساد و عدم کے حکم کا مدار عام طور پر معنی میں تغیر معنی کا مدار سیاق وسباق پر ہوتا ہے

ہاں، اگر کسی شخص کو فہرست میں مذکور مثال کی طرح بعینہ کوئی غلطی پیش آجائے تو اس کا حکم وہی ہوگا جو یہاں مذکور ہے۔

فہرست امثلہ وآیات

نمبرشمار	صحیح آیات	غلطی	غلطی کی نوع	حکم	سورت
1	لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا	لَا يَمْلِكُوْنَ اِلَّا خِطَابًا	زیادتی کلمہ	فساد صلوۃ	نبا
2	وَكَأْسًا دِهَاقًا	وَكَأْسًا دِحَاقًا	ابدال کلمہ	فساد	نبا
3	لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذَّابا	لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا كِذَّابا	ابدال حرف	فساد	نبأ
4	وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابا	وَسُيِّرَ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابا	نقصان حرف	عدم فساد	نبأ
5	فَاِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ	فَاِذَا هُم بِالسَّاحِرَةِ	ابدال حرف	فساد	نازغات
6	فَاَمَّامَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	فَاَمَّامَنْ وَطَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	زیادتی کلمہ	فساد	نازغات
7	كَلَّا اِنَّهَا تَذْكِرَة	كَلَّا اِنَّهَا موعظة	ابدال کلمہ	عدم فساد	عبس
8	فَاَنْبَتْنا فِيْهَا حَبًّا وَعِنَباً	فَاَنْبَتْنا فِيْهَا عِنَباً وَّ حَبّا	تقدیم وتاخیر کلمہ	عدم فساد	عبس
9	اِنَّ الْاَ بْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ، وَاِنَّ الْفُجَّار لَفِيْ جَحِيْمٍ	اِنَّ الْاَ بْرَارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّار لَفِى نَعِيْمٍ	تقدیم وتاخیر	فساد	انفطار
10	فمالَهُمْ لَاْ يُؤْمِنُوْن	فمالَهُمْ ◌ يُؤْمِنُوْن	نقصان کلمہ	فساد	انشقاق
11	وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ لَا يَسْجُدُوْنَ	وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ يَسْجُدُوْن	نقصان کلمہ	فساد	انشقاق
12	وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ	وَأَنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ	نقصان حرف	فساد	انشقاق

13	فَمَالَهُمْ لَايُؤْمِنُوْن	فَمَالَهُمْ يُؤْمِنُوْن	نقصان حرف	فساد	انشقاق
14	اِنَّ بَطْشَ رَبَّک	اِنَّ بَطْشَ رَبَّک	ابدال حرکت	عدم فساد	بروج
15	اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُو الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوا	اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُو الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوا(وقف) يَتُوبُوا	وقف وابتداء	عدم فساد	بروج
16	اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُو وَعَمِلُو الصّٰلِحٰت لَهُمْ جَنّٰتٌ تجْرِیْ الخ	اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُو وَكَفَرُوا وَعَمِلُو الصّٰلِحٰت الخ	زیادتی کلمہ	فساد	بروج
17	ذُوْالْعَرْشِ الْمَجِيْد	ذُوْالْعَرْشِ الْكَرِيْم	ابدال کلمہ	عدم فساد	بروج
18	ذٰلِکَ الْفُوْزُ الْكَبِيْر	ذٰلِکَ الْفُوْزُ لعظیم	ابدال کلمہ	عدم فساد	بروج
19	لَهُمْ جَنّٰت تَجْرِیْ مِن تَحْتِهَا الْاَنْهٰر	لَهُمْ بَسَاتِيْنُ تَجْرِی الخ	ابدال کلمہ	عدم فساد	بروج
20	قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاخْدُوْدِ	وَشَاهِد ومَشْهُوْد وقُتِلَ اَصْحٰبْ الْاخْدُود	زیادتی حرف	فساد	بروج
21	وَيتَجَنَّبُهَا الْأَشْقٰی	وَيتَجَنَّبُهَا الْأَتْقٰی	ابدال کلمہ	فساد	اعلی
22	غُثَآءً أَحْوٰی	غُشَآءً اَحْوٰی	ابدال کلمہ	عدم فساد	اعلی
23	غُثَآءً أَحْوٰی	غُثَآءً أَوَحٰی	تقدیم وتاخیر حرف	عدم فساد	اعلی

24	اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُمْ، ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَاحِسَابَهُم	اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُمْ، ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَاحِسَابَهُم	ابدال کلمہ	عدم فساد	غاشیہ
25	لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرْ	لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُزَيْطِرْ	ابدال حرکت	عدم فساد	غاشیہ
26	تَصْلىٰ نَارًا حَامِيَةً	تَصْلىٰ نَارًا حَامِيَةٌ	ابدال حرکت	عدم فساد	غاشیہ
27	وُجوهٌ يَّوْمَئِذٍنّاعِمَة	وُجوهٌ يَّوْمَئِذٍنّاضِرَة	ابدال کلمہ	عدم فساد	غاشیہ
28	وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ	وَزَرَابِيْب مَبْثُوثَةٌ	زیادتی حرف	فساد	غاشیہ
29	فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ	فَادْخُلِيْ عَبٰدِيْ	نقصان کلمہ	عدم فساد	فجر
30	فَيَقُولُ رَبِّيْ أَكْرَمَنْ	فَيَقُوْلُ رَبِّيْ اَهَانَنْ	ابدال کلمہ	فساد	فجر
31	وَالْفَجْرِ، وَلَيَالٍ عَشْر	والفجر والشفع والوتر	نقصان آیت	عدم فساد	فجر
32	وَتَوَاصَوْ بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْ بِالْمَرْحَمَةِ أُوْلَئِکَ أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَة	وَتَوَاصَوْ بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْ بِالْمَرْحَمَةِ (وقف)أُوْلَئِکَ أَصْحٰبُ الْمَيشْئَمَة	ابدال آیت	عدم فساد	بلد
33	وَالشَّمْسِ وَضْحٰهَا، وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا--- وَالسَّمَآء وَمَا بَنٰهَا	وَالشَّمْسِ وَضْحٰهَا، وَالسَّمَآء وَمَا بَنٰهَا	نقصان آیت	عدم فساد	شمس
34	وَالسَّمَاء وَمَا بَنٰهَا وَالْأَرْضِ وَمَا طَحٰهَا	وَالْأَرْضِ وَمَا طَحٰهَا، وَالسَّمَاء وَمَا بَنٰهَا	تقدیم وتاخیر آیت	عدم فساد	شمس
35	فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى	فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى	ابدال کلمہ	فساد	لیل

36	وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى	وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا	ابدال آیت	عدم فساد	لیل
37	وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى	وَمَا خَلَقَ اَلْذَكَرَ وَالْاُنْثٰى	زیادتی حرف	عدم فساد	لیل
38	اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى	وَاِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى	زیادتی حرف	فساد	لیل
39	وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى	وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى	نقصان حرف	فساد عند الطرفین	لیل
40	وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ	وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبَّكَا فَحَدِّثْ	زیادتی حرف	عدم فساد	ضحیٰ
41	وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى	وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَ اَغْنٰى	ابدال کلمہ	عدم فساد	ضحیٰ
42	مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى	وَمَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى	زیادتی حرف	فساد	ضحیٰ
43	فَلَا تَقْهَر	فَلَا تَكْهَر	ابدال حرف	فساد عدأبی یوسف	ضحیٰ
44	خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى	خَيْرٌ لَّكَ وَالْاُوْلٰى	ابدال حرف	عدم فساد	ضحیٰ
45	أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ	أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ غَدْرَكَ	ابدال حرف	فساد	انشراح
46	لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ	لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانُ	ابدال حرکت	عدم فساد	تین
47	فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْم	مَآ اَحْسَنِ تَقْوِيْم	ابدال حرف	عدم فساد	تین

48	وَطُورِ سِيْنِيْنَ، وَهٰذَ الْبَلَدِ الْأَمِيْنَ	وَطُورِ سِيْنِيْنَ، وَهٰذَ الْبَلَدِ الْأَمِيْن وَهٰذَ الْبَلَدِ الْأَمِيْن	تکرار آیت	عدم فساد	تین
49	وَالتِّيْنِ الى قوله وَهذَ الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقنَاَ الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ	وَالتِّيْنِ الى قوله وَهذَ الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ (وقف تام) لَقَدْ خَلَقنَاَ الْإِنْسَانَ فِيْ كَبَد	ابدال آیت	عدم فساد	تین
50	وَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ	وَعَامِلُو الصّٰلِحٰت	زیادتی حرف	عدم فساد	بینہ
51	اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُو وَعَمِلُوالصّٰلِحٰتِ أُو لَئِکَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّهِ	اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُو وَعَمِلُوالصّٰلِحٰتِ (وقف تام)أُو لَئِکَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّه	ابدال آیت	عدم فساد	بینہ
52	اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُو وَعَمِلُوالصّٰلِحٰتِ أُو لَئِکَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّه	اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُو وَعَمِلُوالصّٰلِحٰتِ (وصل) أُو لَئِکَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّه	ابدال آیت	فساد	بینہ
53	اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُو مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ--- أُولَئِکَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ	اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُو مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ(وصل) أُولَئِکَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ	ابدال حرف	فساد	بینہ
54	۲۵۳ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُواوَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ أولٰئِکَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ	اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُواوَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ (وقف)أولٰئِکَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ	وقف وابتداء	عدم فساد	بینہ

55	اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُواوَعَمِلُو الصّٰلِحٰتَ أولٰئِکَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ	اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُو فَکَفَرو الخ	زیادتی کلمہ	فساد	بینہ
56	وَعَمِلو الصٰلِحٰتِ	الطّٰلِحٰتِ	ابدال حرف	فساد	بینہ
57	خَیْرًاَیَّرَه--- شَرًّاَیَّرَه	شَرًّاَیَّرَه-------	ابدال کلمہ	عدم فساد	زلزال
58	اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا، وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا، وَقَالَ الْلِانْسَان	اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا، وَقَالَ الْلِانْسَان الخ	نقصان آیت	عدم فسا	زلزال
59	أَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِیْ الْقُبُوْر	أَفَلاَ يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِیْ الْقُبُوْر	ابدال حرکت	عدم فساد	عادیات
60	اِنَّ الاِنْسَانَ لِرَبِّه لَکَنُوْد	اِنَّ الاِنْسَانَ لِرَبِّه لَکَبِیْر	ابدال حرکت	عدم فساد	عادیات
61	وَتَوَاصَوْ بِالْحَقّ وَتَوَاصَوْ بِالصَّبْر	وَتَوَاصَوْ بِالصَّبْر وَتَوَاصَوْ بِالْحَقّ	تقدیم وتاخیر کلمہ	عدم فساد	عصر
62	۲۹۸ لَفِیْ خُسْر	لَافِیْ خُسْر	زیادتی حرف	فساد	عصر
63	اِلَّاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْابِالْحَقّ	اِلَّاالَّذِیْنَ اٰمَنُواَ عَمِلُواالصّٰلِحٰتِ فِلَهُمْ أَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُون	ابدال آیت	عدم فساد	عصر
64	وَالْعَصْرِ، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ، اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُواالخ	وَالْعَصْرِ، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ(وقف تام)اِنَّ الاَبْرَار لَفِیْ نَعِیْم(وقف تام) اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُواالخ	زیادی آیت	عدم فساد	عصر

65	وَالعَصْرِ اِنَّ الِانْسَانَ لَفِیْ خُسْر	وَالعَصْرِوَ اِنَّ الِانْسَانَ لَفِیْ خُسْر	زیادتی حرف	فساد	عصر
66	اِنَّ الِانْسَانَ لَفِی خُسْر	اِنَّ الِانْسَانَ لَفِی سرخ	تقدیم وتاخیر حرف	فساد	عصر
67	کَعَصْفٍ مَّأکُول	کَعَفْصٍ مَّأکُول	ابدال کلمہ	فساد	فیل
68	کَعَصْفٍ مَّأکُوْلٍ	کَعَفْصٍ مَّأکُوْلٍ	تقدیم وتاخیر حرف	فساد	فیل
69	التَشِّتَاءِوَالصَّیْفِ	التَشِّتَاءِوَالسَّیْفِ	ابدال حرف	عدم فساد	قریش
70	هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ	هُمْ صَلاتِهِمْ	نقصان کلمہ	عدم فساد	ماعون
71	وَلَا یَحُضُّ عَلیٰ طَعَامِ الْمِسْکِیْن	وَلَا یَحُضُّ عَلیٰ طَعَامِ الْمِسْکِیْن	ابدال حرکت	عدم فساد	ماعون
72	فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ	فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْهَرْ	ابدال حرف	فساد	کوثر
73	اِنَّا أَعْطَیْنٰکَ	اِنَّا أَعْطَیْنٰکَ	ترک مد	عدم فساد	کوثر
74	اِنَّا أَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر	اِنَّا أَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَر	ابدال حرف	فساد عندأبی یوسف	کوثر
75	وَاسْتَغْفِرْهُ (وقف) اِنَّهُ کَانَ تَوَّابَا	وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهُ کَانَ تَوَّابَا	وقف ابتداء	عدم فساد	نصر
76	نَصْرُ اللّٰہِ	نَسْرُ اللّٰہِ	ابدال حرف	عدم فساد	نصر
77	مَآ اَغْنیٰ عَنْهُ مَالُهٗ	مَآ اَغْنیٰ عنه مالَه	ابدال حرکت	عدم فساد	لهب

78	قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِد الخ	قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ لَمْ يَلِد الخ	ابدال حرف	عدم فساد	اخلاص
79	اللّٰهُ الصَّمَدُ	اللّٰهُ السَّمَدُ	ابدال حرف	عدم فساد	اخلاص
80	مَلِكِ النَّاس	مَلِكِ النَّاس اَجْمَعِيْنَ	زیادتی کلمہ	عدم فساد	ناس
81	قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس	قُلْ أَعُوْذُبِرَبِ النَّاس	تشدید وتخفیف	عدم فساد	ناس

مرکزی جامعہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف

دارالافتاء محمدیہ سیفیہ
آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ
راوی ریان شریف

شریعت درخت ہے
طریقت اُس کا پھل ہے

فرمان سرکار مبارک:

میرا جانشین وہی ہے جو شریعت اور اس کے آداب پر مضبوطی سے عمل کرے

خلاف شرع کام کرنے والا میرا خلیفہ نہیں ہوسکتا۔











